

کلیات اکبرالہ آبادی

از

اکبرالہ آبادی

حصہ چہارم

☆☆﴿۱﴾☆☆

یہ عمر کب تک وفا کرے گی زمانہ کب تک جفا کرے گا
 مجھے قیامت کی ہیں امیدیں جو کچھ کرے گا خدا کرے گا
 فلک جو برباد بھی کرے گا بلند ارادے مرے رہیں گے
 جو خاک ہوں گا تو خاک سے بھی سدا بگولا اٹھا کرے گا
 خدا کی پاکی پکارتا ہوں ہوا کرے نا خوشی بتوں کو
 مری غرض کچھ نہیں کسی سے تو پھر مرا کوئی کیا کرے گا
 جہان فانی کا حشر ہی کو خیال کر مستقل نتیجہ
 یہاں تو پیہم یہی ترود یہی تغیر ہوا کرے گا
 اگرچہ ہے درد و غم سے مضطر یہی ہے ورد زبان اکبر
 یہ درد جس نے دیا ہے ہم کو وہی دوا کرے گا

☆☆﴿۲﴾☆☆

زندگانی کا مزا دل کا سہارا نہ رہا
 ہم کسی کے نہ رہے کوئی ہمارا نہ رہا
 بولنے کی ہے نہ قوت نہ اشارے کی سکت
 اتنا بس بھی مرا فطرت کو گوارا نہ رہا
 پوچھتا کوئی دم مرگ سکندر اکبر
 کتنے دن کی یہ تعلی تھی کہ دارا نہ رہا

☆☆﴿۳﴾☆☆

جب یہ دیکھا کہ جہاں میں کوئی میرا نہ رہا
 شدت یاس سے میں آپ بھی اپنا نہ رہا
 آپ تصنیف شرائط کی نہ تکلیف کریں
 مجھ کو خود ولولہ عرض تمنا نہ رہا
 اس کو پروانہ رہی خوش رہے دنیا مجھ سے
 عاتقوں میں مری کنتی ہو یہ سودا نہ رہا
 منتشر رہنے میں پاتے ہیں اب آرام حواس
 شوق مجموعہ ہوش خرد افزا نہ رہا
 حیرت افزا ہے مرا حال مگر کون سنے
 دیدنی بھی ہے مگر دیکھنے والا نہ رہا
 دیکھنے کی تو ہے یہ بات رہا کیا اس میں
 آپ اکبر سے عبث پوچھتے ہیں کیا نہ رہا

☆☆﴿۴﴾☆☆

غم کیا جو آسمان ہے مجھ سے پھرا ہوا
 میری نظر سے خود ہے زمانہ گرا ہوا
 مغرب نے خوردیں سے کمر ان کی دیکھ لی
 مشرق کی شاعری کا مزا کرکرا ہوا

☆☆﴿۵﴾☆☆

شیخ کو بھی اس بت کافر نے اپنا کر لیا
 دین سے کیا ہو سکا ایمان نے کیا کر لیا

☆☆﴿۶﴾☆☆

دیکھ کر رنگ فنا خونِ جگر پینا پڑا
زندگی سے سخت گھبرایا مگر جینا پڑا

☆☆﴿۷﴾☆☆

خانہ امید آتا ہے نظر اجڑا ہوا
دل کو حیرت ہے کہ یا اللہ کیا تھا کیا ہوا
کیا کسی بزمِ طرب میں ہوں میں اے اکبر شریک
آنکھ بھی روئی ہوئی ہے دل بھی ہے تڑپا ہوا

☆☆﴿۸﴾☆☆

بزمِ ہستی میں مرے پیش نظر کیا کچھ نہ تھا
دیکھتے ہی دیکھتے لیکن جو دیکھا کچھ نہ تھا
بے تعلق منزلِ ہستی سے گذرا دل مرا
اس کی نظروں میں سواوار تمنا کچھ نہ تھا

☆☆﴿۹﴾☆☆

تنہائی اور شبِ غم ہم اور دل ہمارا
اللہ سے دعائیں امید کا سہارا

☆☆﴿۱۰﴾☆☆

وفاقت آپ کی کھلتی ہے مجھ پر ملنے جلنے سے
اب کی جب ضرورت ہے تو بہتر ہے جدا رہنا

☆☆﴿۱۱﴾☆☆

اطہار کو تو اپنی فیس لینا اور دوا دینا
خدا کا کام ہے لطف و کرم کرنا شفا دینا

☆☆﴿۱۲﴾☆☆

خدا کا نام گو اکثر زبانوں پر ہے آ جاتا
مگر کام اس سے جب چلتا کہ یہ دل میں نہ جاتا

☆☆﴿۱۳﴾☆☆

نہیں ہے کام زباں کا کچھ اب دُعا کے سوا
نظر کسی پہ نہیں ہے مری خدا کے سوا
کبھی کریں گے نہ وہ میرے دل سے ہمدردی
کوئی علاج نہیں ترک مدعا کے سوا

☆☆﴿۱۴﴾☆☆

کروں کیا غم کہ دنیا سے ملا کیا
کسی کو کیا ملا دنیا میں تھا کیا
یہ دونوں مسئلے ہیں سخت مشکل!
نہ پوچھو تم کہ میں کیا اور خدا کیا
رہا مرنے کی تیاری میں مصروف
مرا کام اور اس دنیا میں تھا کیا
وہی صدمہ رہا فرقت کا دل پر
بہت روئے مگر اس سے ہوا کیا
وہاں قلاو بلی یاں بت پرستی
ذرا سوچو کہا کیا تھا کیا کیا
تمہارے حکم کے تابع ہیں ہم سب
تمہیں سمجھو برا کیا اور بھلا کیا!

الہی اکبر یکس کی ہو خیر
یہ چرچے ہو رہے ہیں جا بجا کیا

☆☆﴿۱۵﴾☆☆

عبث ہے انظم بلیغ فطرت جو رخ نہیں حسن مدعا کا
حدیث عقبی اگر غلط ہے تو کیا نتیجہ ہے ارتقا کا

☆☆﴿۱۶﴾☆☆

مرے دل سے اتنیازی و فردا اٹھ گیا
حشر بھی ماضی نظر آیا جو پردا اٹھ گیا

☆☆﴿۱۷﴾☆☆

بتوں کی مدح سے کل شاعری اردو کی مملو ہے
تکست اردو جو پائے گی تو میں سمجھوں گا بت ٹوٹا

☆☆﴿۱۸﴾☆☆

اکبر کے کفر کا نہ رہا قدر داں کوئی
اس بت کو شیخ جی نے مسلمان کر لیا

☆☆﴿۱۹﴾☆☆

حق کی ہے کم محبت ہے صرف خود فروشی
عزت ہی ہے مناسب راضی جو دل ہو تیرا
ملنے سے یہ خرابی پیدا ہوئی بالآخر
اب معترض ہے مجھ پر مشتاق تھا جو میرا

☆☆﴿۲۰﴾☆☆

صاحب الفاظ کو دفتر سے بھی سیری نہیں

صاحب معنی کو صرف اک لفظ کافی ہو گیا

☆☆﴿۲۱﴾☆☆

جہاں فانی کی حالتوں پر بہت توجہ عبث ہے اکبر
جو ہو چکا ہے وہ پھر نہ ہوگا جو ہو رہا ہے وہ ہو چکے گا

☆☆﴿۲۲﴾☆☆

مصیبت ہے مجھے اس بت سے اُلفت ہو گئی اکبر
کہ جس کو بت کدے میں بھی کوئی اچھا نہیں کہتا

☆☆﴿۲۳﴾☆☆

متحد احساس سے ہم کو معرا کر دیا
نکڑوں کے ریزے کئے ریزوں کو ذرا کر دیا

☆☆﴿۲۴﴾☆☆

ناموں کو ہادیوں کے بے انتہا جھنجھوڑا
یاروں نے بت شکن کو بت ہی بنا کے چھوڑا

☆☆﴿۲۵﴾☆☆

کسی نے مرنے سے یہ نہ سمجھو کہ جان واپس نہیں ملے گی
بعید شان کریم سے ہے کسی کو کچھ دے کے چھین لینا

☆☆﴿۲۶﴾☆☆

ترک دنیا کے خیالات کو دھوکا پایا
غور جب ہم نے کیا سانس کو دنیا پایا
وام تقریر بتاں سے حذر اے اہل نظر
بخدا میں نے تو ہر لفظ کو پھندا پایا

جس کے ہر پیچ میں سو دام بلا ہیں اکبر
ایک عالم کو اسی زلف کا شیدا پایا

☆☆﴿۲۷﴾☆☆

رزولیوشن کی شورش ہے مگر اس کا اثر غائب
پلیٹوں کی صدا سنتا ہوں اور کھانا نہیں آتا
خدا کے فضل سے بی بی میاں دونوں مہذب ہیں
حجاب اس کو نہیں آتا انہیں عصا نہیں آتا

☆☆﴿۲۸﴾☆☆

جو کچھ تم کہہ رہے ہو جس نے وہ کہنا نہیں سیکھا
یہ سچ کہتے ہو اس نے مطمئن رہنا نہیں سیکھا

☆☆﴿۲۹﴾☆☆

ہستی بے ثبات نے جان بشر کو کیا دیا
نفس سے حرص آگئی ہوش نے میں بنا دیا
نفس نے کہہ دیا غلط عقل نے بھی ملائی ہاں
منزل ذوق روح کا دل نے اگر پتا دیا
چشم خرد سے عار تھی حسنِ جنوں پسند کو
عقل نے آنکھ بند کی اس نے حجاب اٹھا دیا

☆☆﴿۳۰﴾☆☆

حال دل میں سنا نہیں سنا
لفظ معنی کو پا نہیں سنا
عشق نازک مزاج ہے بے حد

عقل کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا
 ہوش عارف کی ہے یہی پہچان
 کہ خودی میں سا نہیں سکتا
 پونچھ سکتا ہے ہم نشیں آنسو
 داغ دل کو مٹا نہیں سکتا
 مجھ کو حیرت ہے اس کی قدرت پر
 علم اس کو گھٹا نہیں سکتا

☆☆﴿۳۱﴾☆☆

آتشیں روئے بتاں دیکھ کے واعظ نے کہا
 کار اکبر ہی ہے دوزخ سے لگاوت کرنا

☆☆﴿۳۲﴾☆☆

ہے دوروزہ قیام سرائے فنا نہ بہت کی حوشی ہے نہ کم کا گلا
 یہ کہاں کا فسانہ سود و زیاں، جو ہو گیا وہ گیا جو ملا وہ ملا
 نہ بہار جمی نہ خزاں ہی رہی کسی اہل نظر نے یہ خوب کہی
 یہ کرشمہ شانِ ظہور ہیں سب کبھی خاک اڑی کبھی پھول کھلا
 نہیں رکھتا میں خواہش عیش و طرب یہی ساتی دہر سے بس ہے
 طالب

مجھے طاعت حق کا چکھا دے مزا نہ کباب کھلا نہ شراب پلا
 ہے فضول یہ قصہ زید و بکر ہر اک اپنے عمل کا پھلے گا ثمر
 کہو ذہن سے فرصت عمر ہے کم جو دلا تو خدا ہی کی یاد دلا

☆☆﴿۳۳﴾☆☆

راز ہستی کو کوئی آج تک پا نہ سکا
 پا گیا کچھ تو کسی غیر کو سمجھا نہ سکا
 ناشگفتہ ہی رہا غنچہ خاطر میرا
 ساخت ایسی تھی کہ دنیا کی ہوا کھا نہ سکا
 حسن گل سے ہے سوا ناز کا موقع کس کو
 وہ بھی دو دن سے زیادہ کبھی اترا نہ سکا
 برہم جاناں کے تصور سے رہا میں قاصر
 دور کی بات تھی اندیشہ وہاں جا نہ سکا

☆☆﴿۳۴﴾☆☆

کیا حرج ہے پڑھوں جو یہ مصرعہ میں بر ملا
 دین خدا حسینؑ ہے دنیا ہے کربلا

☆☆﴿۳۵﴾☆☆

فلک کو میں نے مجھے دی فلک نے داد اکبر
 اسے ستم تو مجھے صبر آزما تھا

☆☆﴿۳۶﴾☆☆

اس شکر نے بگڑنے ہی کو جب بنا کہا
 رفع شر کے واسطے ہم نے بھی امٹا کہا

☆☆﴿۳۷﴾☆☆

میں کیا کہوں اسے اور کیا کروں گلا اس کا
 مجھے ہنوز پتا نہیں ملا اس کا
 اگرچہ دل کو ہے سودا اسے برا نہ کہو

کسی کی زلف سے ملتا ہے سلسلہ اس کا

☆☆﴿۳۸﴾☆☆

انہیں حسرت ہے اکبر کاش میرا ہم نوا ہوتا
میں کہتا ہوں ذرا سوچو جو ہوتا بھی تو کیا ہوتا

☆☆﴿۳۹﴾☆☆

غریب اکبر نے بحث پردے کی کی بہت کچھ مگر ہوا کیا
نقاب الٹ ہی دی اُس نے کہہ کر کہہ کر ہی لے گا مراٹوا کیا

☆☆﴿۴۰﴾☆☆

رہا تو مردوں سے حال بد تر جیا بھی اکبر تو وہ جیا کیا
نئے طریقوں کے حامیوں نے کہا بہت کچھ مگر کیا کیا
یہ چائے ہرگز نہیں ہے کافی نہیں ہے لہنیڈ کا بندہ قائل
شراب ہی حلق سے نہ اتری تو شیخ صاحب نے پھر پیا کیا

☆☆﴿۴۱﴾☆☆

میں نام سعی کا اپنی خدا نہ رکھوں گا
جو بن پڑے گا مگر وہ اٹھا نہ رکھوں گا
ادائے شکر تو سمجھوں گا فرض وعدوں پر
امید آپ سے لیکن ذرا نہ رکھوں گا

☆☆﴿۴۲﴾☆☆

نئے طریقوں سے مقصد شرع کار فرما نہ ہو سکے گا
ادھر جو پردہ نہ ہو سکے گا ادھر بھی تقویٰ نہ ہو سکے گا

تمام دنیا نئی روش میں جو چھوڑ بیٹھے گی دین حق کو
 جو ایک مومن بھی ہوگا زندہ تو اس سے ایسا نہ ہو سکے گا
 دوا ترقی کی میں نے دیکھی بصد ادب ہے یہی گزارش
 مرض ترقی کرے گا اس سے مریض اچھا نہ ہو سکے گا

☆☆﴿۴۳﴾☆☆

جدائی نے میں بنایا مجھ کو جدا نہ ہوتا تو میں نہ ہوتا
 خدا کی ہستی ہے مجھ سے ثابت خدا نہ ہوتا تو میں نہ ہوتا

☆☆﴿۴۴﴾☆☆

خدا ہی کی قدرت کا ہر سو عمل ہے
 تفکر میں کیوں جان اپنی ہے کھتا
 ہوا جو کچھ اکبر سمجھ ٹھیک اس کو
 ضروری نہ ہوتا تو ہرگز نہ ہوتا

☆☆﴿۴۵﴾☆☆

نظر کو ہو ذوق معرفت کا کرے تو شوق فخر اب پیدا
 سول پیدا جو ہوں گے دل میں نہیں سے ہوں گے جواب پیدا
 کرو نہ کچھ فکر جام و ساقی بہار آنے تو وہ چمن میں
 گلوں سے ٹپکے گا رنگ مستی ہوا کرے گی شراب پیدا
 نہ آس کو ٹوٹنے کا موقع نہ شوق گستاخیوں کا حامی
 اولوں میں کچھ لگائیں ہیں نگاہ سے ہے عتاب پیدا
 ہر اک کے لائق ہے اس کی زینت زہے تری شان تیری قدرت

کہ آنکھ کو اشک سے ہے بھرتی گہر سے کرتی ہے آب پیدا
یہ منزل حرص مل و دولت نہ دے گی دنیا میں تم کو راحت
ہوں بڑھائے گی تشنگی کو نظر کرے گی سراب پیدا

☆☆﴿۴۱﴾☆☆

اک تماشا ہے یہ قرب ضعف یہ بعد اجل
مدتیں گذریں اسی میں اب مرا اور اب مرا
دفن کرو دو فاتحہ پڑھ دو سدھارو دوستو
یہ نہ پوچھو تم کہ میں کیوں کر مرا اور کب مرا
اُس کی پروانہ نہ کہہ دن کو ہوا جو پانچمال
وہ ہے پروانہ جو پیش شمع وقتِ شب مرا

☆☆﴿۴۲﴾☆☆

بہت شوار ہے شہادتِ رام طلب ہونا
نظر کا حد میں رہنا شوقِ دل کا با ادب ہونا
تعجبِ انہماویوں کا ہے کیا اس دور گروں میں
یہاں تو رات دن ہے شب کا دن اور دن کا شب ہونا
پڑپنے کا سلیقہ کیوں کیا تھا ثابت اس دل نے
تعجب کیا ہے اب بہر مصیبتِ منتخب ہونا

☆☆﴿۴۸﴾☆☆

حرص دنیا کا اثر طمع پہ غالب نہ رہا
دیکھ کر حالتِ مطلوب میں طالب نہ رہا
کہیں اس عہد میں دو دل نظر آتے نہیں ایک

اثر معنی یک جان و دو قالب نہ رہا
کہہ چکا ان سے بہ ہر حال ہوں راضی بہ رضا
اب کوئی موقعہ اظہار مطالب نہ رہا

☆☆﴿۴۹﴾☆☆

ہوش نے کر لئے اغراض و مطالب پیدا
نقش سے ہو گئے اطراف و جوائب پیدا

☆☆﴿۵۰﴾☆☆

خوشی سے شیخ کالج سوئے مسجد اب نہیں چلتا
جہاں روئی نہیں چلتی وہاں مذہب نہیں چلتا

☆☆﴿۵۱﴾☆☆

کونسلوں میں سوال کرنے لگے
قوی طاقت نے جب جواب دیا

☆☆﴿۵۲﴾☆☆

معافی کی نظر سے جو تری صورت کو دیکھے گا
نہ وہ دوزخ کو دیکھے گا نہ وہ جنت کو دیکھے گا

☆☆﴿۵۳﴾☆☆

دوں گا ذرا سمجھ کے جواب ان کی بات کا
رخ دیکھتا ہوں سلسلہ واقعات کا

☆☆﴿۵۴﴾☆☆

اے دوست مجھے تو ہے خدا ہی پہ بھروسا
دشمن کو مبارک ہو مری گھات میں رہنا

☆☆﴿۵۵﴾☆☆

آنے دو مصیبت کو ذرا خانہ دل پر
جو بندے ہے غفلت میں وہ عبرت میں کھلے گا
محفل ہی میں خاموش ہے اور بند ہے اکبر
تنہا کبھی میلے گا تو خلوت میں کھلے گا
کیا علم کی لذت سے بھی بڑھ کر ہے کوئی چیز
یہ حال تو بس محفل حیرت میں کھلے گا

☆☆﴿۵۶﴾☆☆

خدا طالب نہیں تم سے مجھے بات کرنے کا
وہ اس سے خوش ہے جس کو شوق ہے خیرات کرنے کا

☆☆﴿۵۷﴾☆☆

خلاصہ ہے یہی ساری شریعت اور حکمت کا
وہی بندہ ہے اچھا شوق ہو جس کو عبادت کا

☆☆﴿۵۸﴾☆☆

احساس جو ہوتا ہے روایات سے پیدا
ہوتا نہیں اصلی اثر اس بات سے پیدا

☆☆﴿۵۹﴾☆☆

کام اس ملک میں ہو سلف گورنمنٹ سے کیا
زہر کو ہضم کرے کوئی پیرمنٹ سے کیا

☆☆﴿۶۰﴾☆☆

ناحق جو وہ مجھ سے کد کرے گا

اللہ مری مدد کرے گا
 دعویٰ تو مرا ہے صرف توحید
 کیوں کر کوئی اس کو رد کرے گا
 دنیا کی طرف بلا نہ اے شیخ
 نیکیوں کو یہ وعظ بد کرے گا

☆☆﴿۱۱﴾☆☆

جسے حکومت کا نشہ ہوگا فلک سدا اس سے کد کرے گا
 جو صبر و طاعت سے کام لے گا خدا اسی کی مدد کرے گا

☆☆﴿۱۲﴾☆☆

اکبر نہ تھا بت خانے میں رحمت بھی ہوئی اور زر بھی گیا
 کچھ نام خدا سے انس بھی تھا کچھ ظلم بٹاں سے ڈر بھی گیا
 پروانے کا حال اس محفل میں ہے قابل رشک اے اہل نظر
 اک شب ہی میں یہ پیدا بھی ہوا عاشق بھی ہوا اور مر بھی گیا
 کعبے سے جو بت نکلے بھی تو کیا کعبہ ہی گیا جب دل سے نکل
 افسوس کہ بت بھی ہم سے چھٹے قبضے سے خدا کا گھر بھی گیا
 جو گونج رہا تھا خوشیوں سے اس قصر پہ کل رویا میں بہت
 کوئی متنفس بھی تھا نہ وہاں باہر بھی پھرا اندر بھی گیا
 کیا گزری جواک پردے کے عدو رو رو کے پوس سے کہتے تھے
 عزت بھی گئی دولت بھی گئی بی بی بھی گئی زیور بھی گیا
 اکبر کے جو مر جانے کی خبر ساقی نے سنی تو خوب کہا
 مرنا تو ضروری تھا ہی اسے رندوں کے لیے کچھ کر بھی گیا

☆☆﴿۱۳﴾☆☆

کیا خبر کونسا قانون دے گا مجھے
مجھ پر الزام ہے مذہب کی طرف داری کا
مال گاڑی پہ بھروسا ہے جنہیں اے اکبر
ان کو کیا غم ہے گناہوں کی گرانباری کا

☆☆﴿۱۴﴾☆☆

سعادت ہے ، تری دھن میں خودی سے بیخبر ہونا
ترے ہونے کے آگے کچھ نہیں ہونا ہے ہر ہونا
تعجب خیز ہے انشائے ہستی پر نظر ہونا
خبر کا شوق رکھنا مبتدا سے بے خبر ہونا
زمین زیر قدم پا کر بشر نے پاؤں پھیلائے
نہ رکھا یاد اس نے چرخ کا بالائے سر ہونا
قیامت ہے مرا جوٹن طبیعت ان کی کم عمری
مرا بے چین ہونا اور ان کا بے خبر ہونا
پریشاں ہو کے کھو جانے میں اک معنی ہیں اے اکبر
نہیں تو بات کیا ہے عاشق زلف و کمر ہونا
سیہ خانہ وہی ہے اور وہی سوز غم فرقت
مرے کس کام آیا آپ کا رشک قمر ہونا
مٹا دو رنگ وحدت میں خودی کا نقش اے اکبر
اگر ثابت کیا چاہو تو تم اپنا معتبر ہونا

☆☆﴿۱۵﴾☆☆

جلوہ عیاں ہے قدرت پروردگار کا
 کیا دلکشا یہ سین ہے فصل بہار کا
 نازاں ہیں جوش حسن پہ گلہائے دلفریب
 جوبن دکھا رہا ہے یہ عالم ابھار کا
 ہیں ویدنی بنفشہ و سنبل کے بیچ و تاب
 نقشہ کھنچا ہوا ہے خط و زلف یار کا
 سبزہ ہے یا یہ آب زمرد کی موج ہے
 شبنم ہے بحر یا گہر آبدار کا
 مرغان باغ زمزمہ سنجی میں مچو ہیں
 اور مانج ہو رہا ہے نسیم بہار کا
 پرواز میں ہیں تیتریاں شاد و چشت و مست
 زیب بدن کئے ہوئے خلعت بہار کا
 موج ہواؤ زمزمہ عندلیب مست
 اک ساز دلنواز ہے مضرب و تار کا
 ابر تک نے رونق موسم بڑھائی ہے
 غارہ بنا ہے روئے عروس بہار کا
 افسوس اس سماں میں بھی اکبر اداس ہے
 سوہان روح ہجر ہے اک گلغزار کا

☆☆﴿۶۶﴾☆☆

کل کی امیدوار ہے دنیا
 عالم انتظار ہے دنیا

بے خبر رکھتی ہے حقیقت سے
ہوش پر میرے بار ہے دنیا

☆☆﴿۶۷﴾☆☆

خلقت کی یہ موجیں ہیں ازلی ممکن نہیں ضبط اس منظر کا
اے ہوش بشر کب تک یہ جنوں ہر ذرے کے ”کب“ اور
”کیونکر“ کا

اغراض جو یہ ہیں نفسانی کھو دیتے ہیں نور ایمانی
موقع ہی نہیں ملتا دل کو جو یاں ہو وہ اپنے جو ہر کا

☆☆﴿۶۸﴾☆☆

پیدا کیا ہے جس نے امید ہے اسی سے
کچھ شک نہیں ہے اس میں بس ہے وہی ہمارا

☆☆﴿۶۹﴾☆☆

سمجھا تھا میں کہ وقت جو آیا گذر گیا
کہتا ہے فلسفہ کہ تجھی میں ٹھہر گیا
کہتا ہے جس کو وقت ترا ہی ظہور ہے
دامان عمر تیری ہی ہستی سے بھر گیا

☆☆﴿۷۰﴾☆☆

کمال شوق سے لپٹا ہوا ہوں دنیا سے
سنا جو بچے اسے آپ کی کمر سمجھا

☆☆﴿۷۱﴾☆☆

ہے اختیار خود کو مختار تم سمجھ لو
لیکن ہوئے یقیناً بے اختیار پیدا
دست اجل سے آخر گہری ہے بات اس کی
مٹی نے کر لیا تھا اک اعتبار پیدا

☆☆﴿۷۲﴾☆☆

ہزاروں ہی مصائب جھیل کر پائی یہ نعمت
نہ تھا کچھ سہل دنیا سے مرا بیزار ہو جانا
نہ ہو مشہور تو دنیا طلب غوغائے ہستی میں
یہ کچھ اچھا نہیں رسوا سر بازار ہو جانا
سوا دل کے کہ اس کی زندگ رہ سکتی ہے قائم
یقینی اک دن ان اعضا کا ہے تیار ہو جانا

☆☆﴿۷۳﴾☆☆

ان کو مرا عریضہ پہنچا ضرور ہوگا
لیکن جواب کیسا مانع غرور ہوگا

☆☆﴿۷۴﴾☆☆

کرو سکوت نہیں وقت اعتراض اکبر
فضول بحث سے اپوں کو تم نے غیر کیا

☆☆﴿۷۵﴾☆☆

افسوس ہے کہ زندہ ہوں کہنا پڑا ہے حال
کیا مختصر جواب یہ ہوتا کہ مر گیا

☆☆﴿۷۶﴾☆☆

زباں سے بے تعلق دل کو بزم یار میں دیکھا
 تعجب خیز ضبط اس محرم اسرار میں دیکھا
 ادھر تسبیح کی گردش میں پایا شیخ صاحب کو
 برہمن کو ادھر الجھا ہوا زمار میں دیکھا
 مگر عشق حقیقی کا کوئی رشتہ نہ تھا دل میں
 فقط نفسانیت کا پیچ و خم ہر تار میں دیکھا
 وہ بانٹا قاتل آئینے کی کچھ پروا نہیں کرتا
 کبھی دیکھا بھی اپنا عکس اگر تلوار میں دیکھا
 زمانے نے مرے آگے بھی دنیا پیش کر دی تھی
 مگر میں نے تو اپنا فائدہ انکار میں دیکھا
 صف مسجد میں جو آئے نظر عزت کرو اس کی
 یہ سمجھو تم اسے اللہ کے دربار میں دیکھا

☆☆﴿۷۷﴾☆☆

طرز عمل پہ ہم نے کبھی غور کیا کیا
 جو نفس نے کہا وہ کیا اور کیا کیا
 ہم سے گناہ گار کی قوت جو چھین لی
 بے شک خدا نے رحم کیا جو کیا کیا

☆☆﴿۷۸﴾☆☆

راہ خدا میں صبر کی منزل کی دھوم سے
 میں بھی کروں گا قصد اگر دل ٹھہر سکا
 آمین نوکے ہوں گے نیچے بہت برے

بچ جاؤں گا میں ان سے اگر جلد مر سکا

☆☆﴿۷۹﴾☆☆

قوت ہی تعلق کی نہ رہی ہر طرح مرا دل توڑ دیا
دنیا کو کروں گا ترک میں کیا دنیا ہی نے مجھ کو چھوڑ دیا

☆☆﴿۸۰﴾☆☆

دنیا کو بت بنائے رہا تادمِ اخیر
کیا احتساب اس نے کیا توڑ کیا گیا
کوئی مرے تو پوچھ کہ کیا لے گیا وہ ساتھ
بالکل فضول بحث ہے یہ چھوڑ کیا گیا

☆☆﴿۸۱﴾☆☆

کیا عجب ہو گئے مجھ سے مرے دسماں جدا
دور فونو میں گئے سے ہوئی آواز جدا
وجد یاروں کو سے اس برہم میں حیراں ہوں میں
سر سے آواز جدا راگ سے ہے ساز جدا
آسمان کو نہ یہ چالیں ہیں نہ جا دو کے یہ رنگ
سب سے اس نرگس فتاں کے ہیں انداز جدا
ان کی آنکھوں کی لگاوٹ سے حذر اے اکبر
دین سے کرتی ہے دل کو یہی غماز جدا

☆☆﴿۸۲﴾☆☆

پلٹ پلٹ سروں سے ہرگز نہ ساز کرنا
وہ چغندے ہے جو چاہے بلبھل کو باز کرنا

موسم جو ہو مخالف ہرگز مناسب
منقار کو قرین آہنگ باز کرنا

☆☆﴿۸۳﴾☆☆

مٹی کو آگیا ہے رُوحوں کو پھانس لینا
سب کے گلے پڑا ہے دن رات سانس لینا
ہوش و خرد کا نزلہ تکلیف دے رہا ہے
جائز سمجھ لیا ہے یاروں نے کھانس لینا

☆☆﴿۸۴﴾☆☆

کرتے پھرتے ہو یہی تحقیق کس نے کیا کہا
اپنے دل کی بھی خبر تو لو کہ اس نے کیا کہا
خائسماں دونوں نے سمجھا انہیں انداز سے
کیا بتاؤں کیا کہا بیگم نے مس نے کیا کہا
معدے نے تو کر لیا سوڈے سے اقرار وفا
برف سے لیکن ریاچ تھبس نے کیا کہا
لیجے اس بت سے سن کر میں تو بولا ہی نہیں
وہ بالاخر پھنس گیا دقت میں جس نے کیا کہا
کہہ گئے واعظ فسانے یہ بھی اکبر غور کر
تجھ سے فطرت کی زباں میں تیرے حس نے کیا کہا

☆☆﴿۸۵﴾☆☆

رہتا بہت ہے شوق دلیل و قیاس کا
مالک مگر نہیں ہوں میں اپنے حواس کا

☆☆﴿۸۶﴾☆☆

کل جور چرخ میرے ہی حصے میں بس پڑا
دنیا پڑی تھی پر وہ مجھی پر بس پڑا

☆☆﴿۸۷﴾☆☆

منشتر ذروں کو کیجائی کا جوش آیا تو کیا
چار دن کے واسطے مٹی کو ہوش آیا تو کیا
عارضی ہیں موسم گل کی یہ ساری مستیاں
لالہ گلشن میں اگر ساغر بدوش آیا تو کیا
دور آخر بزم دنیا کا ہے جام خون دل
عیش اس محفل میں بن کر بادہ نوش آیا تو کیا
حد حیرت ہی میں رکھا ضعف نے ادراک کو
پیکر خاکی کو اس عالم میں ہوش آیا تو کیا

☆☆﴿۸۸﴾☆☆

جان کو نفس کے آغوش میں رہنے نہ دیا
عشق نے دل کو مرے ہوش میں رہنے نہ دیا
بوئے فروا تو ہوئی دافع افسردہ دلی
رنگ امشب نے مگر جوش میں رہنے نہ دیا
میں تو بدلا نہیں لیکن تری بے مبری نے
زور کچھ طبع وفا کوش میں رہنے نہ دیا

☆☆﴿۸۹﴾☆☆

پری سے ان کا دل بے ربط نکلا

جنوں مجھے تجھے جس کو خط نکلا

☆☆﴿۹۰﴾☆☆

بتان دہر سے مجھ کو تمنع ہو نہیں سکتا
خلوص امکان سے باہر تصنع ہو نہیں سکتا
محیط دہر میں کٹنا خطوں کا ہے غلط راہی
جو رخ ہو جانب مرکز تقاطع ہو نہیں سکتا

☆☆﴿۹۱﴾☆☆

اس قدر زیست سے بیزار کیا تھا غم نے
ملک الموت نے پایا مجھے مشتاق اپنا
مدح سن سن کے کھنچا جاتا ہے دل اس کی طرف
کر ہی لے گا مجھے وہ شہرۂ آفاق اپنا
دل گیا صبر گیا ہوش گیا جان گئی
مژدہ اے عشق حساب اب تو ہے بیباق اپنا

☆☆﴿۹۲﴾☆☆

یا کر خطاب ناچ کا بھی ذوق ہو گیا
سر ہو گئے تو بال کا بھی شوق ہو گیا

☆☆﴿۹۳﴾☆☆

جہد یہ ہے کہ زمانے کے موافق کر لے
سب کو آتا ہے زمانے کے موافق ہونا
عزت عقل ہے ہو جائے جو وہ خادم عشق
شازو نادر ہے مگر عقل کا عشق ہونا

☆☆﴿۹۴﴾☆☆

معذرو ہوں میں حضرت کو اگر ہے مجھے سے گلا بے باکی کی
ٹیکنی کا ادب تو آساں ہے مشکل ہے ادب چالاکی کا

☆☆﴿۹۵﴾☆☆

وہ میرے پیش نظر تھے فلک نہ دیکھ سکا
چھٹے تو پھر میں انہیں آج تک نہ دیکھ سکا

☆☆﴿۹۶﴾☆☆

نگ دنیا سے دل اس دور فلک میں آگیا
جس جگہ میں نے بنایا گھر سرک میں آگیا
آساں کو تو غلط ثابت کیا سائنس نے
عرش باقی تھا سو وہ بھی مدشک میں آگیا

☆☆﴿۹۷﴾☆☆

فریب سمع و بصر میں آکر قوائے دل کا ہلاک ہونا
کسی نے سمجھا اسے ترقی کسی نے سمجھا خاک ہونا

☆☆﴿۹۸﴾☆☆

خدا کی ہستی کو یاد رکھنا اور اپنی ہستی کو بھول جانا
نظر اسی پر ہے لہر باتوں کو میں نے بالکل فضول جلا
جنوں ہم ایسوں کو کیا تعجب بیمار کا ہے سماں ہی ایسا
صبا کا اٹھکھیلہیں سے چلنا تیشی سے کلیوں کا پھل
جلا

جہان فانی کی انجمن میں یہی تسلسل ہمیشہ دیکھا

مید کے ساتھ شد آتا اٹھا کے صدمے مائل جلا

☆☆﴿۹۹﴾☆☆

شب حسرت میں کل یوں مجھ سے سرگرم سخن دل تھا
گئے وہ دن کہ میں دنیا میں خوش رہنے کے قابل تھا

☆☆﴿۱۰۰﴾☆☆

ایک ساعت کی یہاں کہہ نہیں سکتا کوئی
یہ بھلا کون بتائے تمہیں کل کیا ہوگا
بڑھتا ہی جاتا ہے سوز غم فرقت یارب
آج یہ حال ہمارا ہے تو کل کیا ہوگا
ایک دن اور قیامت کھسک آئے گی اضر
اور کیا عرض کروں آپ سے کل کیا ہوگا

☆☆﴿۱۰۱﴾☆☆

یہ فکر چھوڑ کر دنیا کا حال کیا ہوگا
اسی کو سوچ کہ تیرا مال کیا ہوگا

☆☆﴿۱۰۲﴾☆☆

کھلا دیواں مرا تو شور تحسین بزم میں اٹھا
مگر سب ہو گئے خاموش جب مطیع کا بل آیا

☆☆﴿۱۰۳﴾☆☆

زمانہ جانب انصاف ڈھل ہی جائے گا
زبان بند کرو حال کھل ہی جائے گا

☆☆﴿۱۰۴﴾☆☆

کیا کروں اظہار اپنے حال کا
آئینہ ہے آپ کے اقبال کا

☆☆﴿۱۰۵﴾☆☆

حدیث عافیت کیسی امیدوں کا محل کیسا
ہجوم یاس میں دل کے لیے طوفاں اہل کیسا
تعجب جوشِ رمی پر نہ کر اس دیرِ دلکش میں
جہاں یہ حسن صورت ہے ، وہاں حسنِ عمل کیسا
یہ موجِ فیض ہے تہذیب کی یا اس کی طوفاں ہے
کنواں موجود ہے گھر میں تو پھر پانی کا نل کیسا

☆☆﴿۱۰۶﴾☆☆

رکھ مرگ کو محبوبِ تامل نہیں اچھا
اس ہستی ناقص کا تسلسل نہیں اچھا
تحقیر جو ہو پیشِ بتاں جی سے گذر جا
رمی کے بھی حق میں یہ تخیل نہیں اچھا
خاموش رہا میں گلِ تصویر کے آگے
ہر چند مچاں کہ یہ بنبیل نہیں اچھا
یہ ٹھیک نصیحت ہے کہ ہے ہم پہ عملِ فرض
یہ وعظِ غلط ہے کہ توکل نہیں اچھا
دنیا کے تعلق کو بہت غور سے دیکھا
جزو اس کا ضروری ہے مگر کل نہیں اچھا

☆☆﴿۱۰۷﴾☆☆

شیخ صاحب جمعہندی میں نہ کیوں اُلجھے رہیں
ہند کا اسلام ہی کھیوٹ میں داخل ہو گیا

☆☆﴿۱۰۸﴾☆☆

نہ پائی دل نے راحت اس قدر بزم احبا میں
انہوں نے جب درتھیں مرے اشعار پر کھولا
ہوئی جس درجہ کلفت کمپ میں ایسے سوالوں سے
یہ تم کس واسطے لکھا یہ تم کس واسطے بولا

☆☆﴿۱۰۹﴾☆☆

واقف کبھی خوشی سے مرا دل نہ ہو سکا
لیکن یہ غم ہی کیا ہے کہ غافل نہ ہو سکا
توہین سہہ کے دیر میں پاتے ہی کچھ عروج
افسوس ہے کہ دل متحمل نہ ہو سکا

☆☆﴿۱۱۰﴾☆☆

مزا آسودگی نفس کا کتنا ہی اچھا ہو
حریف لذت بے تابی دل ہو نہیں سکتا
وہ کیا پابند آئیں ہو پڑے جس پر نظر تیری
مرتب بہر منطق ہوش بے مل ہو نہیں سکتا
شمول خوں نہیں اے ابر نیساں تیرے قطرے میں
دُر تاباں تو بن سکتا ہے یہ دل ہو نہیں سکتا
نظر اپنی خودی پر کر کے کہتا ہے یہی اکبر
یہ کلڑا ہوش کا ہستی میں کامل ہو نہیں سکتا

☆☆﴿۱۱۱﴾☆☆

دل زخمی سے خوں اے ہم نشیں کچھ کم نہیں نکلا
 ترپنا تھا مگر قسمت میں لکھا دم نہیں نکلا
 ہمیشہ زخم دل پر زہر ہی چھڑ کا خیالوں نے
 کبھی ان ہمدیوں کی جیب سے مرہم نہیں نکلا
 ہمارا بھی کوئی ہمدرد ہے اس وقت دنیا میں
 پکلا ہر طرف منہ سے کسی کے ہم نہیں نکلا
 تجسس کی نظر سے سیر فطرت کی جو اے اکبر
 کوئی ذرہ نہ تھا جس میں کہ اک عالم نہیں نکلا

☆☆﴿۱۱۲﴾☆☆

فراغ طبع ہم کو اپنے ہی غم سے نہیں ملتا
 کسی سے ہم نہیں ملتے کوئی ہم سے نہیں ملتا
 کیا ہے ذوق ترکِ ماسوائے مجھ کو دیوانہ
 دل اپنا اس سے ملتا ہے جو عالم سے نہیں ملتا

☆☆﴿۱۱۳﴾☆☆

مجھے آتا نہیں اچھی طرح اظہارِ غم کرنا
 مگر کچھ منحصر اس پر نہیں اس کا کرم کرنا
 رو عرفاں میں حسِ حظ و الم کا نامناسب ہے
 پسند طبعِ اکبر ہے نہ خوش رہنا نہ غم کرنا

☆☆﴿۱۱۴﴾☆☆

بساطِ دل تو یہ اور اس پہ یا اللہ غم اتنا

نہ تھی طاقت زباں میں رہ گئے بس کہہ کے ہم اتنا
 نہ ہوں نازاں مجھے بے جاں سمجھ کر یہ بت ظالم
 خدا کا نام لیتا ہوں ابھی باقی ہے دم اتنا
 خیالات عدوئے ہوش کا سودا ہے اکبر کو
 حریص بے خودی ہوگا کوئی دنیا میں کم اتنا

☆☆﴿۱۱۵﴾☆☆

یاس ہی یاس تھی جب موت کا پیغام آیا
 میں نہ سمجھا کہ یہ جینا مرے کس کام آیا

☆☆﴿۱۱۶﴾☆☆

عقبی کا یقین تجھ کو نہ ہوتا جو کم اتنا
 دنیا کے حوادث پہ نہ ہوتا الم اتنا

☆☆﴿۱۱۷﴾☆☆

غور سے دیکھو زمین و آسماں کو منکرو
 چل بھی سنا بے خدا کے انتظام اتنا بڑا
 سنتے ہیں اکبر کو ہے عشق دہان نگہ بت
 کام اپنا چھوٹا اور حضرت کا نام اتنا بڑا

☆☆﴿۱۱۸﴾☆☆

چلنا جو میں چاہوں تو قدم اٹھ نہیں سنا
 لکھنے کی ہو خواہش تو قلم اٹھ نہیں سنا
 ہو عزم نفاں کا تو زباں بل نہیں سکتی
 چپکا جو رہوں بار الم اٹھ نہیں سنا

☆☆﴿۱۱۹﴾☆☆

امتیاز حسرت و رنج و الم جاتا رہا
 غم ہوا اتنا کہ اب احساس غم جاتا رہا
 بزم دنیا میں کہاں سامانِ حشمت کو ثبات
 کم ہوئی مہر سلیمانِ جامِ جم جاتا رہا
 جس سے تھا خود داری اربابِ حاجت کا ثباہ
 وہ سلیقہ تم سے اے اہل کرم جاتا رہا
 نقل مغرب میں جو چھوڑی ایشیا نے اپنی اصل
 گھٹ گئی شانِ عربِ حسنِ عجم جاتا رہا
 نقشِ صورت ہی کی تزئین پر رہی جس کی نظر
 اس سخن سے حسنِ معنی یک قلم جاتا رہا

☆☆﴿۱۲۰﴾☆☆

کہاں ہیں ہم ہیں اب ایسے سالک کہ راہ ڈھونڈھی، قدم اٹھایا
 جو ہیں تو ایسے ہی راہ گئے ہیں کتاب دیکھی قلم اٹھایا
 اگرچہ راحت کا بھی تھا موقعہ، مجھے تھا لیکن خیال فردا
 سبک نہ ہونا تھا چشمِ دل میں، اسی سے بارِ الم اٹھایا
 فلک کی گردش کے رنگ ہیں یہ کہ ہم جھکے ہیں بتوں کے آگے
 خدا کی قدرت کے ہیں کرشمے عرب نے نازِ عجم اٹھایا

☆☆﴿۱۲۱﴾☆☆

ہیشہ ہوتے ہیں دنیا کی راحت سے الم پیدا
 وہ کیا شادی کہ جس شادی سے ہوں اسبابِ غم پیدا

☆☆﴿۱۲۲﴾☆☆

فلک سے گو کہ مجھ شکوہ مظالم تھا
مگر میں خود طلب عافیت سے نادم تھا
کھنچے جو دار پہ منصور راہ ہی تھی غلط
خدا بنے تھے تو چھپنا بھی ان کا لازم تھا
ہمیشہ کہتا تھا ہر بات پر ”نہی دانم“
کچھ اس میں شک نہیں اکبر بڑا ہی عالم تھا

☆☆﴿۱۲۳﴾☆☆

سخت طینت ہے تو نیک انجام کیوں ہونے لگا
اشراح صدر للاسلام کیوں ہونے لگا

☆☆﴿۱۲۴﴾☆☆

فلک سے شکوہ جو رو ستم کیا
زمیں چکر میں جب خود ہے تو ہم کیا
ہمیں دنیا میں بحث بیش و کم کیا
زیادہ خود نہیں ہے وہ تو ہم کیا

☆☆﴿۱۲۵﴾☆☆

تھا زور کبھی خود بنی کا کرتے ہی تھے کیا ہم ہم کے سوا
اب اپنی زباں پر کچھ بھی نہیں ہے رب انعم و ارحم کے سوا
ہو جوش سرشک شوق اگر، رنگینی دل کی زینت ہو
غازہ رُخ گل کا کون بنے اس گلشن میں شبنم کے سوا
غفلت سے ہے کارِ دل میں خلل، گواہی ہے سب کو یاد اجل

مجھ کو تو کوئی مصلح نہ ملا داغوں کے سوا اور غم کے سوا

☆☆﴿۱۲۶﴾☆☆

محافل میں بہت آساں ہے، برسوں پیچ و خم کھانا
مگر مشکل ہے واعظ کے لیے وہ دن بھی کم کھانا

☆☆﴿۱۲۷﴾☆☆

جو مرغ صبح کی آواز کو بانگِ اذیاں سمجھا
اسے بیدار دل نے دہر کا راز نہاں سمجھا
جو اپنی زندگانی کو فقط اک امتحاں سمجھا
اُسی نے راحت و تکلیف کا راز نہاں سمجھا

☆☆﴿۱۲۸﴾☆☆

تھی فقط غفلت ہی غفلت عیش کا دن کچھ نہ تھا
ہم نے سب کچھ اس کو سمجھا تھا وہ لیکن کچھ نہ تھا
طالب دنیا کو وقت نزع کیوں ہوتی نہ یاس
تھا جو ظاہر ہو گیا وہ ختم ، باطن کچھ نہ تھا

☆☆﴿۱۲۹﴾☆☆

بنی فطرت اسی کی برہمن جو بت حسین اکا
نظر نے راز جوئی کی ، نتیجہ کچھ نہیں اکا

☆☆﴿۱۳۰﴾☆☆

آتش غم سے چپکنے لگے اشعار مرے
داغ دل کرنے لگے معنی روشن پیدا

☆☆﴿۱۳۱﴾☆☆

گھٹتا جاتا ہے مری نظروں سے مقدور مرا
 بڑھتا جاتا ہے شمار ان کے خریداروں کا
 بحث میں غفو و سزا کے یہ لڑے مرتے ہیں
 فیصلہ کر ہی دو اب اپنے گناہ گاروں کا
 بے خطر پھرتا ہوں بازار جہاں میں ہر سو
 کیسہ خالی ہے تو کیا خوف ہے عیاروں کا
 فطرت اٹھی ہے شفاعت کو ملائک ہیں خموش
 حشر ہے عشق و محبت کے گناہ گاروں کا

☆☆﴿۱۳۲﴾☆☆

جہاں میں حال مرا اس قدر زبون ہوا
 کہ مجھ کو دیکھ کے بسمل کو بھی سکون ہوا
 غریب دل نے بہت آرزوئیں پیدا کیں
 مگر نصیب کا لکھا کہ سب کا خون ہوا
 وہ اپنے حسن نے واقف میں اپنی عقل سے سیر
 انہوں نے ہوٹ سنجالا، مجھے جنون ہوا
 امید چشم مروت کہاں رہی باقی
 ذریعہ باتوں کا جب صرف علی فون ہوا
 نگاہ گرم کرمس میں بھی رہی ہم پر
 ہمارے حق میں دسمبر بھی ماہ جون ہوا

☆☆﴿۱۳۳﴾☆☆

جدا رہتا تو تم سے مگر دل خوش نہیں رہتا

جو بس ہوتا جہاں رہتے ہو تم میں بھی وہیں رہتا

☆☆﴿۱۳۴﴾☆☆

خوشی تو ایسی کوئی نہ دیکھی کہ اس کی مستی زیادہ رہتی
مگر غم ایسا ہوا مجھے اب کہ حشر تک ہوش میں رہوں گا
گلوں کی فرقت کے دلغ اب تک ہرے میں سینے میں اے گلستاں
چمن میں میں خاک اڑا چکا تو پھول کس دل سے اب چنوں گا

☆☆﴿۱۳۵﴾☆☆

پائے رفتار تو ہو جاتے ہیں ہم میں پیدا
رہنا بننے کو ہوتی نہیں آنکھیں پیدا
ان نگاہوں سے تعلق کی یہ جلدی کیا ہے
حضرتِ دل ابھی کچھ خون تو کر لیں پیدا

☆☆﴿۱۳۶﴾☆☆

غوغائیوں سے اس کے سوا اور کہیں کیا
تاریخ میں سب کچھ ہے یہ بتلاؤ تمہیں کیا

☆☆﴿۱۳۷﴾☆☆

عبث طولِ اہل یہ ہے چناں ہوگا چنیں ہوگا
نہیں ہے دور وہ ساعت کہ تو زیرِ زمیں ہوگا

☆☆﴿۱۳۸﴾☆☆

یہ بت مجھے نہیں دیتے امان شکر خدا
خدا کی راہ میں جاتی ہے جان شکر خدا
اہل کے شوق میں پروائے زندگی نہ رہی

نظر میں مچ ہے سارا جہان شکر خدا
برائے مشق ستم پایا مرے دل کو
عجب نہیں جو کرے آسمان شکر خدا
وفا نہ کی بت بے دیں نے ہم سے اے اکبر
غلط ہی تھا وہ ہمارا گمان شکر خدا

☆☆﴿۱۳۹﴾☆☆

معنی کو چھوڑ کر جو ہوں نازک بیاباں
وہ شعر کیا ہے رنگ ہے لفظوں کے خون کا

☆☆﴿۱۴۰﴾☆☆

نہ راز آسمان جانا نہ کچھ حال زمیں جانا
رہیں بخشیں بہت اور درحقیقت کچھ نہیں جانا

☆☆﴿۱۴۱﴾☆☆

دوا جو غیر نے بھیجی ہے وہ ہرگز نہ کھاؤں گا
اگر ہے زندگی باقی تو اچھا ہو ہی جاؤں گا

☆☆﴿۱۴۲﴾☆☆

موسم گل ہی سہی چاک گریباں اتنا
کل کچھ اس سے بھی سوا آج تو جی ہاں اتنا
برہمی زلف مصیبت کی ہے حُسنِ رُخِ عشق
قدر داں دل ہے تو پھر کیوں ہے پریشاں اتنا

☆☆﴿۱۴۳﴾☆☆

مری آہوں کو وہ فرعون طیت کچھ نہیں سمجھا

مگر جس کو سمجھ تھی اس نے موسیٰ آفریں سمجھا

☆☆﴿۱۴۳﴾☆☆

جو بعد مرنے کے رہ گیا کچھ سمجھ سکا یہ کہ مر گیا ہوں
تو زندگی سے نجات پانے کی میں تو بیحد خوشی کروں گا

☆☆﴿۱۴۴﴾☆☆

خلقت کے لیے وضع قانون ہی اچھا
جو چل نہ سکے اس پہ وہ محنوں ہی اچھا
کیا سختی موسم جو ہو مطلب کے موافق
ان برف فروشوں کے لیے جون ہی اچھا
دعوت بھی بہت خوب ہے ، احباب کی خاطر
لیکن جو اڈیٹر ہو تو مضمون ہی اچھا

☆☆﴿۱۴۵﴾☆☆

منطق کو فائدہ کیا اس سینہ کلویوں کا
مطلب میں اپنا حس ہے مذہب میں راویوں کا

☆☆﴿۱۴۶﴾☆☆

بساطِ حسن ہے کم انساں ہوا ہے ناتواں پیدا
اس کم مانگی نے کر دیئے کب او رکھاں پیدا
اگر موجِ نفس میں آئیں موجیں جوشِ معنی کی
حبابِ زندگی ہی سے ہو مگر بیکراں پیدا
کہاں سے اس میں خوئے جور آئی میں نہیں واقف
میں جب پیدا ہوا تو ہو چکا تھا آسماں پیدا

☆☆﴿۱۴۸﴾☆☆

ادھر خیال نہیں مصلحان نیشن کا
کہ فرط ضعف نہیں وقت آپریشن کا

☆☆﴿۱۴۹﴾☆☆

مجھی پر جب گذرتی ہے تو اب انکار کیا معنی
جو کوئی دوسرا کہتا تو مشکل سے یقین آتا

☆☆﴿۱۵۰﴾☆☆

حیات اب مجھ سے کہتی ہے کہ میں مجبور ہوں ورنہ
کسی پر بار ہو کر مجھ کو رہنا خوش نہیں آتا

☆☆﴿۱۵۱﴾☆☆

میں کب کہتا ہوں اے واعظ کہ میں راز دیں سمجھا
فقط اتنا ہی سمجھا ہوں کہ تو بھی کچھ نہیں سمجھا
مگر اظہارِ عجز عقل میں بھی ایسی لذت ہے
کہ خوانِ فکر پر میں اس کو رشک انگلیں سمجھا
روشِ ذہن بشر کی مدعی مطلق نہیں سمجھا
ترقی سے رہا محروم عادت کو یقین سمجھا

☆☆﴿۱۵۲﴾☆☆

فنا کے دور میں اس آسمان سے کیا ہوگا
چنیں سے ہوگا چناں پھر چناں سے کیا ہوگا

☆☆﴿۱۵۳﴾☆☆

ایمان جیت کر بھی ایمان ہی رہے گا

شیطان ہار کر بھی شیطان ہی رہے گا

☆☆﴿۱۵۴﴾☆☆

تہد میں مٹن جب لگنے لگے جب دھوتی سے پتلون اُگا
ہر پیڑ پر اک پہرا بیٹھا ہر کھیت میں اک قانون اُگا

☆☆﴿۱۵۵﴾☆☆

اے فلک دل کی ترقی کا جو سماں ہوتا
طاعتِ حق کا ستارا بھی درخشاں ہوتا
جان لیتا جو شہستانِ فنا کا انجام
صورتِ شمع ہر اک بزم میں گریاں ہوتا
غنجِ مرجھا کے گرا شاخ سے افسوس نہ کر
کھل بھی جاتا تو یہی تھا کہ پریشاں ہوتا
ناصحا نالہ و زاری پہ ملامت ہے عبث
چپ بھی ہوتا تو برا راز نہ پنہاں ہوتا
کس بُرسی کا گھلا کچھ نہیں مجھ کو اکبر
حال ہی کیا تھا کہ جس کا کوئی پُرساں ہوتا
چمنِ دہر میں مایوس رہا میں اکبر
کاش اک پھول بھی تو زینتِ داماں ہوتا

☆☆﴿۱۵۶﴾☆☆

دنیا کا حسن مجھ سے لاعلم ہے باشد
افسوس کیا کہ مجھ کو شیطان نے نہ جانا

☆☆﴿۱۵۷﴾☆☆

رضائے حق پہ راضی رہ یہ حرفِ آرزو کیسا
 خدا خالق خدا مالک خدا کا حکم تو کیسا
 خزاں پھرتی ہے آنکھوں میں چمن کا کیا مزا آئے
 فنا جب ہے نگاہوں میں، تو لطفِ رنگ و بو کیسا
 مئے گلِ رنگ سے جس مسلمِ ناداں کو رغبت ہے
 خدا جانے رگوں میں اس کی بہتا ہے لہو کیسا
 گھٹا کر دین کو عزت تری بڑھ سکتی ہے کیونکر
 طریقِ کفر میں اے دوست حفظِ آبرو کیسا

☆☆﴿۱۵۸﴾☆☆

اس کو نہ پاسکا مگر اس غم میں رو سکا
 یہ بھی ہے اس کا فضل کہ اتنا تو ہو سکا
 کوشش یہ تھی خودی کو میں گم کروں عشق میں
 وقت یہ ہو گئی کہ فقط عقل کھوسکا

☆☆﴿۱۵۹﴾☆☆

میں کے دنیا میں مرا کوئی کوئی رو کے مرا
 زندگی پائی مگر اس نے جو کچھ ہو کے مرا
 جی اٹھانے مرنے سے وہ جس کی خدا پر تھی نظر
 جس نے دنیا ہی کو پایا تھا وہ سب کھو کے مرا
 تھا لگا رُوح پہ غفلت سے روئی کا دھڑکا
 تھا وہی صوفی صافی جو اُسے دھوکے مرا

☆☆﴿۱۶۰﴾☆☆

اب غم کا بھی حق مجھ سے ادا ہو نہیں سکتا
 ہوں مضحل اتنا کہ بہت رو نہیں سکتا
 افسوس کہ راحت تو مجھے مل نہیں سکتی
 اور جان بلا حکم خدا کھو نہیں سکتا

☆☆﴿۱۶۱﴾☆☆

خرد سے انکشاف راز ہستی ہو نہیں سکتا
 یہ امر اس راز کی عظمت کو لیکن کھو نہیں سکتا
 جو ہے آرام وہ بستر تو دروازہ شکستہ ہے
 مصیبت دیکھنے نیند آری ہے سو نہیں سکتا

☆☆﴿۱۶۲﴾☆☆

مرنے والا مر گیا اور رونے والا رو چکا
 وائے برہستی اگر مقصود ہستی ہو چکا
 اب جنوں سے کام لوں گا میں رہ تحقیق میں
 عقل کے پیچھے تو اتنا وقت اپنا کھو چکا

☆☆﴿۱۶۳﴾☆☆

جان بچنے کی نہیں وقت جب آجائے گا
 دوستی بھی ملک الموت سے ہو جائے تو کیا
 تازگی طبع کی ممکن نہیں ہجر کی شب
 قصہ سن کر بہ تکلف کوئی سو جائے تو کیا

☆☆﴿۱۶۴﴾☆☆

مرتبہ دنیا میں اس سے بھی سوا ہو آپ کا

یاد رکھئے کہ میں بھی ہوں دعا گو آپ کو
 شیخ صاحب میں ضرورت سے فقط مجبور ہوں
 ورنہ میرا بھی عقیدہ ہے وہی جو آپ کا
 ہم کو اپنے اہلیم پر ناز کا ہے کیا محل
 بے حد ارزاں ہو گیا ہے اب تو فوٹو آپ کا
 آپ کے درشن مصور کے بھی حصے میں نہیں
 بس لیا جاتا ہے فوٹو ہی سے فوٹو آپ کا
 اپنی ہستی پر عبث ہے آپ کو اکبر وثوق
 اس کا مالک اور ہی ہے نام ہے گو آپ کا

☆☆﴿۱۶۵﴾☆☆

اس سے تو اس صدی میں نہیں ہم کو کچھ غرض
 سقراط بولے کیا اور ارسطو نے کیا کہا
 بہر خدا جناب یہ دیں ہم کو اطلاع
 صاحب کا کیا جواب تھا بابو نے کیا کہا

☆☆﴿۱۶۶﴾☆☆

لگاؤں سے یہ دل لبھانا فریب دے کر تباہ کرنا
 غضب ہے ہم کو سمجھ نہ آئی انہیں کو آیا نگاہ کرنا
 ستم سے وہ دل مراد کھائیں اور اپنے عشووں کو داد چاہیں
 عجب تماشا ہے دل کا رونا زبان کا واہ واہ کرنا
 یہ داغ پر داغ دل کے اندر یہ ناتوانی جان مضطر
 مرے مشاغل کی کچھ نہ پوچھو اداس رہنا اور آہ کرنا

☆☆﴿۱۶۶﴾☆☆

شکل تسکین مرے دل کو مرے اللہ دکھا
راہیں سب بند ہوئیں اور اپنی طرف راہ دکھا
چمکے وہ مہر کہ گم ہوں یہ چراغِ اوہام
نورِ عرفاں سے ہو مملو وہ شبِ ماہ دکھا
آنکھ کو صورتِ فانی نے کیا ہے پُرِ خوں
چشمِ باطن کو مرے معنیِ دلخواہ دکھا

☆☆﴿۱۶۸﴾☆☆

خدا کا چاہنا میں کچھ نہ چاہوں گا
جہاں تک ہو سکے گا بندگی کا حقِ نبا ہوں گا

☆☆﴿۱۶۹﴾☆☆

ہند میں بت کو چاہنا ہی پڑا
برہمن سے نباہنا ہی پڑا
اس قدر درد ہو تو ضبط کہاں
دل کو آخر کراہنا ہی پڑا

☆☆﴿۱۷۰﴾☆☆

آپ کے ہاتھ میں میں ہاتھ دے سکتا
داد دیتا ہوں مگر ساتھ نہیں دے سکتا

☆☆﴿۱۷۱﴾☆☆

کل مدح مری وہ کرتے تھے، اور بزم میں میں شرمندہ تھا
میں کچھ بھی نہ تھا اور تھا بھی اگر، اس وقت میں تھا جب زندہ تھا

تھا کیا ہی سماں تھی کیا ہی وہ شب سینے ہی میں تھے اسباب طرب
 ہر حرکت دل اک نغمہ تھی ہر تار نفس سازندہ تھا
 گودیر میں طالب میرے تھے بت کعبے ہی میں پایا میں نے مفر
 اس وقت تو صورت اچھی تھی خطرے کا محل آئندہ تھا
 افسوس ہے اس نے قدر نہ کی اور دل کو مرے برباد کیا
 بامعنی تھا پائندہ تھا اک گوہر تھا تابندہ تھا

☆☆﴿۱۷۲﴾☆☆

مانا کہ معذرت سے وہ روبرو ہوگا
 اس سوطن میں لیکن کب تک نباہ ہوگا
 بے داد بت کو اکبر سہتا ہے بے تردد
 کوئی تو ہے کہ جس سے وہ داد خواہ ہوگا

☆☆﴿۱۷۳﴾☆☆

جیسی دل میں ترنگ آجائے
 عشق و مستی کا قاعدہ کیا
 رکھ اپنی نظر سوئے ہو اللہ
 تُو تُو میں نہیں سے فائدہ کیا

☆☆﴿۱۷۴﴾☆☆

گرم و سر دہر سے سالک کبھی رکتے نہیں
 چلتی رہتی ہیں ہوائیں ماگھ کیا بیساکھ کیا

☆☆﴿۱۷۵﴾☆☆

تو ہی ہے ناز مرے دل کا اٹھانے والا

اے جنوں اب میں نہیں آپ میں آنے والا
 ہوش اڑا دیتا ہے ان خاک کے پتلوں کا جہاں
 خود وہ کیا ہوگا انہیں ہوش میں لانے والا
 داغِ دل ہی کا سہارا ہے فقط اے اکبر
 قبر پر کوئی نہیں شمع جلانے والا
 اپنے خنخانے کا دروازہ کرو بند اکبر
 اب نہیں کوئی سوا موت کے آنے والا

☆☆﴿۱۷۶﴾☆☆

زمانہ میرے زخمِ دل کو ہرگز سی نہیں سستا
 جیوں شاید مگر آرام سے اب جی نہیں سستا
 بشر کو زندگی میں غفلت امید فروا ہے
 مگر دم بھر بھی اپنے قصد سے وہ جی نہیں سستا
 خدا ہی سے بالآخر کام پڑ جاتا ہے اے اکبر
 نہں ہوتا کسی کا کوئی اور ہو ہی نہیں سستا

☆☆﴿۱۷۷﴾☆☆

عشق میں حسنِ بیاں مجھ تسلی نہ ہوا
 لفظ چمکا مگر آئینہ معنی نہ ہوا
 دل میں کہتے تھے کہ یہ ہوگا وہ ہوگا لیکن
 کٹ گئی عمر امیدوں ہی میں کچھ بھی نہ ہوا

☆☆﴿۱۷۸﴾☆☆

غم و تکلیف سے خالی فقط اک حس ہو ہستی کا

نہ چشم غیر میں ہو اور نہ سودا خود پرستی کا
 یہی حالت ہے جس کی آرزو ہے اہل باطن کو
 یہی لذت ہے جس کا حس نلک ہے اورج مستی کا

☆☆﴿۷۹﴾☆☆

مذہبی جنگ ہے اب دنیا کے لئے
 دین بھی کچھ ہو اگر نفی تو کیا
 نفس ہی کی خواہشوں کا ہے نفاذ
 روح نے مذہب کو ڈگری دی تو کیا
 آزر و دولت میں خود واعظ ہیں غرق
 دوسروں پہ نکتہ چینی کی تو کیا
 بزمِ ساقی کی کہاں وہ مستیاں
 چھپ کے اکبر نے اگر پی بھی تو کیا

☆☆﴿۸۰﴾☆☆

اگرچہ تلخ ملا جامِ عمر فانی کا
 مگر محل نہیں ساقی سے بدگمانی کا
 میں آہ کر نہ سکا ضبط کی ہوئی تعریف
 رہوں گا شکر گزار اپنی ناتوانی کا
 بعید روح کے خالق سے ہے ہلاکی شوق
 اگرچہ حق ہے اسے ناز کنی مَرزنی کا
 سوا خدا کے کسی کا خیال آ نہ سکا
 غموں نے کام دیا دل کی پاسبانی کا

☆☆﴿۱۸۱﴾☆☆

یہ بات ہے صاف مجھ سے سن لے کتاب میں اس کو کیا پڑھے گا
حدود دنیا کے ہیں معین جو یہ گھٹے گا تو وہ بڑھے گا

☆☆﴿۱۸۲﴾☆☆

خدا کی یاد میں گو جان کو ہے شوق مستی کا
بدن کو کیا کریں جو ہر ہے جس میں بت پرستی کا

☆☆﴿۱۸۳﴾☆☆

جو اہل دنیا کا رخ کرو گے سکون خاطر کبھی نہ ہوگا
شریک غفلت بہت ملیں گے شریک عبرت کوئی نہ ہوگا
یہی ہے مذہب کا جزو اعظم کہ دین دنیا پہ ہو مقدم
نئے طریقے میں لیکن اے دوست ہوگا سب کچھ یہی نہ ہوگا

☆☆﴿۱۸۴﴾☆☆

حال دل خوب کہا ہے یہ زباں کا دعویٰ
دل سے پوچھو تو وہ کہتا ہے کہ کچھ بھی نہ کہا

☆☆﴿۱۸۵﴾☆☆

ہے بدگماں جو وہ بت پروا نہیں کچھ اس کی
ہر برہمن ہے شیدا اکبر کی کافری کا

☆☆﴿۱۸۶﴾☆☆

حسن دیکھو بتاں کاشی کا
چہرہ ہے چاند پور نمائی کا
چشم تر دیکھ کر وہ مس بولی

محکمہ ہے یہ آب پاشی کا
 آپ کی متن واہ وصلی علی
 سارا فتنہ ہے ان حواہی کا
 ہو گیا نیل امتحانوں میں
 اب ارادہ ہے بدمعاشی کا

☆☆﴿۱۸۷﴾☆☆

پوچھو گے جب فلک سے تم سے یہی کہے گا
 جو تھا نہ رہ گیا وہ، جو ہے وہ کیوں رہے گا
 ہوں گے حباب ابھر کر یونہیں فنا ہمیشہ
 موجیں گھٹیں بڑھیں گی دریا یونہیں بھے گا
 ذکرِ خدا کا ہوگا جس دل کو ذوق اکبر
 وہ مطمئن رہے گا غم بھی اگر ہے گا

☆☆﴿۱۸۸﴾☆☆

علامت رُوحِ شخصی کی ہوئی کس شے سے تھی پیدا
 حوادث یہ کہاں تھے اب ہوئی جن سے خودی پیدا
 نگاہیں ہوں تو ویرانے میں بھی آبادیاں دیکھیں
 اگر دل ہو تو ہر پہلو سے کر لے دل لگی پیدا

☆☆﴿۱۸۹﴾☆☆

کچھ نہیں کارِ فلک حادثہ پاشی کے سوا
 فلسفہ کچھ نہیں الفاظ تراشی کے سوا
 لکھو لائف مری لایم جوانی کے سوا

سب بتادوں گا تمہیں ”افتدوانی“ کے سوا

☆☆﴿۱۹۰﴾☆☆

خیر ان کو کچھ نہ آئے پھانس لینے کے سوا
مجھ کو اب کرنا ہی کیا ہے سانس لینے کے سوا
تھی شب تاریک چور آئے جو کچھ تھالے گئے
کر ہی کیا سکتا تھا بندہ کھانس لینے کے سوا

☆☆﴿۱۹۱﴾☆☆

جو ہے بلند باطن پستی سے وہ بچے گا
گو پستیوں میں پائے افزونی مراتب
ہر چند شیر عاجز اور طلب غذا ہو
لیکن نہ کھا سکے گا کتوں کے ساتھ راتب

☆☆﴿۱۹۲﴾☆☆

یہ اسے کرتی ہے روشن وہ مٹاتا ہے اسے
رات سے پوچھو کہ بہتر شمع ہے یا آفتاب

☆☆﴿۱۹۳﴾☆☆

محاورات کو بدلیں براہ ریل جناب
فلک بدست کہیں اب بجائے پاہ رکاب

☆☆﴿۱۹۴﴾☆☆

پہلے تھا نور عرفاں خالق سے لو لگی تھی
قوی مباحثوں سے روشن ہوا دماغ اب
وقت پہ اب ہیں نازاں سوز و گداز رخصت

قبل اس کے شمع تھے وہ ہیں لعل شب چراغ اب

☆☆﴿۱۹۵﴾☆☆

نزع میں انسان سکھ پائے تو خوب
زندگی مرنے کے کام آئے تو خوب

☆☆﴿۱۹۶﴾☆☆

مذبح شمع سے نکلے تو پریشان ہیں اب
ٹوٹی تسبیح کے دانے یہ مسلمان ہیں اب

☆☆﴿۱۹۷﴾☆☆

ضبط کی تکلیف جو کچھ ہو اسے سہہ لوں گا اب
جو مجھے کہنا ہے دل میں ہی اسے کہہ لوں گا اب

☆☆﴿۱۹۸﴾☆☆

ہر دم خیال رکھے حق کا اگر ہے طالب
ہر سانس کھینچتی ہے جاں آفریں کی جانب

☆☆﴿۱۹۹﴾☆☆

عاشقانہ آپ کی وحشت نہیں ہے اے جناب
چندے سے جب پوچھتے ہیں راہ ویرانے کی آپ

☆☆﴿۲۰۰﴾☆☆

بالائے عرش ہیں کہ نہ آسمان ہیں آپ
دعویٰ سے قبل دیکھ تو لیجئے کہاں ہیں آپ

☆☆﴿۲۰۱﴾☆☆

کیا جرم ہے یہ حال تو جانے خدائے موت

ہر نفس کے لیے ہے مگر یاں سزائے موت
 کہتی ہے عقل موت یہ ہے بہر زندگی
 وہ زندگی کہ جو نہیں ہوگی برائے موت
 دنیا کی زندگی تو ہے اک جزو موت ہی
 اس کا نتیجہ ہو نہیں سکتا سوائے موت
 سانچا یہ زندگی ہے فقط روح کے لیے
 جب دھل چکے تو سانچے کو چاؤ ہے آئے موت
 کیسی ڈھلی اسی کا ہے لازم ہمیں خیال
 نعمت بنائیں موت کو کیوں ہو جفائے موت
 ہوتا ہے غم ضرور مگر کچھ سے مصلحت
 اللہ کر دے طمع کو راز آشنائے موت

☆☆﴿۲۰۲﴾☆☆

ماضیت کہنہ نقشے مستقبلت وہم
 در حاش ار نہ بنی اے وائے برنگاہت

☆☆﴿۲۰۳﴾☆☆

بگذار بہ حال خودم اے بزمِ تعلیٰ
 عبرت زدہ را کار بہ آزر زدگان نیست

☆☆﴿۲۰۴﴾☆☆

اگرچہ ذکر شہادت پہ جان دیتے ہیں
 جو دیکھتے تو ہیں آرام جو حیات پرست
 وہ تیزی ہے یہ بلبل وہ گونج بھونرے کی

چہار باغ نے پیدا کئے نبات پرست

☆☆﴿۲۰۵﴾☆☆

ایں فتنہ کہ برشاشد و ایں شور کہ برخاست
الزام بہ گردوں منہ از ماست کہ بر ماست

☆☆﴿۲۰۶﴾☆☆

وعظ کہنے کو تو موجود ہیں اکبر لیکن
کیا اثر رکھتی ہے اس وقت مسلمان کی بات
کہے دیتا ہوں بتوں کو میں عدوئے دل و دین
آہی جاتی ہے زباں پر کبھی ایماں کی بات

☆☆﴿۲۰۷﴾☆☆

شرط انساں کو سلیقہ ہے سخن گوئی میں
باغباں سے ہو مخاطب تو کرے پھول کی بات
عقل مندی نہیں دیوانہ دینا ہونا
نہ کرو رو یہ ہے اک بندہ مقبول کی بات
پروفیسروں سے ہمیں کچھ نہیں حاصل اکبر
دل عاشق میں ساقی نہیں اسکول کی بات

☆☆﴿۲۰۸﴾☆☆

مغربی ذوق ہے اور وضع کی پابندی بھی
اونٹ پر چڑھ کے تھینگر کو چلے ہیں حضرت
معرض بھی کوئی حق گو کبھی ہو جاتا ہے
مگر اس بزم میں یہ سچ ہے کہ ”جی ہاں“ ہے بہت

وعظِ تقویٰ نہ کہو رحم کرو اکبر پر
چشم بد زور ابھی طاقت عصیاں ہے بہت

☆☆﴿۲۰۹﴾☆☆

حالِ ما ماضی نقدِ مستقبلِ ما حالِ ماست
ہستی دارم کہ ہر دم گم بہ ہستی خدا است

☆☆﴿۲۱۰﴾☆☆

مشرَبِ مرا قناعتِ مذہبِ مرا طریقت
ملنے اگر تو خادم رکئے اگر تو رخصت

☆☆﴿۲۱۱﴾☆☆

عقلِ زاہدِ عشقِ صوفی میں بس اتنا فرق ہے
اس کو خوفِ آخرت ہے اس کو ذوقِ آخرت

☆☆﴿۲۱۲﴾☆☆

از کمیٹی طمعِ جلسہِ مداریم اکبر
شعرم اندریس من مدحِ سرایم باقیست

☆☆﴿۲۱۳﴾☆☆

بھائیو تم کبھی ہندی کے مخالف نہ بنو
بعد مرنے کے کھلے گا کہ یہ تھی کام کی بات
بسکہ تھا نامہ اعمالِ مرا ہندی میں
کوئی پڑھ ہی نہ سکا مل گئی فی الفور نجات

☆☆﴿۲۱۴﴾☆☆

جی کے مرنے میں کیا ہے ناز کی بات

مرے کے جینا ہے امتیاز کی بات
چاہتی تھی زباں کرے توضیح
دل پکارا کہ ہے یہ راز کی بات

☆☆﴿۲۱۵﴾☆☆

اس سے بڑھ کر کون ہے راہ فنا میں بے قرار
حصر کی حد سے ہے باہر تیزی رفتار
وقت

☆☆﴿۲۱۶﴾☆☆

اٹھتی ہیں تجھ سے یہ آہیں دل ناشاد عبث
سننے والا نہیں کوئی تو ہے فریاد عبث!
چرخ کہتا ہے ضروری ہے ترپنے کے لیے
ورنہ گذری ہوئی باتوں کی ہے اب یاد عبث

☆☆﴿۲۱۷﴾☆☆

شیخ آزر کے لیے آتے ہیں میدان کے سچ
ووٹ ہاتھوں میں ہے اپنی قلمدان کے سچ
وہی قسمت وہی قانون اور اس پر یہ بھیڑ
اے خدا عقل ہے حیران تری شان کے سچ

☆☆﴿۲۱۸﴾☆☆

عابدوں کے نام سے ہے یہ رونق دربار صبح
نعرۂ تکبیر سے گرمی بازار صبح
جھانکتا ہے اس کی جانب دور سے مہر مہیں
خوش نصیب آنکھیں وہ ہیں جن پر کھلیں اسرار صبح

☆☆(۲۱۹)☆☆

جسم میں یا تو کبھی تھا شوق سے بیجان روح
یا تعلق جسم سے اب ہو گیا سوہان روح
عقل انسان کیوں نہ عاجز ہو ترے اوارک میں
روح ہی کو یہ نہ سمجھی اور تو ہے جان روح

☆☆(۲۲۰)☆☆

گراں نظر پہ ہے مسجد کا با ادب سجدہ
وہ بے خطر ہے جو ہے بزم میں زباں گستاخ
دلوں کا زور نہ باقی ہے خدا کی طرف
اسی سے لیگ میں جائز رہی زباں گستاخ

☆☆(۲۲۱)☆☆

زباں ہے ناتوانی سے اگر بند
مرے دل پر نہیں معنی کے در بند
ہماری بے کسی کب تک چھپے گی
خدا پر تو نہیں راہ خبر بند
بہ یاد رنج یاران نظر بند
کیا ہم نے بھی اب ملنے کا در بند
دلوں میں درد ہی کی کچھ کمی ہے
نہیں ہے آہ پر راہ اثر بند
بت مشرق نہیں محتاج سامان
کمر ہی جب نہیں کیسا کمر بند

کہوں گا مرثیہ اس غم میں ایسا
 کھلے معنی دکھائے جس کا ہر بند
 خیال چشم فتاں میں ہوا محو
 مرا دل اب ہے سینے میں نظر بند
 ☆☆﴿۲۲۲﴾☆☆

بہ کار دیں ہم آمادہ دل پر جوش مند باشد
 مسلمان مے شوم سلماں چو در آغوش من باشد
 ☆☆﴿۲۲۳﴾☆☆

زبان بند ہے اس عہد پر فکاہ بے بعد
 سکوت ہی مجھے رہتا ہے اب تو آہ کے بعد
 رگا ہوا ہے جو سائنس لا الہ کے بعد
 خدا کو مان ہی لے گا زوال چاہ کے بعد
 شگفتہ پایا طبیعت کو بعد کار ثواب
 دلیر دل کو نہ پایا کبھی گناہ کے بعد
 تمہارے عارض روشن نے کھول دیں آنکھیں
 میں کہہ رہا تھا کہ اب کیا ہے مہر و ماہ کے بعد
 ☆☆﴿۲۲۴﴾☆☆

ہے منتظم جہاں کا پروردگار خود
 حیرت میں ہیں حوادث بے اختیار خود
 ☆☆﴿۲۲۵﴾☆☆

عزت اکبر نہ مثل برہمن در دیر بود

قشقہ بودش برجہیں لیکن زدستِ غیر بود

☆☆﴿۲۲۶﴾☆☆

مار ازیں چہ کار بہ جرمِ چہ م رود
دریاب از نگاہ کر برمن چہ می رود

☆☆﴿۲۲۷﴾☆☆

ہوائے گلشن طبع تو دلکش است اکبر
کہ از گلِ سخت بوئے یاری آید

☆☆﴿۲۲۸﴾☆☆

بہ ظاہر تھا براقِ راہ عرفاں
چو دم برداشتم لیڈر برآمد

☆☆﴿۲۲۹﴾☆☆

گو رہتے ہیں ممبری فانی پر شاد
لیکن نہیں اپنی ناتوانی پر شاد
کونسل مین بڑھا رہے ہیں طاقت اپنی
عافل ہیں مکرمی بھوانی پر شاد

☆☆﴿۲۳۰﴾☆☆

علم ہم از عشق یک اظہار بود
چشم بر زلف و دہان یار بود

☆☆﴿۲۳۱﴾☆☆

مرنے والے ہی کو عزرائیل آتے ہیں نظر
دوسرے دیکھیں تو برپا ہو بڑا دنگا فساد

☆☆﴿۲۳۲﴾☆☆

پادری سے وہ ملے پہلے تو کیا شیخ کو عذر
دیکھئے پیر کا نمبر تو ہے اتوار کے بعد

☆☆﴿۲۳۳﴾☆☆

میری سمجھ میں تو یہی آیا نظر کے بعد
تفتیش علتوں کی یہاں ہے اثر کے بعد
کچھ روک مبتدا کی کسی سے نہ ہو سکی
ترکیب سوچتے ہیں مگر کب خبر کے بعد

☆☆﴿۲۳۴﴾☆☆

غافل یہاں کے لذت و آرام پر نہ ہو
دنیا میں ہائے ہائے بہت ہے مرنے کے بعد
اک اضطراب دل کو مرے کر گیا خراب
کیا پوچھتے ہو حال زمیں زلزلے کے بعد

☆☆﴿۲۳۵﴾☆☆

مجھ کو تو اکبر کا یہ مصرعہ رہا کرتا ہے ورد
جمع ہیں اولاد آدم ہند کے گہیوں کے گرد

☆☆﴿۲۳۶﴾☆☆

نہ تنہا وجد میں بلبل ہے میری خوش بیانی پر
گریباں چاک گل بھی ہے مرے رنگ معانی پر
تری چوٹی جو پہنچی ایزیوں تک اس پہ حیرت کیا
یہ پابوسی تو واجب تھی بلائے آسمانی پر

☆☆﴿۲۳۷﴾☆☆

جتا نہیں یقین کوئی میرے ہوش پر
کاموں کی یاں بنا ہے فقط دل کے جوش پر
کیوں کر دلیل دیکھ سکے اس جہاں کو
جس کا خیال برق گرانا ہے ہوش پر

☆☆﴿۲۳۸﴾☆☆

تو وضع پر اپنی قائم رہ قدرت کی مگر حقیر نہ کر
دے پائے نظر کو آزادی خود بینی کو زنجیر نہ کر
گو تیرا عمل محدود رہے اور اپنی ہی حد مقصود رہے
رکھ ذہن کو ساتھی فطرت کا بند اس پہ در تاثیر نہ کر
باطن میں ابھر کر ضبط نغماں، لے اپنی نظر سے کارِ زباں
دل جوش میں لا فریاد نہ کر، تاثیر دکھا تقریر نہ کر
تو خاک میں مل اور آگ میں جل جب خشت بنے تب کام چلے
ان خام دلوں کے عنصر پر بنیاد نہ رکھ تعمیر نہ کر

☆☆﴿۲۳۹﴾☆☆

پینا وہ ہے کہ مستی ہو اوج معرفت پر
جینا وہ ہے کہ جو ہو اُمید آخرت پر
کیا ہو بنائے الفت آخر مناسبت کیا
میں خاک بیکسی پر وہ تحت سلطنت پر

☆☆﴿۲۴۰﴾☆☆

قیامت ہے یہ ضد ضبط نغماں ہے اس لیے مجھ کو

کہیں نازاں نہ ہو میری مصیبت اپنی شدت پر
زبان و چشم و دل اور دست و پا سے کام لو ایسے
کہ روز حشر نازاں ہوں یہ اپنی اپنی حالت پر

☆☆﴿۲۴۱﴾☆☆

اثر اس کا ہے کم ہم باوجود وحدت کے مستوں پر
عدو نے فتح پائی ہے تو تم سے بت پرستوں پر

☆☆﴿۲۴۲﴾☆☆

بہت مشکل ہے نوعروں کا بچنا اس کے عشوں سے
نئی آنکھوں کے آگے آتی ہے دنیا نئی ہو کر

☆☆﴿۲۴۳﴾☆☆

ناز اس ظاہر طہارت پر نہ اے مغرور کر
حرص دنیا خود نخس ہے یہ نجاست دور کر

☆☆﴿۲۴۴﴾☆☆

تمہارے کھیت سے لے جاتے ہیں بندر پنے کیوں کر
یہ بحث اچھی ہے اس سے حضرت آدم بنے کیوں کر

☆☆﴿۲۴۵﴾☆☆

گلا جور نلک کا تو بہت کچھ رو چکا اکبر
سر تسلیم خم کر زور بازو ہو چکا اکبر

☆☆﴿۲۴۶﴾☆☆

نہ پوچھو کیا اثر اس مصرعہ اکبر کا ہے ہم پر
ہر اک کے علم کا ہے خاتمہ واللہ اعلم پر

☆☆﴿۲۲۷﴾☆☆

فلسفی بھی فوجہ گر ہیں ذہن کے مقسوم پر
پاتے ہیں معلوم کی بنیاد نامعلوم پر

☆☆﴿۲۲۸﴾☆☆

مجھ کو جائز نہیں یہ عرض کہ بیداد نہ کر
ان کو زیبا ہے یہ ارشاد کہ فریاد نہ کر
شیخ کہتے ہیں کہ پیروں کی پرستش بھی ہے فرض
ماسٹر کہتے ہیں اللہ کو بھی یاد نہ کر
وحشت انگیز ترقی ہے تہ چرخ اس وقت
تو بگولا نہ بن اور عمر کو برباد نہ کر
حسن سنبلی سے جو ہو زلف بتاں کا سودا
چھوڑ دے سیر چمن کفر کی ادا نہ کر

☆☆﴿۲۲۹﴾☆☆

جواہر ریزیاں میری زباں کی
زمین بھی سن رہی ہے کان بن کر
جو قالب بن گئی ہے یہ تو مٹی
یہ کیا شے ہے جو چمکی جان بن کر
پئے شوق بقا تھا خانہ دل
فنا کیوں بس گئی ارماں بن کر

☆☆﴿۲۵۰﴾☆☆

وہ دولت کیا رہی دو دن جو تجھ سے متصل ہو کر

ترقی تو وہ ہے رہ جائے دل میں جزو دل ہو کر
ہوائے نفس کے تابع ہیں جن کے جسم اے اکبر
انہیں کی روح رہتی ہے میں مضحل ہو کر

☆☆﴿۲۵۱﴾☆☆

فکر منزل ہوگئی ان کا گذرنا دیکھ کر
زندہ دل میں ہوگیا اوروں کا مرنا دیکھ کر
آسمان کی چھت بہت نیچی سر نخوت کو ہے
کبر سے کہہ دو کہ دنیا میں ابھرنا دیکھ کر
زیست بے وقعت ہوئی ہے میرے شوق زیست سے
موت حیراں ہے مرا مرنے سے ڈرنا دیکھ کر

☆☆﴿۲۵۲﴾☆☆

قصد تو جائز ہے لیکن اپنا قابو دیکھ کر
ہاتھ اٹھانا چاہیے انسان کو بازو دیکھ کر

☆☆﴿۲۵۳﴾☆☆

بھرو سا باغ ہستی میں نہیں کچھ نخل قامت کا
نفس کیا ہوا کی تیل ہے دھوکے کی ٹٹی پر

☆☆﴿۲۵۴﴾☆☆

بتائے بحث کو راز خدا کی کیا خبر
معنی بے لفظ و لفظ بے صدا کی کیا خبر
پایا اک ہنگامہ ہم بھی ہو گئے اس میں شریک
ابتدا کا علم کیسا انتہا کی کیا خبر

☆☆﴿۲۵۵﴾☆☆

ظاہر ہوئی کمیٹی و کالج کی اک لکیر
آخر اسی لکیر کے سب ہو گئے فقیر
مرکز جو فطرتی تھے انہیں اب نہیں قرار
پھر میں خود پھنسے ہیں ہمارے امیر و پیر

☆☆﴿۲۵۶﴾☆☆

سو جھتا لکچر ترقی کا تو ہے ہر بات پر
ختم لیکن ہو کے رہ جاتا ہے میری ذات پر

☆☆﴿۲۵۷﴾☆☆

وہ ٹال دیتے ہیں مجھ کو وری بڑی کہہ کر
میں اٹھ ہی آتا ہوں الفاظ عاجزی کہہ کر

☆☆﴿۲۵۸﴾☆☆

فطرت کی یہ سازش دیکھ ذرا الزام نہ دے پھنس جانے پر
یہ سوچ پڑی طائر کی نظر کیوں دام سے پہلے دانے پر

☆☆﴿۲۵۹﴾☆☆

مشکل ہی کیا ہے گونا پائے بتاں پہ رو کر
لیکن میں پاؤں گا کیا اپنا وقار کھو کر

☆☆﴿۲۶۰﴾☆☆

میں کیا پاؤں گا اکبر بتدے میں حاضری دے کر
یہ بت رہ جائیں گے تھوڑی سی داد کافری دے کر
کہاں تک اہل دنیا سے کرو گے معذرت اکبر

یہی بہتر ہے چل دو اک جو اب آخری دے کر

☆☆﴿۲۶۱﴾☆☆

جب مسرت منحصر ہو سعی کفر آمیز پر
صبر کرنا چاہیے حالات درد انگیز پر

☆☆﴿۲۶۲﴾☆☆

ہستی میں رہے مستی وحدت میں فنا ہو کر
عالم کو میں کیوں دیکھوں عالم سے جدا ہو کر
فتوائے خرد جو ہو دل کی تو صدا یہ ہے
قانی ہے جدا ہو کر باقی ہے خدا ہو کر

☆☆﴿۲۶۳﴾☆☆

مزا ہے عالم حیرت میں پاک طینت کو
عجیب نور برستا ہے چشم زگرس پر
فروغ دل جو ہو منظور ہزم ہستی میں
اشارہ شعلے کا دکھ اور ہوا کی سن و صہر

☆☆﴿۲۶۴﴾☆☆

چشم بد دور آپ تو ہیں آپ ہی اپنی نظیر
نا توانی سے غلام اور علم سے روشن ضمیر

☆☆﴿۲۶۵﴾☆☆

اکبر خدا کو مان زمان و مکاں کو چھوڑ
عرفاں کا ذوق اگر ہے تو کب اور کہاں کو چھوڑ
پابند کر نہ ساعت و ساحت کا ذہن کو

دار فنا میں حسرت نام و نشان کو چھوڑ
 رنگ زمانہ رائے کی کثرت سے ڈر نہ جا
 سارا جہاں ہو مشرک تو سارے جہاں کو چھوڑ

☆☆﴿۲۶۶﴾☆☆

مسجد نے کہا میرا فسانا بھی ہے اک چیز
 کالج نے پکارا کہ زمانا بھی ہے اک چیز
 واعظ کی بلاغت بھی بڑی چیز ہے لیکن
 سچ بات یہ ہے دل میں سنا بھی ہے اک چیز

☆☆﴿۲۶۷﴾☆☆

جیسی حالت پیش آتی ہے زمانے میں جسے
 ذہن انسانی میں ویسا ہی اتر آتا ہے عکس
 یہ مواقع ہیں کہ ہو جاتے ہیں وجہ اختلاف
 آئینے کا رخ جہاں بدلا بدل جاتا ہے عکس

☆☆﴿۲۶۸﴾☆☆

حیستی اکبر گبو مجموعہ اعمال خویش
 بعد ازاں بنگر بیاد آخرت در حال خویش

☆☆﴿۲۶۹﴾☆☆

ہے یہ رفتار جہاں کون سی حالت کی طرف
 بس جواب اس کا یہی ہے کہ قیامت کی طرف

☆☆﴿۲۷۰﴾☆☆

وضع و روش اطفال کی ہے قوم پر بارگراں

رسموں کا شکوہ اک طرف مذہب کا رونا اک طرف
کہتے ہیں لڑکے بھی مگر کالج سے فرصت ہے کہاں
یہ ساری باتیں اک طرف اور پاس ہونا اک طرف

☆☆﴿۲۷۱﴾☆☆

نشاط طبع پہ تھی خوبی بیاں موقوف
دل نگار نے کی شوی زباں موقوف

☆☆﴿۲۷۲﴾☆☆

اماں اے زخم دل اے شدت سوز فراق
الدد اے مرگ مجھ پر زندگانی اب ہے شاق
روشنی طبع وہ مجھ میں کہاں ہے دوستو
شمع مرده ہوں مجھے رہنے دو اب بالائے طاق

☆☆﴿۲۷۳﴾☆☆

یہ سوز داغ دل یہ شدت رنج و الم کب تک
ہمارے ہی لیے یہ جور گردوں ہے تو ہم کب تک
یہ فتر ختم ہو ہی گا بھلا ہی دے گا دہر اس کو
یہ حس کب تک نظر کب تک زبان کب تک قلم کب تک
جو ہیں اہل بصیرت کہتے ہیں اکثر یہ اکبر سے
نعمت ہے ترا م ہند میں لیکن یہ م کب تک

☆☆﴿۲۷۴﴾☆☆

نگاہ اولیں کے دام میں ابھی ہے اک دنیا
نصیب ہر نظر کب سے پہنچنا حد حیرت تک

☆☆﴿۲۷۵﴾☆☆

من از تیغ جفائے چرخ گرداں گشته ام بسمل
مخواں مارا بہ بزم عیش خود اے منعم غافل
ترا سرواست و شمشاد داست و مارا آہ و فریاد است
ترا با غیبت اندرہ مرا دانغیبت اندر دل

☆☆﴿۲۷۶﴾☆☆

کوئی سنتا نہیں تیری تو اس بکنے کا کیا حاصل
کوئی منزل نہیں درپیش پھر تھکنے کا کیا حاصل
اشارہ چشم شوق مشرقی سے ہے یہ مغرب کا
جو قوت ہو تو بسم اللہ منہ تھکنے کا کیا حاصل

☆☆﴿۲۷۷﴾☆☆

کھلتا بہت سکوت سے رنگ بہار دل
لیکن نہ اٹھ سکے گا خموشی سے بار دل

☆☆﴿۲۷۸﴾☆☆

کچھ نہ سمجھا شب فراق کا حال
کھل گیا یار کے مذاق کا حال
اعتبار آپ کو نہ آئے گا
کیا کہوں اپنے اشتیاق کا حال

☆☆﴿۲۷۹﴾☆☆

فکر ہے دنیائے فانی کی خلاف شان دل
سیکھئے ذکر خدا سے حاصل اطمینان دل

یار نے پوچھا میں کیا ہوں دل سے نکلی یہ صدا
حاصل دل متصد دل مطلب دل جان دل

☆☆﴿۲۸۰﴾☆☆

سر تراشا ان کا کانا ان کا پاؤں
وہ ہوئے ٹھنڈے گئے یہ بھی پکھل
شیخ کو بخ کر دیا مومن کو موم
دونوں کی حالت گئی آخر بدل

☆☆﴿۲۸۱﴾☆☆

واعظا ایں نہ جنون است نہ کافر شدہ ام
اولت نامشدہ ختم است و من آخر شدہ ام

☆☆﴿۲۸۲﴾☆☆

کر دیں جو بے کسوں سے ذرا یہ غرور کم
جب بھی نہیں رہیں گے کسی سے حضور کم

☆☆﴿۲۸۳﴾☆☆

دکھا رہی ہے یہ ترکیب حسن طبع سلیم
علی کی تم میں جگہ تو بس وہ ہے تعلیم

☆☆﴿۲۸۴﴾☆☆

عقل مذہب سے دوستی رکھے
نہ تو دشمن ہو اس کی اور نہ غلام

☆☆﴿۲۸۵﴾☆☆

زبان علم کی گو متع ہے وقت کلام

مگر یہ تابع حکمت نہیں ہے وقت طعام

☆☆﴿۲۸۶﴾☆☆

کبھی اسلام لائے تھے کہ ہو دین خدا قائم
اور اب مشرب بدلتے ہیں کہ ہو اپنا بنتھا قائم

☆☆﴿۲۸۷﴾☆☆

بت پوچھتے ہیں مجھ سے کیوں اللہ اللہ ہر دم
میرا جواب یہ ہے دائم چراگلویم

☆☆﴿۲۸۸﴾☆☆

مولوی ہو ہی چکے تھے نذر کالج اس سے قبل
خافا ہیں رہ گئی تھیں اب ہے ان کا انہدام
لکچر مضمون لکھتے ہیں تصوف کے خلاف
الوداع اے فوق اے فوق باطن الوداع اے فیض عام

☆☆﴿۲۸۹﴾☆☆

بند ٹاپے میں تھے وہ بچلے پر
صبح کے وقت نہں پڑی ایک میم
جب وہ بولے بجائے کوکروں کوں
مرغ شاخ درخت لاہو تیم

☆☆﴿۲۹۰﴾☆☆

اب جسم میں باقی ہے مسرت کا لہو کم
احباب میں مرحوم بہت سلمہ کم

☆☆﴿۲۹۱﴾☆☆

اس دار فنا کی بحثوں میں کیا صرف زباں کیا صرف قلم
 دنیا کو بٹا کیا ہے اکبر کے دن کی خوشی کے دن کا الم
 دم بھر میں نشاط طبع فنا اک آن میں ناز چاہ ہوا
 کیا بزم طرب کیا شان شہی کیا برہم و دف کیا طبل و علم

☆☆﴿۲۹۲﴾☆☆

کوئی موقع نہیں ہے بنے کا
 سب کو معلوم ہے کہ میں کیا ہوں
 ہوگئی ہے امید مرگ قوی
 کل کی نسبت تو آج اچھا ہوں

☆☆﴿۲۹۳﴾☆☆

دست بستہ پا شکستہ دل فسرہ لب پہ مہر
 کچھ نہ کچھ کرتا ہے ہر اک اے خدا میں کیا کروں
 یہ دل بیتاب مجھ کو کر رہا ہے کیوں تباہ
 ہوگئی اک بات ۴۶؎ تھا حکم قضا میں کیا کروں

نزع میں پیک اجل سے کہہ رہا تھا ایک حسین
 تو قضا لایا ہے سر پر اب ادا میں کیا کروں
 شکوہ بیداد کرتا ہوں تو کہتا ہے تلک
 خود بخود مجھ سے پگھلتی ہے جفا میں کیا کروں

☆☆﴿۲۹۴﴾☆☆

حسن فانی کے لیے میرا اور دل وا نہیں
ماز عکس بے بقا آنکھوں سے اب اٹھتا نہیں

☆☆﴿۲۹۵﴾☆☆

یہ شاعر شب کو گیسوئے لیلیٰ بھی کہتے ہیں
یہی حسن تصور ہے جسے سودا بھی کہتے ہیں
بتوں کے ماز پر اس عہد میں لازم ہے خاموشی
برا کہتے ہیں دس ان کو تو دس اچھا بھی کہتے ہیں

☆☆﴿۲۹۶﴾☆☆

جہاں سوئی گھڑی ہوتی تھی وقت اس کو کہتے تھے
گئی چوری تو ہم سمجھے زمانا اس کو کہتے ہیں

☆☆﴿۲۹۷﴾☆☆

میں اپنے آپ میں ان شاعروں میں فرق پاتا ہوں
خن کن سے سنورتا ہے خن سے میں سنورتا ہوں

☆☆﴿۲۹۸﴾☆☆

نہیں ہے گو مرے پائے ثبات کو لغزش
ہوائے دہر سے میں دم بدم پگھلتا ہوں
بسان شمع فروغ اپنا ہے ہر اک پہ عیاں
مگر مجھی کو فقط ہے یہ حس کہ جلتا ہوں

☆☆﴿۲۹۹﴾☆☆

کوئی مونس نہیں ہے نیکی میں جان کھتا ہوں
جو روتے میرے مرنے پر انہیں کو اب میں رہتا ہوں

☆☆﴿۳۰۰﴾☆☆

یہ نشان بے نیازی اور یہ ہنگامہ فطرت
گلا کیا مرگ ہاشم کا وہی کیا تھا ہمیں کیا ہیں

☆☆﴿۳۰۱﴾☆☆

جان دینا منع ہے اور دل سے غم نمتا نہیں
سانس لیتا ہوں مگر کام اس سے کچھ چلتا نہیں
تپ نہ ہونے سے نہ مجھو کہ میں راحت میں ہوں
دل میں انگارے بھرے ہیں گو بدن چلتا نہیں
یہ بت خود ہیں خلاف اکبر کے جو چاہیں کہیں
کفر کے سانچے میں تو بالفعل وہ ڈھلتا نہیں

☆☆﴿۳۰۲﴾☆☆

تمہارا اور ان بچلوں کا مجھ پر نہیں کچھ احسان اے درختو
خدا اگاتا ہے اگ رہے ہیں خدا کھلاتا ہے کھا رہا ہوں

☆☆﴿۳۰۳﴾☆☆

مجھ سے رکتی ہے تو میں شیدائے دنیا کیوں رہوں
یاس کا جب دور ہے محو تمنا کیوں رہوں
ہم نشینی خلق کی ہے اب تو وحشت آفریں
اک زمانے میں یہ سوا تھا کہ تنہا کیوں رہوں
خوب مصرعہ ہے مگر کس کی زباں سے ہو ادا
یار ہوں اعزاز سے دنیا میں میں یا کیوں رہوں
اب ہے بیماری ہی اکبر میرا شغل زندگی

جب فقط مرنا ہی باقی ہے تو اچھا کیوں ہوں

☆☆﴿۳۰۴﴾☆☆

بوڑھوں کے ساتھ لوگ کہاں تک وفا کریں
لیکن نہ آئے موت تو بوڑھے بھی کیا کریں

☆☆﴿۳۰۵﴾☆☆

میں جس کے خلدِ قدرت کا نقشِ حیرت افزا ہوں
وہی جانے کہ وہ کیا ہے وہی جانے کہ میں کیا ہوں
کوئی سنتا نہیں میری تو پھر اس کی شکایت کیا
میں ہی کیا کر سکا ہوں آج تک اور سب کی سنتا ہوں
جناب حضرت اکبر کی کوئی نبض تو دیکھے
یہ کہنے کو تو ہر حالت میں کہہ دیتے ہیں اچھا ہوں

☆☆﴿۳۰۶﴾☆☆

قدرت کا رنگ دیکھ نہ ڈھونڈھ اس کی ماہیت
تصویر کو ٹٹولنے میں کچھ مزا نہیں

☆☆﴿۳۰۷﴾☆☆

آخرت کے لیے کافی ہے فقط ذکرِ خدا
سوشل اغراض کو کچھ حیر بنا رکھے ہیں

☆☆﴿۳۰۸﴾☆☆

اس موت کے آگے اے اکبر مشغولی دنیا کچھ بھی نہیں
سب کچھ جسے ہم نبھتے تھے ابھی دم بھر میں جو دیکھا بھی نہیں
تدبیر کی کوئی حد نہ رہی اور بالآخر کہنا ہی پڑا

اللہ کی مرضی سب کچھ ہے بندے کی تمنا کچھ بھی نہیں

☆☆﴿۳۰۹﴾☆☆

اس گلستاں میں بہت کلیاں مجھے ترپا گئیں
کیوں لگی تھیں شاخ میں کیوں بے کھلے مرجھا گئیں

☆☆﴿۳۱۰﴾☆☆

ہم اردو کو عربی کیوں نہ کریں اردو کو وہ بھاشا کیوں نہ کریں
بحثوں کے لیے اخباروں میں مضمون تراشا کیوں نہ کریں
آپس میں عداوت کچھ بھی نہیں لیکن اک اکھاڑا قائم ہے
جب اس سے فلک کا دل پہلے ہم لوگ تماشا کیوں نہ کریں

☆☆﴿۳۱۱﴾☆☆

کیوں مجھ سے پوچھتے ہیں وہ کیا چاہتا ہوں میں
کیا دیکھتے نہیں کہ مرا چاہتا ہوں میں

☆☆﴿۳۱۲﴾☆☆

تجے ہم شاعروں میں کیوں نہ اکبر منتخب سمجھیں
بیاں ایسا کہ دل مانے زباں ایسی کہ سب سمجھیں
نتیجے ترک خود داری کے سب پر ہو گئے ظاہر
ترقی خواہ ملت جب نہ سمجھے تھے تو اب سمجھیں

☆☆﴿۳۱۳﴾☆☆

شیخ جی بھی وہی کرتے ہیں جو سب کرتے ہیں
اب تم ہم مصلحتاً ان کا ادب کرتے ہیں

طلب جاہ پہ وہ کرتے ہیں کس کو مجبور
سچ تو یہ ہے کہ ہمیں لوگ غضب کرتے ہیں

☆☆﴿۳۱۴﴾☆☆

یہ انقلاب بھی ہے اور آجناہ بھی ہیں
میں دیکھتا ہوں کہ موجیں بھی ہیں حباب بھی ہیں
ہے میرے دل کو خدا ہی کی رحمتوں کی طلب
کہ وہ وسیع بھی ہیں اور بے حساب بھی ہیں
عجب اصول ہیں رندان عشق کے اکبر
گناہ کرتے ہیں اور طالب ثواب بھی ہیں

☆☆﴿۳۱۵﴾☆☆

ہوٹل میں جو وہ مطلوب رہے اسٹیج پہ یہ مرغوب رہیں
ان کے بھی توانی خوب ملے ان کی بھی رہنمائی خوب رہیں

☆☆﴿۳۱۶﴾☆☆

تم کو مبارک یہ ہوں جو ہم کہیں وہ سب کہیں
ہم کو تو ہے اس میں مضر سب کی سنیں یارب کہیں
سورج تو ہے لیکن نہاں ظلمت کے اندر ہے جہاں
تقویم میں تم دن پڑھو ہم حس کے اندر شپ کہیں

☆☆﴿۳۱۷﴾☆☆

آج کل اس انجمن کے کچھ عجب اسلوب ہیں
میں جو کہتا خوب ہوں وہ چپ بھی کرتے خوب ہیں

☆☆﴿۳۱۸﴾☆☆

جو شیخ کی ہے یہ خود فروشی کروں کہاں تک میں عیب پوشی
یہ اتنی دنیا سے گرم جوشی حرم میں وہ ہیں کہ شاپ میں ہیں
زمیں کی کوئی کرنے نہ پرری بڑھی ہے انجینئری کی دوڑی
اسی کے پیوند ہوں گے آخر ابھی تو مصروف ناپ میں ہیں

☆☆﴿۳۱۹﴾☆☆

گو بہت اونچی ہے پرواز حریف
شیخ برگڈ کم نہیں ہیں جمپ میں
ان کا طوطی بولتا ہے عرش پر
ان کی مرغی بولتی ہے کمپ میں

☆☆﴿۳۲۰﴾☆☆

کسی سے وہ محبت ہو محبت جس کو کہتے ہیں
پھر اس سے ایسی فرقت ہو کہ فرقت جس کو کہتے ہیں
دلی حالت کا اندازہ ہو اس وقت غافل کو
مصیبت ہی نہیں دیکھی مصیبت جس کو کہتے ہیں

☆☆﴿۳۲۱﴾☆☆

بولے شگفتگی سے مگر بات کی نہیں
خواہش مجھے اب ان سے ملاقات کی نہیں
میرے سکوت سے مجھے بے حس نہ جائے
الفاظ کی کمی ہے خیالات کی نہیں
اس کے سوا کہ شکر کا موقع نہیں ملا
مجھ کو شکایت ان سے کسی بات کی نہیں

☆☆﴿۳۲۲﴾☆☆

شعر اکبر میں کوئی کشف و کرامات نہیں
دل پہ گزری ہوئی ہے اور کوئی بات نہیں

☆☆﴿۳۲۳﴾☆☆

دل کو اک غم نے گھیر رکھا ہے
کیا کسی سمت التفات کروں
ہم نشیں مجھ سے کچھ نہ پوچھ اس وقت
جی نہیں چاہتا کہ بات کروں

☆☆﴿۳۲۴﴾☆☆

کیوں گفتگو کسی کو ہو اس ٹھیک بات میں
شنی زبان میں ہے حکومت ہے بات میں

☆☆﴿۳۲۵﴾☆☆

حسن فانی جو لکھائے اسے بت کہتے ہیں
گزاراں فصل دل آویز کو رُت کہتے ہیں

☆☆﴿۳۲۶﴾☆☆

کیا عذر قوم کو ہے ترقی کی بات میں
رغبت کے ساتھ خود ہے وہ لیڈر کے بات میں
تعلیم دختران سے یہ امید ہے ضرور
ناچے دُلعن خوشی سے خود اپنی برات میں

☆☆﴿۳۲۷﴾☆☆

سیر ہوں سیر سے اس دارِ مہمن کی اکبر

اب یہاں میرے لیے کوئی نئی بات نہیں

☆☆﴿۳۲۸﴾☆☆

بے برگد میں مغرب کی رفاقت اس کو کہتے ہیں
ہوئے مدفون تکیے میں اصالت اس کو کہتے ہیں
سمجھ میں صاف آجائے فصاحت اس کو کہتے ہیں
اثر ہو سننے والے پر بلاغت اس کو کہتے ہیں

☆☆﴿۳۲۹﴾☆☆

مایوس ہوں مریض غم لاعلاج ہوں
کل بھی جیا تو کیا وہی ہوں گا جو آج ہوں
اشردہ ہو کے کہتی ہے گل کی زبانِ حل
صرصر سے کیا کہوں کہ میں نازک مزاج ہوں
اس زندگی میں ترک تعلق کا ذکر کیا
جب تن میں جان ہے ہمہ تن احتیاج ہوں

☆☆﴿۳۳۰﴾☆☆

مذہبی تلقین اور ایسے شدائد الاماں
ایک نام حق کے ساتھ اتنے زوائد الاماں

☆☆﴿۳۳۱﴾☆☆

ہر شیخ یہ کہتا ہے عقائد ہیں تو یہ ہیں
توحید یہ کہتی ہے زوائد ہیں تو یہ ہیں

☆☆﴿۳۳۲﴾☆☆

بے بصر وہ ہیں جو بحثوں میں یہاں خرسند ہیں

جن کی آنکھیں کھل گئیں ان کی زبانیں بند ہیں

☆☆﴿۳۳۳﴾☆☆

وہ اپنی حد سے باہر قائم یہ اپنی حد میں
یہ عمدہ فرق میں نے پایا ہے نیک و بد میں
تیری ہی حد میں تیری ساری مسرتیں ہیں
مشکل ہے بحث کرنا میرے سخن کے رو میں

☆☆﴿۳۳۴﴾☆☆

بوزن کو رقص پر کس بات کی میں داد دوں
ہاں یہ جائز ہے مداری کو مبارکباد دوں

☆☆﴿۳۳۵﴾☆☆

الگ خیال سے یہ دنیوی مظاہر ہوں
نماز کا ہے مزا جب حواس ظاہر ہوں
مخالفین کو ہم کہہ تو دیتے ہیں کافر
مگر یہ ڈرتے ہیں دل میں ہمیں نہ کافر ہوں

☆☆﴿۳۳۶﴾☆☆

حواس ظاہری کے دام میں اوہام حاضر ہیں
مگر یہ صید خود صیاد اطمینان خاطر ہیں
مرا اسلام ہی کیا ہے کہ حکم کفر دوں اکبر
وہی کافر ہیں جو اللہ کے نزدیک کافر ہیں

☆☆﴿۳۳۷﴾☆☆

بادہ عرفاں کہاں یہ بحث کا دفتر کہاں
کفر ہے اس انجمن میں کون کیا کیونکر کہاں
خانہ تن کے بھی اجزا میں ہے پیہم انقلاب
کیا بائیں ہم کسی سے ہے ہمارا گھر کہاں

☆☆﴿۳۲۸﴾☆☆

جن کو جینا ہے بنیں بجلی ہوں کے ابر میں
پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھے ہیں یاں تو قبر میں
چند مومن بھی اسیر زلف دنیا ہو گئے
چاندنی تو ہے مگر لپٹی ہوئی ہے ابر میں
ہاتھ شانی شاہد مغرب سے ہم کرتے نہیں
بابوؤں ہی کو مزا ہے بوسنہ بالجبر میں

☆☆﴿۳۲۹﴾☆☆

گو مجھ میں ہے بلاغت گو شعر با اثر ہیں
لیکن مرے مصائب مجھ سے بلیغ تر ہیں

☆☆﴿۳۳۰﴾☆☆

کس طرح جانچے گا اپنے آپ کو اے فلسفی
فرق کیا لازم نہیں ہے ناظر و منظور میں

☆☆﴿۳۳۱﴾☆☆

آپ کی ہرگز نہیں کے آگ کیا بس ہے مرا
لیکن اتنا تو ذرا سن لوں کہ آخر کیوں نہیں

☆☆﴿۳۳۲﴾☆☆

ان کے گھر کی آگ بجلی میرے گھر مٹی خراب
یا الہی مجھ پہ الطاف عناصر کیوں نہیں
اس قدر دلکش ہے رنگ طبع اکبر دیر میں
بت کو حسرت ہے کہ یہ کم بخت کافر کیوں نہیں

☆☆﴿۳۴۳﴾☆☆

ہم کیوں بتائے بے تابِ نظر ہیں
تسکین دل کی یا رب وہ صورتیں کدھر ہیں
ڈرے جو گل بنے تھے وہ بن گئے بگولے
جو زینت چمن تھے وہ خاکِ رنگدہر ہیں
دنیا کی کیا حقیقت اور ہم سے کیا تعلق
وہ کیا ہے اک جھلک ہے ہم کیا ہیں اک نظر ہیں
ہم نے سنا بہت کچھ حالِ جہان فانی!
افسانہ گو غضب ہیں قصے تو مختصر ہیں
پیدا کئے فلک نے نادیدنی مناظر!
چیٹی ہیں ان کی نظریں جو صلابِ نظر ہیں
غم خانہ جہاں وقعت ہی کیا ہماری
اک ناشنیدہ اف ہیں اک آہ بے اثر ہیں
کیا مشرقی کفن بھی وہ ترک کر سکیں گے
اوضا مغربی میں جو غرق سر بسر ہیں
اکبر کے شعر سن کر کہتے ہیں اہلِ باطن
اب بھی خدا کے بندے کچھ صلابِ اثر ہیں

☆☆﴿۳۴۴﴾☆☆

اپنی مرضی کے موافق دہر کو کیوں کروں
 بے حد آتا ہے مجھے غصہ مگر کس پر کون
 چل بے چھوٹے بڑے تھا جن سے لطفِ زندگی
 مجھ پہ کس کو ناز ہے میں ناز اب کس پر کروں
 وصل کی شب حسبِ موسم ہو ہی جائے گی سحر
 لطفِ اٹھائوں یا درازی کی دعا شب بھر کروں
 دور بے مہری ہے امیدِ محبت کس سے ہو
 اڑ رہی ہے خاک ہر سُوکس کے دل میں گھر کروں

☆☆﴿۳۴۵﴾☆☆

داغِ دل پر نظر یاس نہ کر آے اکبر
 کوئی ذرہ چمن دہر میں بے کار نہیں
 تجھ پر گلزار کھلائے گا یہی داغِ کبھی
 آج کو طبعِ تری محرمِ اسرار نہیں

☆☆﴿۳۴۶﴾☆☆

یہ جتنے ذرے جہانِ فانی کے اتنی شکلوں میں جلوہ گر ہیں
 خدا کی ہستی کے سب ہیں شاہد اور اپنی ہستی سے بے خبر ہیں
 تغیر اتنا کہ گم تعین تعین ایسا کہ اپنی ہی دُھن
 کمال ایسا کہ سب ہیں حیرتِ جمال ایسا کہ سب نظر ہیں
 حواس کچھ نیک کام کر لیں کہ جیبِ دامن کو اپنے بھر لیں
 مرے معافی کی حد نہیں ہے اگرچہ الفاظِ مختصر ہیں

☆☆﴿۳۲۷﴾☆☆

دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں
 بازار سے گذرا ہوں خریدار نہیں ہوں
 زیادہ ہوں مگر زینت کی لذت نہیں باقی
 ہر چند کہ ہوں ہوش میں ہشیار نہیں ہوں
 اس خانہ ہستی سے گذر جاؤں گا بے لوث
 سایہ ہوں فقط نقش بہ دیوار نہیں ہوں
 افسردہ ہوں عبرت سے دوا کی نہیں حاجت
 غم کا مجھے یہ ضعف ہے بیمار نہیں ہوں
 وہ گل ہوں خزاں نے جسے برباد کیا ہے
 الجھوں کسی دامن سے میں وہ خار نہیں ہوں
 یا رب مجھے محفوظ رکھ اس بت کے ستم سے
 میں اس کی نہایت کا طلبگار نہیں ہوں
 گو دعویٰ تقویٰ نہیں درگاہ خدا میں
 بت جس سے ہوں خوش ایسا گنہگار نہیں ہوں
 افسردگی و ضعف کی کچھ حد نہیں اکبر
 کافر کے مقابل میں بھی دیندار نہیں ہوں

☆☆﴿۳۲۸﴾☆☆

جرح کیا وقعت نہیں میری جو بزمِ غیر میں
 عزتِ مسلم ہے اس کی کس پُرسیِ دیر میں
 تارِ برقی سے ہوا معلوم حالِ زارِ روس

شور برپا ہے کیسا میں حرم میں دیر میں
آسمانی توپ چلتی ہے کہیں صدیوں کے بعد
لیکن اڑ جاتی ہیں ساری غفلتیں دو فیر میں

☆☆﴿۳۴۹﴾☆☆

چرخ نے پیش کمیشن کہہ دیا اظہار میں
قوم کالج میں اور اس کی زندگی اخبار میں

☆☆﴿۳۵۰﴾☆☆

حواس سب ہو گئے معطل اور آنکھ بھی بند کر چکے ہیں
لحد میں گزرتا ہے صرف باقی زمانہ گذرا کہ مرچکے ہیں

☆☆﴿۳۵۱﴾☆☆

کارگر اس بت کی تدبیریں بالآخر ہو گئیں
گو ہوں مسلم خواہشیں میری بھی کافر ہو گئیں

☆☆﴿۳۵۲﴾☆☆

بت سے حاصل کی موافق اپنے رائے
نشہ نخوت میں اب سرشار ہیں
پوچھے کوئی حضرت والا سے یہ
آپ فاتح ہیں کہ ڈگری دار ہیں

☆☆﴿۳۵۳﴾☆☆

اب میں سرگرمی سے کوئی سعی کرتا ہی نہیں
بعد ان مایوسیوں کے ل ابھرتا ہی نہیں
سلسلا ہے بے قراری کا ہماری زندگی

سانس رکتی ہیں ہور اور دل ٹھہرتا ہیں نہیں
 منزل صبر و رضا کو سمجھے تھے آباد ہم
 لیکن اس جانب سے اب کوئی گذرتا ہی نہیں
 انہی حرص و ہوا پر عبرتیں ہیں بے اثر
 ٹوٹی ہیں لٹھیاں کم بخت مرتا ہی نہیں
 یاس اب خوابانِ مشرق کو ہوئی عشاق سے
 اس قدر افسردہ ہیں کوئی سنوتا ہیں نہیں

☆☆﴿۳۵۴﴾☆☆

اس سرو قد پہ اکبر مدت سے مر رہا ہوں
 اللہ راست لائے کوشش تو کر رہا ہوں

☆☆﴿۳۵۵﴾☆☆

نمبر اول کا دعویٰ ہو جنہیں باہم لڑیں
 خوش نصیبی سے یہاں تو دھرے نمبر پہ ہیں

☆☆﴿۳۵۶﴾☆☆

جان مروہ ہے بدن افسردہ ہے مانند خاک
 میں رہا ہوں گا کبھی لیکن اب اپنی قبر ہوں

☆☆﴿۳۵۷﴾☆☆

مجبور بدل جانے پہ یہاں اقبال و چشم کے دور بھی ہیں
 یکتائی کا دعویٰ خوب نہیں اللہ کے بندے اور بھی ہیں

☆☆﴿۳۵۸﴾☆☆

قوت سیر جو حاصل ہو تو دیوار نہ بن

مٹہ غیر میں رہنا ہو تو تلوار نہ بن
 دل کی خاطر تو ہے لازم تجھے بک جانا بھی
 صرف آنکھوں کا مزا ہو تو خریدار نہ بن
 آتش شوقِ بتاں میں نہ جلا دل اپنا
 کافری کا سہپ گرمی بازار نہ بن
 بت پرستی میں بھی رکھ حسن کے پہلو پہ نظر
 ہار بن دیر سے رشتہ ہو تو زُتار نہ بن
 دل سے کہہ سکتے ہیں ہاں شمعِ بصیرت نہ بجھے
 وقت سے کہہ نہیں سکتے کہ شبِ تار نہ بن
 دستِ قدرت میں ہے یہ خاک چمن اے اکبر
 اس سے کیوں کر یہ کہوں پھول ہی بن خار نہ بن

☆☆﴿۳۵۹﴾☆☆

ہے ہم سے چرخِ بر سرکیں غور کیا کریں
 بیٹھے ہیں سر جھکائے ہوئے اور کیا کریں
 ہے صبر میں تو دیر وہ فرصت کی بات ہے
 للہ یہ بتائیے فی الفور کیا کریں
 اپنے جو تھے مشیر وہ سب ان سے مل گئے
 کرنا پڑا سکوت بہر طور کیا کریں
 پاسب کوئی کھلا نہیں گھر میں لگی ہے آگ
 اب بھاگنا ضرور ہوا غور کیا کریں

☆☆﴿۳۶۰﴾☆☆

وہ تھے آئین ملت لاکھوں ہی کو ایک کرتے تھے
 یہ کیا جو ایک کو دو اور دو کو چار کرتے ہیں
 یہ پروانوں کا شمعوں سے لپٹنا تو رطل مرنا
 محبت کی روش یہ بھی ہے یوں بھی پیار کرتے ہیں
 برصا شوق کا منظور ہے یا مضحل کرنا
 نزاکت کا جو مجھ سے اس قدر اظہار کرتے ہیں
 ترقی کی تماشا گاہ میں اس وقت اے اکبر
 وہ منظر ہیں کہ مجھ کو ہش سے بیراز کرتے ہیں

☆☆﴿۳۶۱﴾☆☆

حشر تک کھل نہ سکے راز اسے کہتے ہیں
 جستجو پھر بھی کرو راز اسے کہتے ہیں

☆☆﴿۳۶۲﴾☆☆

وجد عارف کی حقیقت کچھ سنا دوں آپ کو
 گو کہ میری اصل کیا اک بندہ ناچیز ہوں
 ناچتی ہے رُوح انسانی بدن میں شوق سے
 جب کبھی پا جاتی ہے پر تو کہ میں کیا چیز ہوں

☆☆﴿۳۶۳﴾☆☆

کچھ اعتبار نہیں مجھ کو اپنے ہونے کا
 یقین میں میں نہیں ہوں فقط قیاس میں ہوں
 ثواب کہتا ہے مل جاؤں گا کر ان کی مدد
 چھپا ہوا مین غریبوں کی بھوک پیاس میں ہوں

☆☆﴿۳۶۴﴾☆☆

خدا شناس تو ہونا نہیں ہے سہل اکبر
یہی بہت ہے جو دنیا شناس ہو جاؤں

☆☆﴿۳۶۵﴾☆☆

جہاں درشن تمہارے ہوں وہیں دھونی ماؤں گا
الہ آباد کا قیدی نہ پلندہ بنارس ہوں

☆☆﴿۳۶۶﴾☆☆

کسی سے پوچھتا میں کیوں تصوف کس کو کہتے ہیں
خدا اپنے دل کو دیکھا اور سمجھا اس کو کہتے ہیں

☆☆﴿۳۶۷﴾☆☆

مرے دل کا نہ سمجھا حال کچھ بھی ڈاکٹر مس نے
تو پھر دھوی یہ کیا ہے میں تری رگ رگ سے واقف ہوں
وہ دل کا رنگ نہیں کو حرم کے طوف میں ہوں
مقام شوق میں تھا اب محل خوف میں ہوں

☆☆﴿۳۶۸﴾☆☆

موت سے ڈرتا ہوں مین گوشت کا شائق بھی ہوں
یعنی شبہ ہے کہ ایسے شوق کے لائق بھی ہوں
ہو نہیں سکتا بیان حال دل الفاظ میں
جوش بھی ہے طبع میں اور شعر میں فائق بھی ہوں

☆☆﴿۳۶۹﴾☆☆

زیادہ گوی سے اب ہم اسی سے رکتے ہیں

جو خوب کہتے ہیں اکبر وہ کہہ بھی چکتے ہیں

☆☆﴿۳۷۰﴾☆☆

خشک ہے بالکل شجر اُمید کا
گل میں سرخی ہے نہ سبز برگ میں
شغل اپنا کیا بتاؤں آپ سے
جی رہا ہوں انتظار مرگ میں

☆☆﴿۳۷۱﴾☆☆

مسرت مجھ کو اب دشوار ہے دنیا کی محفل میں
خوشی کی قابلیت ہی نہیں باقی رہی دل میں

☆☆﴿۳۷۲﴾☆☆

جھکا کر سر کو بھرے میں جو اپنے دل میں پہنچے ہیں
نہ پوچھو وہ کہاں ابھرے ہیں کس منزل میں پہنچے ہیں

☆☆﴿۳۷۳﴾☆☆

ذوق ہوئے گوچہ قاتل کو کیا کروں
مہلک سہی یہ شوق مگر دل کو کیا کروں
اظہار اضطراب کا شائق نہیں ہوں میں
پہلو میں لیکن اس دلِ بے عمل کو کیا کروں
قطع نظر گلوں سے نہیں مانع جنوں
بوئے بیمار و شور عنا دل کو کیا کروں

☆☆﴿۳۷۴﴾☆☆

مقبول جو ہوں شاڈ ہیں قابل تو بہت ہیں
 آئینے کے مانند ہیں کم دل تو بہت ہیں
 وہ کم ہیں ترپے میں جنہیں ملتی ہے لذت
 یوں آپ کی شمشیر کے رسل تو بہت ہیں

☆☆﴿۳۷۵﴾☆☆

علم دیں حاصل کیا لیکن قباحت یہ ہوئی
 صرف سکھانے میں لذت ہے عمل میں کچھ نہیں
 زبیت کا مصرعہ بنے خود آہ سوزاں تب ہے لطف
 ورنہ اے اکبر تری نظم غزل میں کچھ نہیں

☆☆﴿۳۷۶﴾☆☆

لوگ کہتے ہیں کہ ہیں آپ نہایت قابل
 میں اسی سوچ میں رہتا ہوں کہ کس قابل ہوں

☆☆﴿۳۷۷﴾☆☆

لذت ہے روح کو تنِ خاکی سے میل میں
 فطرت نے مست رکھا ہے قیدی کو جیل میں
 فتح و شکست پر نظریں آپ ہی کی ہوں
 اپنی تو دل لگی ہے فقط پاس نیل میں

☆☆﴿۳۷۸﴾☆☆

ذلت اٹھا رہا ہوں میں قلموں کے غول میں
 اچھے وہی جو لکھ گئے آزر کے رول میں

☆☆﴿۳۷۹﴾☆☆

وہی زندہ ہیں طاقت سے جو صرف عقل کرتے ہیں
ہماری زندگی کیا زندگی کی نقل کرتے ہیں

☆☆﴿۲۸۰﴾☆☆

باطن بہت ہیں ایسے جو مشتعل نہیں ہیں
سنا ہے آدمی کو وہ نظر میں تول لیتے ہیں

☆☆﴿۲۸۱﴾☆☆

خدا جانے مرا کیا وزن ہے ان کی نگاہوں میں
سنا ہے آدمی کو وہ نظر میں تول لیتے ہیں

☆☆﴿۲۸۲﴾☆☆

تفرقوں کے یہ جو طوفاں ہیں پیا کچھ کم تو ہوں
ہم کو کرنا چاہیے سب کچھ مگر ہم ہم تو ہوں
دیکھ لے گا خود کہ کس عالم میں لے جاتا ہے دل
مجھ کو جتنے ہیں مگر اتنے کسی کو غم تو ہوں
جام کی صورت جو ساقی خوں ہوں گردش میں تو کیا
شان محفل تمکنت ہی میں ہے پہلے جم تو ہوں

☆☆﴿۲۸۳﴾☆☆

خدا کے نام کا ہے احترام عالم میں
نہ صرف آپ اور ہم ہیں تمام عالم
اسی کا نام نہ کیوں مرکز زباں ہو جائے
کہ اختلاف سے خالی ہو کام عالم میں
خدا پرست کو کافی ہے مثل ابراہیم

زوالِ شمس و قمر صبح و شامِ عالم میں
 یہی مشن تھا جنابِ رسولِ اکرم ﷺ کا
 آج انہیں کا تو روشن ہے نامِ عالم میں

☆☆﴿۲۸۴﴾☆☆

حسنِ آغاز تو رکھتا ہے یہ عیشِ دنیا
 مگر افسوس یہ ہے خوبیِ انجام نہیں

☆☆﴿۲۸۵﴾☆☆

تعلیٰ کی نہیں لیتے ہم ایسے ہیں ہم ایسے ہیں
 مگر ہم جتنے ہیں بیزار دنیا سے کم ایسے ہیں
 مری ہر وقت کی افسردگی ہے بارِ یاروں پر
 مگر میں کیا کروں اس کو خدا شاہدِ غم ایسے ہیں

☆☆﴿۲۸۶﴾☆☆

سینے میں تپش ہے دل میں غم ہیں
 اللہ اللہ ہے اور ہم ہیں
 جن میں اللہ دوستی ہو
 اب ایسے بزرگوار کم ہیں

☆☆﴿۲۸۷﴾☆☆

حقیقت کیا مری ہستی اک ذرے سے بھی کم ہوں
 تعجب اس پہ آتا ہے کہ میں بھی جزوِ عالم ہوں
 بحمدِ اللہ مری ہستی نہیں ہے بارِ فطرت پر
 زمیں پر ہوں تو سبزہ ہوں گلوں میں ہوں تو شبنم ہوں

☆☆﴿۳۸۸﴾☆☆

کتے ہی بے وقار ہوں مرزا کو غم نہیں
کافی ہے یہ شرف کہ وفاقی سے کم نہیں

☆☆﴿۳۸۹﴾☆☆

مس سے پیغم نے کہا کلی تو کہاں اور ہم کہاں
بوٹ کی جہجہ میں کیا رکھا ہے یہ چم چم کہاں
مس یہ بولی پڑھ کے نکلو تو ذرا اسکول سے
اور ہی چالیں نظر آئیں گی یہ عالم کہاں

☆☆﴿۳۹۰﴾☆☆

اولڈ مرزا ہر طرف بدنام ہیں
یگ بدھو وارث اسلام ہیں
گردش گردوں کے آگے کس کا زور
کون دم مارے خدا کے کام ہیں

☆☆﴿۳۹۱﴾☆☆

ناچیز ہے سکوں تو تلاطم بھی کچھ نہیں
ہم کچھ نہیں یہ سچ ہے مگر تم بھی کچھ نہیں
کیا نور تھا نگاہ جناب خلیل میں
شمس و قمر بھی کچھ نہیں انجم بھی کچھ نہیں

☆☆﴿۳۹۲﴾☆☆

شکم ہوتا تو میں اس عہد میں پھولا ہوا رہتا
سرایا دل بنا ہوں اس سبب سے کشتہ غم ہوں

☆☆﴿۳۹۳﴾☆☆

نہ واعظ کی کوئی سنتا نہ پڑھتا ہے مصنف کی
زباں بکیتی ہی رہتی ہے قلم چلتے ہی رستے ہیں
جو تھک کر بیٹھ جاتا ہوں زمیں کہتی ہے یہ مجھ سے
ترے رکنے سے کیا ہوتا ہے ہم چلتے ہی رستے ہیں

☆☆﴿۳۹۴﴾☆☆

نئی تعلیم میں تقوے کا وہ اکرام کہاں
ناز بے حد ہیں مگر غیرتِ اسلام کہاں

☆☆﴿۳۹۵﴾☆☆

نئے زمانے کی ہسٹری کے عجیب منہبوم بن رہے ہیں
کہ خدمتِ دیر کی بدولت حرم کے مخدوم بن رہے ہیں
مفتی شرع نہ ہوں لیڈر اسلام تو ہیں
بوئے مسجد نہ سہی کمپ کے گلنام تو ہیں

☆☆﴿۳۹۶﴾☆☆

منہ لگایا جنہیں اس بت نے بنے وہ ناقوس
سازِ ملت میں تو اب سر یہی اسلام کے ہیں
نہ نظر آئے جہیں پر جو نشانِ سجدہ
تو سمجھ لو یہ مسلمان فقط نام کے ہیں

☆☆﴿۳۹۷﴾☆☆

یہ اختلافِ صورتِ فطرت کی مستیاں ہیں
یہ انکشافِ معنیِ ذہنوں کی ہستیاں ہیں

دیوانہ چمن کی سیریں نہیں ہیں تنہا
عالم ہیں ان گلوں میں غنچوں میں بستیاں ہیں
ساتی سے بے خبر ہیں مستان بزم ہستی
یا بے ہشی ہے طاری یا خود پرستیاں ہیں
اس منزلِ فنا کو اکبر نے خوب دیکھا
جتنی بلندیاں ہیں نظروں کی پرستیاں ہیں

☆☆﴿۳۹۸﴾☆☆

ہے جو لب پر شکوہ سمجھیں اس کو یا آپس کہیں
میں ہوں مست بادۂ غم لوگ جو چاہیں کہیں
جو طریقے کامیابی کے بتاتے ہیں یہ بت
ہیں یہ سب دامِ ہلاکت آپ انہیں راہیں کہیں

☆☆﴿۳۹۹﴾☆☆

وہ چیزیں نفس کو جن سے مسرت ہے نمایاں ہیں
جو اخلاقی نتیجے دل پہ گزریں گے وہ پنہاں ہیں

☆☆﴿۴۰۰﴾☆☆

جس طرف اٹھ گئی ہیں آپس ہیں
چشمِ بد دور کیا دکھائیں ہیں
ذرہ ذرہ ہے خضرِ شوق تو ہو
چلنے والے کو لاکھ راہیں ہیں

☆☆﴿۴۰۱﴾☆☆

ماسٹر کی مشینیں دیکھو

اب تو کالج ہی خائفیں ہیں

☆☆﴿۴۰۲﴾☆☆

روح ہے تن میں مگر دل میں مرے جان نہیں
داغ ہی داغ ہیں اب اور کوئی ارمان نہیں
سخت مشکل ہے مسلمان کو اس وقت فروغ
اور قناعت کی جو کہینے تو وہ آسان نہیں

☆☆﴿۴۰۳﴾☆☆

ہیں سخت مصیبت میں آرام کہاں پائیں
دنیا سے ملیں کیونکر چھوڑیں تو کہاں جائیں

☆☆﴿۴۰۴﴾☆☆

جب خدمت دل میں رہنے کو خالق نے نبائیں دیں منہ میں
اچھے ہیں وہی دل اے اکبر اللہ کی باتیں جن سے اُٹھیں
اس بزم میں مجھ سے کہتے ہیں سب موقع کے مطابق بات کہو
پورہم نے یہ دل میں ٹھانی ہے یا دل کی کہیں یا کچھ نہ کہیں

☆☆﴿۴۰۵﴾☆☆

صورتِ گل ہمہ تن گوشت ہوں اس محفل میں
کہ جہاں ببل و قمری ہیں غزل خانوں میں

☆☆﴿۴۰۶﴾☆☆

ہے موت میں ضرور کوئی رز دل نشیں
سب کچھ کے بعد کچھ بھی نہیں یہ تو کچھ نہیں

☆☆﴿۴۰۷﴾☆☆

طالب علموں کو لے جاؤ کمیٹی میں نہ تم
کہیں ایسا نہ ہو یہ قوم پہ عاشق ہو جائیں

☆☆﴿۴۰۸﴾☆☆

فرقت میں شوق دید گل اے باغباں نہیں
راحت کہاں نظر کو جب آرام جاں نہیں
کتنا ہی غم ہو رقیقی ہے اُمید بہتری
شکرِ خدا کہ قلب مرا بدگماں نہیں
اصرار شوق ہے کہ کئے جاؤں عرض حال
ایمانے مار ہے کہ چلی جائے ہاں نہیں

☆☆﴿۴۰۹﴾☆☆

بنگلوں ہی کی چھتوں پہ کریں شاعر اب نگاہ
دور جدید میں کوئی شے آسان نہیں

☆☆﴿۴۱۰﴾☆☆

جو خوش کرے گا چاہے گا مجھ کو بھی خوش کرو
اس کو سمجھ کے تو کوئی منت قبول کر

☆☆﴿۴۱۱﴾☆☆

ہو گیا ہوں اس قدر افسردہ و زار و حزیں
چل دیئے ہیں چھوڑ کر مجھ کو کرنا کاتیں

☆☆﴿۴۱۲﴾☆☆

اب کیا دنیا سے دل لگے گا
آنکھیں چھت سے لگی ہوئی ہیں

☆☆﴿۴۱۳﴾☆☆

پڑ جائیں ابھی آبلے اکبر کے بدن میں
پڑھ کر جو کوئی پھونک دے اپریل مئی جون

☆☆﴿۴۱۴﴾☆☆

اس شرط پر ہم سے فلک سے صلح آخر ہوگی
قبریں مہیا وہ کرے تزئین ان کی ہم کریں

☆☆﴿۴۱۵﴾☆☆

بتوں میں حسن نہیں برہمن میں جان نہیں
وہی جگہ ہے مگر دیر کی وہ شان نہیں

☆☆﴿۴۱۶﴾☆☆

ہو رہا ہے نفاق حکم فنا
نہ مکین اس سے بچتے ہیں نہ مکاں
توہیں خود آکے اب تو میداں میں
کہتی ہے کل من

☆☆﴿۴۱۷﴾☆☆

دنیا کو خوب دیکھا جنتی محبتیں ہیں
موقع کی سازشیں ہیں مطلب کی ساعتیں ہیں
البتہ جو تعلق دینی خیال سے ہے
اس میں وفا ہے شامل اور دل کو راحتیں ہیں

☆☆﴿۴۱۸﴾☆☆

وہ رنگ بزم نہیں ہے تو رند کیا ابھریں

بہار ہی نہیں باقی تو پھر جنوں کہاں

☆☆﴿۴۱۹﴾☆☆

مدت سے ہوش میں ہوں مذر دل و زباں ہوں
لیکن کھلا نہ اب تک میں کون ہوں کہاں ہوں
پیری سے اب ہوں راضی لب پر ہے ذکر ماضی
پہلے فسان جو تھا اب اپنی داستاں ہوں
ہر بت کو جس کو سمجھا آنکھوں نے صدر ہستی
آخر میں بول اٹھا میں سنگ آستاں ہوں

☆☆﴿۴۲۰﴾☆☆

وہ چاہتے ہیں اس کو دم دے کے میں بلاؤں
یاں دل میں یہ ٹھنی ہے مرجاؤں اور نہ جاؤں
اظہار عقل میں ہیں احباب گرم کوشش
اور مہ کو فکر یہ ہے اپنا جنوں چھپاؤں
ساو طرب ملا کر بیٹھے ہیں سننے والے
پھر میں فسانہ غم کیونکر انھیں سناؤں
میری طرف سے کیوں وہ مایوس ہو رہے ہیں
بیمار تو پڑا ہوں ممکن ہے مر بھی جاؤں

☆☆﴿۴۲۱﴾☆☆

باقی نہیں وہ رنگ گلستان ہند میں
مخت کا اب ہے کام قلعتان ہند میں

☆☆﴿۴۲۲﴾☆☆

لکھا تھا کہ مشتاق ملاقات ہوں بے حد
 پاؤں جو اجازت تو دم چند کو آؤں
 آیا یہ جواب آئے جب چاہے لیکن
 افسوس کہ میں آپ کا مشتاق نہیں ہوں

☆☆﴿۲۲۳﴾☆☆

دنیا کی یہ قدیمی کوتاہ خیالیاں ہیں
 جیتے تو تالیاں ہیں ہارے تو گالیاں ہیں

☆☆﴿۲۲۴﴾☆☆

کسی کو بحث نہیں آج پاپ اور پن میں
 سیاسیات کے نغمے ہیں دیس کی دھن میں
 وہ بدگماں مرے جوشِ نگاہ شوق سے ہیں
 نہ احتیاط ہے مجھ میں نہ حُسنِ ظن ان میں

☆☆﴿۲۲۵﴾☆☆

عزالت ہی ہے مناسب کیوں دل میں یہ نہ ٹھانوں
 دنیا مجھے نہ جانے دنیا کو میں نہ جانوں
 میری نصیحتوں کو سن کر وہ شوخ بولا
 نیٹو کی کیا سند ہے صاحب کہیں تو مانوں

☆☆﴿۲۲۶﴾☆☆

کہوں کچھ ان سے اثر ہو تو اعتبار آئے
 سنا تو میں نے بھی یہ ہے کہ خوب کہتا ہوں

☆☆﴿۲۲۷﴾☆☆

دست و پابستہ ہوں میں ظاہر کوئی گن کیا کروں
 دوسروں کے بس میں ہوں فکر تمدن کیا کروں
 آگ برسانے لگی جب اس گلستان کی ہوا
 خواہش نشوونمائے نخل و گلبن کیا کروں

☆☆﴿۴۲۸﴾☆☆

مہربانی سے مجھے گودام کی کنجی تو دی
 لیکن اب گہیوں نہیں باقی فقط گھن کیا کرو
 دیر میں کل گاری تھی اک زن زہرہ جہیں
 جب پیا پاپی ملے مجھ کو تو اب پن کیا کروں
 عقل روتی ہے کہ یہ گتھی سلجھتی ہی نہیں
 ہر گرہ لوہا بنی ہے شکر ہاشم کیا کروں

☆☆﴿۴۲۹﴾☆☆

سنی سنائی کہانیاں ہیں زبان کی خوش بیاباں ہیں
 وہ جانفشانی کہاں ہے باقی جو ہیں وہ بس گل فشاں ہیں
 نہ تجربے کی فغاں کا سامع نہ ذوق عقبے کا کوئی طامع
 نئی نگاہیں نئے مناظر زمانہ ہے اور جوانیاں ہیں
 یہ ہمت ہیں بالکل ذلیل و احقر جنہیں بصیرت نہیں اے اکبر
 انہیں سے ان کا غرور ہے یہ انہیں سے یہ لن ترانیاں ہیں

☆☆﴿۴۳۰﴾☆☆

ہرگز نہ لپیں بے دینی سے اور شرک کی ضد پرتن جائیں
 اللہ کے جتنے بندے ہیں ہے فرض کہ بھائی بن جائیں

اللہ و نبی کی مرضی ہے یعنی یہ مسلمان آپس میں
 دشمن بھی جو ہیں وہ دوست بنیں روٹھے بھی جو ہیں وہ من جائیں
 ہر چند کہ ان پر تنگی ہو کتنا ہی ہوا کا رُخ بدلے
 طاعت کو مقدم گردانیں اور نیک عمل پر ٹھن جائیں

☆☆﴿۴۳۱﴾☆☆

انکشافِ رازِ ہستی عقل سے ممکن نہیں
 متصل ہو سطحِ ظاہر سے یہ وہ باطن نہیں

☆☆﴿۴۳۲﴾☆☆

قابلِ رو پیشِ دانش مند یہ مضمون نہیں
 ہر زباں ہر گفتنی کے واسطے موزوں نہیں

☆☆﴿۴۳۳﴾☆☆

بے گانگی نہیں ہے بس اتنی دوستی ہے
 میں اُن کو جانتا ہوں وہ مجھ کو جانتے ہیں

☆☆﴿۴۳۴﴾☆☆

”دیکھ کر وہ مجھ کو وہ کہتے ہیں کہ اچھے تو رہے“
 ”زندہ ہیں سانس لئے جاتے ہیں اچھے کی ہیں“
 خوب اکبر نے یہ اڑائی تان
 دین ہے آنکھ اور مذہب کان

☆☆﴿۴۳۵﴾☆☆

غم خانہ جہاں سے آگاہ ہو چکا ہوں
 داغوں سے دل بھرا ہے کتنوں کو رو چکا ہوں

☆☆﴿۲۳۶﴾☆☆

کیا خوشی سے ہم آہ کرتے ہیں
کیوں وہ ایسی نگاہ کرتے ہیں
پھیرتے ہیں نگاہ دنیا سے
آنکھ کو رو براہ کرتے ہیں

☆☆﴿۲۳۷﴾☆☆

خوشی سے واہ کرتا ہوں نہ غم سے آہ کرتا ہوں
محل حیرت کا ہے بس اللہ ہی اللہ کرتا ہوں
قناعت ہے مری دولت دیانت ہے مری عزت
نہ حرص مال رکھتا ہوں نہ فکر جاہ کرتا ہوں

☆☆﴿۲۳۸﴾☆☆

دنوی کاموں کے گو ہیں قاعدے
قاعدوں کا قاعدہ کوئی نہیں
جو مشیت اس کی ہے وہ قاعدہ
بحث کیجئے فائدہ کوئی نہیں

☆☆﴿۲۳۹﴾☆☆

جیسا موسم ہو مطابق اس کے میں دیوانہ ہوں
مارچ میں بہل ہوں جولائی میں پروانہ ہوں
حال میرا پوچھتے ہیں کیا یہ مستقبل طلب
کشتہ ماضی ہوا ہوں صرف اک فسانہ ہوں

☆☆﴿۲۴۰﴾☆☆

اب اپنے دل کو بجز غم کے کوئی راہ نہیں
 خدا کا شکر یہی ہے کہ غم گناہ نہیں
 اب اپنے دل کی عقیدت پہ رحم آتا ہے
 یہ دیکھتا ہوں کہو ہ آپ کی نگاہ نہیں
 مرے سکوت پہ غصہ نہ کیجئے اللہ
 نفاق ہے جرم خموشی تو کچھ گناہ نہیں

☆☆﴿۴۴۱﴾☆☆

دن گزرتے ہی چلے جاتے ہیں
 لوگ مرتے ہی چلے جاتے ہیں
 جانتے ہیں کہ یہ غفلت کے ہیں کام
 پھر بھی کرتے ہی چلے جاتے ہیں

☆☆﴿۴۴۲﴾☆☆

چرخ سے کچھ امید تھی ہی نہیں
 آرزو میں نے کوئی کی ہی نہیں
 چاہتا تھا بہت سی باتوں کو
 مگر افسوس اب وہ جی ہی نہیں
 جرأت عرض حال کیا ہوتی
 نظر لفظ اُس نے کی ہی نہیں
 اس مصیبت میں دل سے کیا کہتا
 کوئی ایسی مثال تھی ہی نہیں
 آپ کیا جانیں قدر ”یا اللہ“

جب مصیبت کوئی پڑی ہی نہیں
 شرک چھوڑا تو سب نے چھوڑ دیا
 میری کوئی سوسائٹی ہی نہیں
 مذہبی بحث میں نے کی ہی نہیں
 فالو عقل مجھ میں تھی ہی نہیں
 پوچھا اکبر ہے آدمی کیسا
 ہنس کے بولے وہ آدمی ہی نہیں

☆☆﴿۲۲۳﴾☆☆

جلوہ ساقی دے جان لئے لیتے ہیں
 شیخ جی ضبط کریں ہم تو پے لیتے ہیں
 دل میں یاد ان کی جو آتے ہوئے سُرماتی ہے
 درد اُٹھتا ہے کہ ہم آ کر کئے لیتے ہیں
 دورِ تہذیب میں پریوں کا ہوا دورِ نقاب
 ہم بھی اب چاک گریباں کو سے لیتے ہیں
 خود کشی منع خوشی گم یہ قیامت ہے مگر
 جینا ہی کتنا ہے اب خیر جے لیتے ہیں
 لذت وصل کو پروانے سے پوچھیں عشاق
 وہ مزا کیا ہے جو بے جان دیئے ، لیتے ہیں

☆☆﴿۲۲۴﴾☆☆

دیر میں عاشقوں پہ ظلم یہ ہے
 بعد مرنے کے بھی جلاتے ہیں

جب تمہارا خیال آتا ہے
 ساری دنیا کو بھول جاتے ہیں
 مجھ کو پوچھنا ہے اکبر سے
 یہ کبھی ہوش میں بھی آتے ہیں

☆☆﴿۴۴۵﴾☆☆

بزرگیوں کے مقابلے میں نلک کے برچھے تنے ہوئے ہیں
 یہی سبب ہے جناب اکبر جو طفل ناداں بنے ہوئے ہیں
 مرے اشعار رنگیں آپ کے سننے کے قابل ہیں
 اسی گلزار کے ہیں پھول جو چننے کے قابل ہیں

☆☆﴿۴۴۶﴾☆☆

نلک کی گردش سے آج ہم کیا خراب و خستہ بڑے بڑے ہیں
 اجڑ گئے ہیں مگر کریں کیا جہان بے تھے وہیں پڑے ہیں
 نہ پائمانی سے ہے حفاظت نہ حس و حرکت کی ہم میں طاقت
 ہوئے ہیں سایہ اگر گرے ہیں بنے ہیں دیوار اگر کھڑے ہیں
 حرم کی صف میں شریک ہو کر نماز پڑھنے کا شوق رخصت
 بتان ترسا کی جلوہ گاہوں میں دست بستہ مگر کھڑے ہیں

☆☆﴿۴۴۷﴾☆☆

چال دنیا کی تمہیں محسوس ہو دشوار ہے
 یہ زمیں چلتی ہے تیزی سے مگر ہلتی نہیں
 دل کے جو دشمن ہیں ان کے شوق میں رہتی ہے آنکھ
 جان کا مالک جو ہے اس سے نظر ملتی نہیں

☆☆﴿۲۲۸﴾☆☆

زندگی کہتی ہے دنیا سے تو اپنا دل لگا
موت کہتی ہے کہ ایسی دل لگی اچھی نہیں
چاہتے ہو تم کسی کو چاہتا ہو وہ تمہیں
زندگی یہ ہے نہیں تو زندگی اچھی نہیں

☆☆﴿۲۲۹﴾☆☆

اس کی باتوں سے سمجھ رکھا ہے تم نے اسے خضر
اس کے پاؤں کو تو دیکھو کہ کدھر جاتے ہیں

☆☆﴿۲۵۰﴾☆☆

اٹھے تو بہت ہیں بہر مدد اس پر بھی تو لیکن غور کرو
شیطان کے حامی کتنے ہیں اللہ کے پیارے کتنے ہیں

☆☆﴿۲۵۱﴾☆☆

ان کے دل میں جو کچھ آتا ہے وہ کہہ جاتے ہیں
ہم بھی سن لیتے ہیں منہ دیکھ کے رہ جاتے ہیں

☆☆﴿۲۵۲﴾☆☆

کھانے پینے سے جو ہوتی زندگی مرتا ہی کون
سچ یہ ہے زندہ فقط اللہ کی مرضی سے ہوں

☆☆﴿۲۵۳﴾☆☆

خدا کی جاد میں دینائے دوں سے منہ جو موڑے ہیں
وہی انسان اچھے ہیں مگر افسوس تھوڑے ہیں

☆☆﴿۲۵۴﴾☆☆

جہاں ہستی ہوئی محدود لاکھوں بیج پڑتے ہیں ۲۸

عقیدے عقل عنصر سب کے سب آپس میں لڑتے ہیں

☆☆﴿۲۵۵﴾☆☆

گم ہیں نظر سے نورِ حقیقت کی ہستیاں
اندھیر ہیں حواس کی ظاہر پرستیاں

☆☆﴿۲۵۶﴾☆☆

کورس تو لفظ ہی سکھاتے ہیں
آدمی آدمی بناتے ہیں
جستجو ہم کو آدمی کی ہے
وہ کتابیں عبث منگاتے ہیں
دہر نے نشترِ غم دل پہ مرے مارے ہیں
شعر رنگیں یہ نہیں خون کے فوارے ہیں

☆☆﴿۲۵۷﴾☆☆

فلسفی تجربے کرتا تھا ہوا میں رخصت
مجھ سے وہ کہنے لگا آپ کدھر جاتے ہیں
کہہ دیا میں نے ہوا تجربہ مجھ کو تو یہی
تجربہ ہو نہیں چکتا ہے کہ مر جاتے ہیں

☆☆﴿۲۵۸﴾☆☆

دل بیتاب نے کیا کیا دکھائے ہیں مجھے عالم
یہ پُرزہ بھی قیامت ہے خدا کے کارنے میں

☆☆﴿۴۵۹﴾☆☆

اوروں پہ جب ہے وعظ تو پہلی صدی میں ہیں
اپنی غرض ہے جب تو نئی جنتری میں ہیں

☆☆﴿۴۶۰﴾☆☆

ستم کی کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں
یہ اُن کی بدگمانی ہے کہ فریادی سمجھتے ہیں

☆☆﴿۴۶۱﴾☆☆

آج جو کفر سے مصروف ہیں سرگوشی میں
ہوش آئے گا انھیں موت کی بے ہوشی میں
عشق پاتا ہی نہیں موقع فریاد بجا
حسن کو دخل بہت کچھ ہے ستم پوشی میں

☆☆﴿۴۶۲﴾☆☆

ہمارے بارغ میں پیڑ اب کہاں مانی لگاتے ہیں
انھوں نے بھی تو دیکھا یہ فقط ڈالی لگاتے ہیں

☆☆﴿۴۶۳﴾☆☆

ہمارے دم سے تابندہ بتوں کے بالے بُندے ہیں
ہمیں نے ان کو چکایا ہمیں دوزخ کے کندے ہیں

☆☆﴿۴۶۴﴾☆☆

بس اللہ اللہ ہی بہتر ہے اللہ کے وعدے سچے ہیں
نبیوں ہی کی باتیں سچی ہیں اس وقت کے لیڈر کچے ہیں

☆☆﴿۴۶۵﴾☆☆

مستی موسم میں کہتا ہے پہیلا پنی کہاں
سب یہی کہتے مگر ہر اک نے ایسی پنی کہاں

☆☆﴿۴۶۶﴾☆☆

فلک مشتاق پیہم نئی دنیا بسانے میں
زمیں کو دیر کیا گزرے ہوؤں کو بھول جانے میں

☆☆﴿۴۶۷﴾☆☆

دوستوں کے ساتھ اگلی گرم جوشی اب کہاں
خونِ دل پیٹا پڑا ہے بادہ فوشی اب کہاں
باغباں کانٹوں میں الجھانے کا رکھتا ہے خیال
صحرا گلشن میں بہار گل فروشی اب کہاں

☆☆﴿۴۶۸﴾☆☆

فوجِ خدا نہیں تو دُعا ہی کے ساتھ ہیں
ملنے نہیں نبی تو خدا ہی کے ساتھ ہیں
تم بہتری کی فکر کرو بزمِ غیر میں
عزالت میں ہم تو اپنی تباہی کے ساتھ ہیں
دل ہ ہے جو فریبِ نظر کو سمجھ سکے
آنکھیں وہ ہیں جو ژرف نگاہی کے ساتھ ہیں
ترکِ وفا کے ہو گئے عامزمِ نیاز مند
حضرت ہنوز مازو ادا ہی کے ساتھ ہیں
علمی ترقیوں سے زباں تو چمک گئی
لیکن عملِ فریب و دغا ہی کے ساتھ ہیں

☆☆﴿۴۶۹﴾☆☆

میکدے میں روکے ہم تقویٰ کو راضی کیا کریں
محتسب کی جب قضا آجائے قاضی کیا کریں
حال ہی سے لے مدد یا حی یا قیوم پڑھ
ہسٹری تو ہو چکی ایام ماضی کیا کریں

☆☆﴿۴۷۰﴾☆☆

زبانیں شاخ طوبے اور دل غفلت کے تھالے ہیں
بہت ہے اللہ اللہ کم مگر اللہ والے ہیں

☆☆﴿۴۷۱﴾☆☆

امید دل میں نہیں سانس ہی ہے سینے میں
مجھے تو اب کوئی لذت نہیں ہے جینے میں

☆☆﴿۴۷۲﴾☆☆

جوشِ خاطر کو سبیلِ حق نما ملتی نہیں
جانِ حاضر ہے مگر راہِ خدا ملتی نہیں

☆☆﴿۴۷۳﴾☆☆

کون پاستا ہے مکرماتِ دنیا سے نجات
زندگی جب تک ہے جھڑے زندگی کے ساتھ ہیں

☆☆﴿۴۷۴﴾☆☆

درد تو موجود ہے دل میں دوا ہو یا نہ ہو
بندگی حالت سے ظاہر ہے خدا ہو یا نہ ہو
جھومتی ہے شاخِ گل کھلتے ہیں غنچے و مہدم

با اثر گلشن میں تحریک صبا ہو یا نہ ہو
 وجد میں لاتے ہیں مجھ کو بلبلوں کے زمزمے
 آپ کے نزدیک بامعنی صدا ہو یا نہ ہو
 کر دیا ہے زندگی نے بزم ہستی میں شریک
 اس کا کچھ مفقود کوئی مدعا ہو ا نہ ہو
 کیوں سول سرجن کا آنا روکتا ہے ہمنشیں
 اس میں ہے اک بات آنر کی شفا ہو یا نہ ہو
 مولوی صاحب نہ چھوڑیں گے خدا گو بخش دے
 گھیر ہی لیں گے پولس والے سزا ہو یا نہ ہو
 ممبری سے آپ پر تو وارنش ہو جائے گی
 قوم کی حالت میں کچھ اس سے جلا ہو یا نہ ہو
 معترض کیوں ہو اگر تجھے تمہیں صیاد دل
 ایسے گیسوں ہوں تو شبہ دام کا ہو یا نہ ہو
 غم میں ہوتا ہی ہے کچھ امید فروا سے سکوں
 وائے بر حالش جسے امید فروا بھی نہ ہو
 محترز فریاد سے ہوں زیر لب کرتا ہوں آہ
 آپ کی مرضی یہ ہے شاید کہ اتنا بھی نہ ہو
 رہ گئے وہ پوچھ ہی کر جس کو اس کو ہے گا
 اس کے دل سے پوچھیے جس کو کہ پوچھا بھی نہ

☆☆﴿۴۷۵﴾☆☆

حال دل کس سے کہوں پوچھنے والا بھی تو ہو

کن امیدوں پہ جیوں کوئی سہارا بھی تو ہو
 سب کے کھینچے کے نہیں عالمِ دل کے نقشے
 کبھی گزرے ہوں ادھر سے کبھی دیکھا بھی تو ہو
 دل ہی باقی نہیں اے دوست مضامین کیسے
 آپ موتی کے طلب گار ہیں دریا بھی تو ہو
 بندگی میں تو ہے وہ لطف جو شاہی میں نہیں
 دل سے کوئی مگر اللہ کا بندہ بھی تو ہو
 کون کہتا ہے جنوں میں مجھے کامل اکبر
 مگر انصاف کہے گا کوئی اتنا بھی تو ہو

☆☆﴿۴۷۶﴾☆☆

اڑ جاتا ہے رنگِ عاشقی گلزارِ دنیا سے
 عجب کیا بےہل تصویر بھی اک روز عنقا ہو

☆☆﴿۴۷۷﴾☆☆

اگر ملا نہیں ملنے کا آسرا ہے تو
 ہمیں اسی میں ہے تسکینِ دل خدا ہے تو
 اجل کو دیکھ کے زیرِ نلک قرار آیا
 مصیبتوں کی بالآخر اک انتہا ہے تو

☆☆﴿۴۷۸﴾☆☆

چھٹیویں صدی کی بدیاں کب تک گنا کرو گے
 تم بیسویں صدی کی نیکی کا جائزا لو
 نیت کو اپنی دیکھو اعمال اپنے جانچو

دوزخ بنو نہ سب پر جنت کا راستا لو

☆☆﴿۲۷۹﴾☆☆

مسجد میں خدا خدا کئے جاؤ
مایوس نہ ہو دعا کئے جاؤ
ہرگز نہ قضا کرو نمازیں
مرتے مرتے ادا کئے جاؤ
سمجھو یہ وقت امتحان ہے
ہوں بھی جو ستم وفا کئے جاؤ
کتنا ہی ہو وقت بے حجابی
تم پیروی حیا کئے جاؤ
امید شفا خدا سے رکھو
کیوں ترک کرو دوا کئے جاؤ

☆☆﴿۲۸۰﴾☆☆

یہ نہیں کہتا کہ ایسا ہی ہو اور ایسا نہ ہو
یہ دعا ہے ان حوادث کی مجھے پروا نہ ہو
دل امید و بیم روا سے نہ ہو زیرو زبر
ہے یہی کافی حصول مدعا ہو یا نہ ہو

☆☆﴿۲۸۱﴾☆☆

ہرگز نہ سمجھ مستقل اس انقلاب کو
رکھ راہ راست بھونکنے دے ان کلاب کو

☆☆﴿۲۸۲﴾☆☆

ہوں میں پروانہ مگر شمع تو ہو رات تو ہو
 جان دینے کو ہوں موجود کوئی بات تو ہو
 دل بھی حاضر سر تسلیم بھی خم کو موجود
 کوئی مرکز ہو کوئی قبلہ حاجات تو ہو
 دل تو بے چین ہے اظہار ارادت کے لیے
 کسی جانب سے کچھ اظہار کرامات تو ہو
 دلکش بادہ صافی کا کیسے ذوق نہیں
 باطن افروز کوئی پیر خرابات تو ہو
 گفتنی ہے دل پر درد کا قصہ لیکن
 کس سے کہیے کوئی مستنصر حالات تو ہو
 داستان غم دل کون کہے کون سنے
 بزم میں موقع اظہار خیالات تو ہو
 وعدے بھی یاد دلاتے ہیں گلے بھی ہیں بہت
 وہ دکھائی بھی تو دین ان سے ملاقات تو ہو
 عدم نشو و نما سے نہ کہو ختم کو بد
 وقت بالیدگی نخل و نباتات تو ہو
 کوئی واعظ نہیں فطرت سے بلاغت میں سوا
 مگر انسان میں کچھ فہم اشارات تو ہو
 بابوؒ صاحب کا ہے یہ شکوہ افلاس بجا
 سچ تو کہتے ہیں کہ مچھلی نہ سہی بھات تو ہو

نظر اللہ پہ رکھ ہو نہ پریشاں اکبر
لے مصلے کو ذرا صرف مناجات تو ہو

☆☆﴿۲۸۳﴾☆☆

قوتِ نشوونما اس میں بھی ہے اس میں بھی ہے
خواہ شاخ پر ثمر ہو خواہ شاخ بید ہو

☆☆﴿۲۸۴﴾☆☆

وہ ملے اکبر سے دنیا جس کے دل پر سرد ہو
عیش و آرز کا طلبگار اس کا کیوں ہمدرد ہو
پھول جب کھلا گیا پھر کیا تکلف کی اُمٹ
ہم بغل اس سے ہوا ہو یا چمن کی گرد ہو
جب بہار آئی تو ہر رنگ اپنی شوخی میں ہے مست
ہر گل رنگیں ہے دلکش سرخ ہو یا زرد ہو

☆☆﴿۲۸۵﴾☆☆

پاؤں پھیلاؤ نہ اتنا بے خطر اے خود سرو
خوف حق کم ہے تو قانونِ فنا ہی سے ڈرو
قابلِ دریافت راز ہستی پروانہ ہے
کیوں اسے یہ حکم فطرت ہے جلو تڑپو مرو
خود کشی کی ہم تمہیں دیتے نہیں اکبر صلاح
لیکن اپنی زندگی دنیا پہ ظاہر کیوں کرو

☆☆﴿۲۸۶﴾☆☆

میں تو اٹھتا ہوں توکل علی اللہ کہہ کر

نہیں ہوتا جو میرا مددگار نہ ہو
ذلت و رنج کا خوگر مجھے کر دے اے حرص
یا ضرورت سے زیادہ کی طلب گار نہ ہو

☆☆﴿۲۸۷﴾☆☆

ایسی بزموں سے جو پھل پانے کی رکھتا ہے اُمید
کیا شجر سمجھا ہے اُس نے برگ کے انبار کو

☆☆﴿۲۸۸﴾☆☆

ترکیبِ دعا کے لیے پیروں کے ہو پیرو
جب وقتِ دعا ہو تو خدا ہی کو پکارو
محفوظ ہو شرک سے ہادی کو بھی مانو
میرا تو یہی قول ہے سن لو اسے یارو

☆☆﴿۲۸۹﴾☆☆

یہ چاہتا ہوں طبیعت کو انتشار نہ ہو
کسی پہ بار نہ ہوں کوئی مجھ پر بار نہ ہو

☆☆﴿۲۹۰﴾☆☆

یہ کیا ضرور ہے کہ ہمیشہ بڑے رہو
کہتا ہے اب یہ چرخ کہ کھاؤ پڑے رہو
اے شیخ ہم ہیں خوش جو رہو تم ہمارے پاس
مشکل ہے یہ مگر کہ کہیں بے لڑے رہو
ممتاز راستی سے ہوئے ہیں چمن میں سرد
یہ بھی مگر ہے حکم کہ یونہی کھڑے رہو

☆☆﴿۴۹۱﴾☆☆

بے مثل بلخ اس کو سمجھو
فطرت کی زبان حس کو سمجھو

☆☆﴿۴۹۲﴾☆☆

با اثر قوت عمل کی سو میں ہو یا دس میں ہو
سب سے پہلی شرط یہ ہے اتفاق آپس میں ہو

☆☆﴿۴۹۳﴾☆☆

اٹھ جاؤں سامنے سے جو کچھ شک ہو آپ کو
آئینہ اور حسن مبارک ہو آپ کو

☆☆﴿۴۹۴﴾☆☆

بار دل پاتا ہوں اپنی ہستی غمناک کو
حس لذت سے ہے یاس اب قوتِ ادراک کو
بے تمیزی حس کی ہے اور نقشِ محسوسات ہے
دیکھتا ہے کون حسنِ صفیرِ ادراک کو
طالبِ دنیا نسیمِ عشق سے بیگانہ ہے
نفس سے کیا واسطہ ایسی ہوائے پاک کو

☆☆﴿۴۹۵﴾☆☆

ہر لحظہ جس کی یاد تمہیں ہے جس کا خیال اتنا دل کو
دیکھو ہی گے اے اکبر اکِ دن اس ماضی کے مستقبل کو
ذروں کو ملا کر ذروں سے صنائی کی عزت پاتے ہو تم

کس وجہ کا حق حاصل ہے انھیں جو دل سے ملاتے ہیں دل کو

☆☆﴿۴۹۶﴾☆☆

قاصد ملا جب ان سے وہ کھیلے تھے پولو
محظ رکھ لیا یہ کہہ کر اچھا سلام یولو
روٹی مل جو سکھ سے کافی ہے اللہ اللہ
خلعت کدہ ہے دنیا ہر شے کو کیوں ٹٹولو

☆☆﴿۴۹۷﴾☆☆

شوق بکلی سوا تیز ہے کامل بھی تو ہو
دل کی تاثیر میں کیا شک ہے مگر دل بھی تو ہو
ناز دنیا کا اٹھانے کی ضرورت تسلیم
طبع نازک کو کروں کیا متحمل بھی تو ہو

☆☆﴿۴۹۸﴾☆☆

ہسٹری کی کیا ضرورت دین کی تعلیم کو
انجم و شمس و مقرر کافی تھے ابراہیم کو
انتظام و قبضہ دنیا نہیں ہے جب سپرد
گوشتِ دل پھر کیوں سنے غونائے ہفتِ اقلیم کو
جس نے چھوڑا شوقِ جاہ و مال میں ذکرِ خدا
وہ حقیقت میں اٹھا شیطان کی تعظیم کو
رشتک وہ ہے اتحادِ ذرہ ہائے گردِ یاد
ایک ساتھ اٹھے ہوئے دہر کو تعظیم کو
مجلسِ نسواں میں دیکھو عزتِ تعلیم کو

پردہ اٹھا چاہتا ہے علم کی تعظیم کو

☆☆﴿۴۹۹﴾☆☆

چھاپے کی تقویت پر لیڈر بنو نہ اکبر
اپنی بساط دیکھو اپنا مقام دیکھو
ان کا مرا تعلق ہے اس سے صاف ظاہر
ان کا اشارہ دیکھو میرا سلام دیکھو

☆☆﴿۵۰۰﴾☆☆

قاعدوں میں حسن معنی گم کرو
شعر میں کہتا ہوں جے تم کرو

☆☆﴿۵۰۱﴾☆☆

حدیث و فقہ پڑھ کر شیخ بنا خوب ہے لیکن
زمین و آسمان کو دیکھ کر پہلے مسلمان ہو

☆☆﴿۵۰۲﴾☆☆

ساتھی ملی جب ایسے نازک خیالیاں کیا
سینا ہے جب گوی کا سونے مہین کیوں ہو

☆☆﴿۵۰۵﴾☆☆

یوں جلد نہ رخصت ہو جو گل باغ سے چن لو
انصاف یہ کہتا ہے کہ بلبل کی بھی سن لو

☆☆﴿۵۰۴﴾☆☆

دنیا میں مصیبت جاتا ہے ہر اک نے اجل کے آنے کو
ہم نے تو تماشا سمجھا ہے اس بھیڑ میں گم ہو جانے کو

☆☆﴿۵۰۵﴾☆☆

تم ملو نہ ملو مجھ سے منو یا نہ منو
ساتھ رہنا ہے اسی ملک میں اے ہم وطنو
اہل مغرب سے بھی کہتا ہوں مبارک ہو یہ قد
آساں نگ ہو تم پر مگر اتنا نہ تنو

☆☆﴿۵۰۶﴾☆☆

جہاں کی بات ہو اکبر اسے جا کر وہیں دیکھو
غرض اخبار کے تم صفحہ روئے زمیں دیکھو

☆☆﴿۵۰۷﴾☆☆

کسی کو بھی کسی سے کچھ نہیں اس باب میں جھڑا
کرو تم حصیان پر پریشتر کا دل کو اس کا درشن ہو
مگر مشکل تو یہ ہے نام سب لیتے ہیں مذہب
غرض لیکن یہ ہوتی ہے جتنا ہو اور بھوجن ہو

☆☆﴿۵۰۸﴾☆☆

نورِ عبرت سے منور ہیں دل و چشم و دماغ
آپ تاریک نہ سمجھیں مرے ویرانے کو

☆☆﴿۵۰۹﴾☆☆

دل پہ مشکل کر دیا دنیا نے اب حکمین کو
سہل کر مجھ پر الہی اپنے سچے دین کو

☆☆﴿۵۱۰﴾☆☆

دل وہ اچھا ہو جو محو چشم یار

شعر وہ اچھا کہ جس پر صاد ہو

☆☆﴿۵۱۱﴾☆☆

جو اصل کار دیں ہے وہ فقط وحدت فقط اک ہو
مذہب کو بہت جانچا بس اپنے منہ میاں مٹھو
جو سچی بات تھی کہہ دی وہ میں نے وہ ہی مصرعوں میں
پڑھیں اب اپنی تصنیفوں کو لا کر پیرو و حسو

☆☆﴿۵۱۲﴾☆☆

خوب یہ بات کہی اس نے پکارو اس کو
بد دعا سانپ کو کیا دیتے ہو مارو اس کو

☆☆﴿۵۱۳﴾☆☆

جس صحبت کے تم اہل نہ ہو
اس صحبت میں شرکت نہ کرو

☆☆﴿۵۱۴﴾☆☆

خوب لڑوا یا بہم دل کھول کر
مار ڈالا رادیوں نے قوم کو

☆☆﴿۵۱۵﴾☆☆

نہیں مزا صرف اسی میں اکبر کہ قافیوں کی روا روی ہو
غزل اگر ہو تو عاشقانہ جو مثنوی ہو تو معنوی ہو
کہو یہ اکبر سے بیٹھ چکا حرم کے اندر خدا خدا کر
ہر ایک کا یہ مشن نہیں ہے کہ دیر دنیا میں غزنوی ہو

☆☆﴿۵۱۶﴾☆☆

شرک چاہے بہائے میرا لہو
میں نہ چھوڑوں گا لا شریک نہ

☆☆﴿۵۱۷﴾☆☆

خونخمل کی بہت خوب ہے لیکن انساں
علم کو ڈھونڈ کے اس کا متحمل کیوں ہو

☆☆﴿۵۱۸﴾☆☆

تابع ہوں ہادیان طریق صواب کا
لیکن طلب کروں گا خدا کی پناہ کو
اس کے خلاف آپ کی بخشش ہیں مادرست
فرمائیے چراغ کو دیکھو کہ راہ کو

☆☆﴿۵۱۹﴾☆☆

نام خدا زبان پہ گو ہے دعا کے ساتھ
ممکن نہیں خیال خدا ماسوا کے ساتھ
اس دیر بے ثبات میں اللہ کو نہ بھول
بدلا نہ کرتوں کی نگاہ و ادا کے ساتھ
اظہار وجد کے لیے محفل کی کیا تلاش
بن خاک راہ مانج لیا کر ہوا کے ساتھ
وہ بت کرم کے ساتھ ہو یا ہو جفا کے ساتھ
ہم ہیں خدا کے ساتھ رہیں گے خدا کے ساتھ

☆☆﴿۵۲۰﴾☆☆

سن لیجئے بس یہ چند الفاظ کہنا مجھ کو نہیں ہے اب کچھ

ہر اک کو ہی صبر کی ضرورت کوئی نہیں چوپائے سب کچھ

☆☆﴿۵۲۱﴾☆☆

عیش دنیا کار ہے شوق سے اغیار کے ساتھ
دل مرا شاد ہے سینے میں غم یار کے ساتھ
کام نکلے گا نہ اے دوست کتب خانوں سے
رہتے کچھ روز کسی محرم اسرار کے ساتھ

☆☆﴿۵۲۲﴾☆☆

مادہ ہی نہیں الفت کا بت بے دین میں
مجھ کو کچھ رشک نہیں ہے وہ رہے غیر کے ساتھ

☆☆﴿۵۲۳﴾☆☆

بڑھاتا جاتا ہے ضعف اپنا زور آہستہ آہستہ
لئے جاتی ہے پیری سوئے گور آہستہ آہستہ
تمہاری احتیاطیں مطمئن کرتی نہیں مجھ کو
سمجھتا ہوں قدم رکھتا ہے چور آہستہ آہستہ

☆☆﴿۵۲۴﴾☆☆

سینہ پر غم ہے دل کے چور کے ساتھ
نس رہا ہوں مگر حضور کے ساتھ
مرا احسان کیوں نہ ہو مغموم
شکر ادا کرتے ہیں غرور کے ساتھ
خضر تو رہبری کو تھے موجود
راہ چل دی مگر حضور کے ساتھ

سونے جاتے ہیں قبر میں اکبر
اب انھیں گے صدائے صور کے ساتھ

☆☆﴿۵۲۵﴾☆☆

کیا جلوے ہیں اس کے پیش نظر سبحان اللہ سبحان اللہ
یہ ارض و سماں یہ شمس و قمر سبحان اللہ سبحان اللہ
ہر آن کا ہے اک رنگ نیا ہر رنگ کی ہے اک شان جدا
وحدت کا شجر کثرت کے ثمر سبحان اللہ سبحان اللہ
یہ زمزمہ ہائے مرغ چمن یہ نشوونمائے سرو سمن
یہ سبزہ گل یہ سنبل تر سبحان سبحان اللہ
یہ ابر رواں یہ برق تپاں یہ پر تو انجم نور فشاں
یہ پردہ شب یہ حسن سر سبحان اللہ سبحان اللہ
اس درجہ ترقی خاک کو دی وہ ہوش میں آ کر شوق بنی
اس شوق کا خود منظور نظر سبحان اللہ سبحان اللہ
بس جاگیں اس میں سانس تری ہو جائے گا تو پاکیزہ نفس
دن رات کہا کر اے اکبر سبحان اللہ سبحان اللہ

☆☆﴿۵۲۶﴾☆☆

اکبر اس فطرت خاموش کو بے حس نہ سمجھ
ہاں بصیرت سے تمہی دیدہ نرگس نہ سمجھ
راحت زیت کے سامان سے دھوکے میں نہ آ
امتحان گاہ کو تو عیش کی منزل نہ سمجھ
جاہ و منصب میں نظر عاقبت کار پہ رکھ

خاتمہ جس کا ہو افسوس اسے آفس نہ سمجھ
 صبر کے ساتھ مصیبت میں جو ہو حسن عمل
 بہر انجام یہ امرت ہے اسے بس نہ سمجھ
 دل کا دنیا کی امیدوں سے بہلانا ہے برا
 زندگی تلخ کریں گی انہیں مونہ نہ سمجھ

☆☆﴿۵۲۷﴾☆☆

خدا سے غافل اور اس پر یہ نعمت دنیا
 اسی کی شان ہے احسان ناپاس کے ساتھ
 کہاں جہنم و جنت کہاں عذاب و ثواب
 دل اب تو رہتے ہیں کلج کے فیصل پاس کے ساتھ
 قدم بہت نہ بڑھا غیر کے قیاس کے ساتھ
 وہ خوب ہے جو رہے اپنے ہی حواس کے ساتھ

☆☆﴿۵۲۸﴾☆☆

انسان نے انسان سے کی جنگ ہمیشہ
 دنیا کے نظر آئے یہی رنگ ہمیشہ

☆☆﴿۵۲۹﴾☆☆

دنیا میں لطف زیست ہے طول اہل کے ساتھ
 پیری میں اب کہاں وہ خیال اہل کے ساتھ

☆☆﴿۵۳۰﴾☆☆

کوئی عرب کے ساتھ ہو یا ہو عجم کے ساتھ
 کچھ بھی نہیں ہے تیغ نہ ہو جب قلم کے ساتھ

☆☆﴿۵۲۱﴾☆☆

جویائے راز حسن ازل سے کہے کوئی
سن صوتِ سرمدی کو کلامِ مہیں کو دیکھ
ارشاد ہے کہ شرک نہ کر اور نماز پڑھ
معنی یہ ہیں کسی کو نہ دیکھ اور ہمیں کو دیکھ

☆☆﴿۵۲۲﴾☆☆

گو سانس چل رہی ہے خواں اب نہیں جہندہ
مشرق بہ دستِ مغربِ مرنہ بدستِ زندہ

☆☆﴿۵۲۳﴾☆☆

زورِ بازو نہیں تو کیا اسٹیج
ہاتھ بھی دے خدا زبان کے ساتھ
کون جانے یہ قبر ہے کس کی
نام رہتا نہیں نشان کے ساتھ
آپ گنوائیں شہد و شیر و کباب
یاں نمک بھی نہیں ہے نان کے ساتھ
اس زمانے میں غیرتِ ملت
رہتی ہے جان کی امان کے ساتھ

☆☆﴿۵۲۴﴾☆☆

جو یہ سچ ہو کہ جو چاہوں وہی ہو
تو چاہوں گا وہی ہونا ہے جو کچھ
ہنساتے ہیں وہ کیوں غیروں کو مجھ پر

یہی رونا ہے اب رونا ہے جو کچھ

☆☆﴿۵۳۵﴾☆☆

کچھ پتا اللہ کی مرضی کا پا جائے گا تو
حالت موجودہ کا کیا اقتضا ہے اس کو دیکھ

☆☆﴿۵۳۶﴾☆☆

لاکھ نظریں میں دکھا دوں کہ جو ہیں جانب بت
ایک دل آپ دکھادیں جو ہو اللہ کے ساتھ
تری تنخواہ بڑھی شکر ہے لیکن اے دوست
تیری تو کچھ نہ ترقی ہوئی تنخواہ کے ساتھ

☆☆﴿۵۳۷﴾☆☆

عاشق کی طبع لاکھوں ہی موجوں میں ہے رواں
الفاظ کر سکیں گے نہ ان کا محاصرہ
اے عقل اعتراض سے کچھ فائدہ نہیں
کیوں کرتی ہے زبان سے دل کا مقابلہ

☆☆﴿۵۳۸﴾☆☆

ایں سخن مقبول اہل دل بود ہر آئینہ
بے خودی در سجدہ جا خواہد خودی در آئینہ

☆☆﴿۵۳۹﴾☆☆

کیا ہے جس نے اس عالم کو پیدا اس کو کیا کہیئے
خرد خاموش ہے اور دل یہ کہتا ہے خدا کہیئے
اسی حیرت میں عمریں کٹ گئیں ارباب نیشن کی

کسے اللہ کہئے اور کس کو ماسوا کہئے
 سرا فرازی ہو اوتوں کی تو گردن کلٹئے ان کی
 اگر بندر کی بن آئے توفیض ارتقا کہئے
 مری قرآن خوانی سے نہ ہوں یوں بدگماں حضرت
 مجھے تفسیر بھی آتی ہے اپنا مدعا کہئے
 یہ ان کا کورس کیا کم ہے کہیں بھی کچھ کہوں ان سے
 مری جانب سے بس کالج کے لڑکوں کو دعا کہیے
 نئی ترکیب اب شیطان کو سوچھی ہے اغوا کی
 خدا کی حمد کیجئے ترک بس مجھ کو برا کہئے

☆☆﴿۵۴۰﴾☆☆

اگر میں ہوں تو سب کچھ ہے جو سب کچھ ہے تو جھڑا ہے
 اس میں کی خبر لینا ہے کچھ ہے بھی کہ دھوکا ہے
 جو روز افزوں نہیں ترک تعلق آپ کا اکبر
 تو پھر یہ شاعری کیا واہ واہ کا اک تماشا ہے

☆☆﴿۳۴۱﴾☆☆

معاذ اللہ دور چرخ کیا کیا رنگ لاتا ہے
 جنہیں آتا تھا ہم پر رشک اب ان کو رحم آتا ہے
 نسیم صبح اور کلیاں تو دیکھیں اس گلستان میں
 ہم ایسے دل گرفتوں کو بھی یاں کوئی بناتا ہے

☆☆﴿۵۴۲﴾☆☆

طبع پر عبرت کی بدلی ایک دن چھا جائے گی

شوخی برقی فنا ان کو بھی مڑپا جائے گی
دل نئے ہیں اور تمنائیں ابھی کم عمر ہمیں
رفتہ رفتہ نوجوانوں کو سمجھ آجائے گی

☆☆﴿۵۴۳﴾☆☆

شادی کی کیا خوشی ہے غم کا بھی رنج کیا ہے
وہ بھی تھی ایک بجلی اور یہ بھی اک ہوا ہے
آنکھوں نے خوب دیکھا اور دل نے خوب سمجھا
کچھ بھی نہیں ہے جو کچھ اللہ کے سوا ہے
معنی کا آئینہ ہے اکبر کا یہ لطیفہ
ہنستا بھی اک مرض ہے رونا بھی اک دوا ہے

☆☆﴿۵۴۴﴾☆☆

ایک پاتا ہے ایک کھوتا ہے
ایک ہنستا ہے ایک روتا ہے
سارے اسباب ہیں اسی کے مطیع
جو خدا چاہتا ہے ہوتا ہے

☆☆﴿۵۴۵﴾☆☆

دل کو جنبش نہیں چلتی ہیں زبانیں بے سود
بے عمل علم کی تکرار سے کیا ہوتا ہے
جب قدم راہ طلب میں نہ بڑھے اے اکبر
بیٹھ کر پاؤں ہلانے کا نتیجہ کیا ہے

☆☆﴿۵۴۶﴾☆☆

میں نے تو اپنے دل کو رکا ہے
آپ کو بھی کسی نے ٹوکا ہے

☆☆﴿۵۴۷﴾☆☆

جو کہا میں نے کہ پیار آتا ہے مجھ کو تم پر
ہنس کے کہنے لگے اور آپ کو آتا کیا ہے
عام الزام ہے اکبر پہ کہ بیٹا ہے کیوں
اس کی پرسش نہیں ہوتی کہ یہ کھانا کیا ہے

☆☆﴿۵۴۸﴾☆☆

خدائی تیری ہے ہم بھی ہیں اے خدا تیرے
مصیبتوں میں پکاریں گے سوا تیرے

☆☆﴿۵۴۹﴾☆☆

گزری بہار پھول تماشا دکھا گئے
آنکھیں کھلی ہی رہ گئیں کہ کیا آئے کیا گئے

☆☆﴿۵۵۰﴾☆☆

اکبر جگر افکار ہے رسوا بھی بہت ہے
عزت کے لیے عشق میں اتنا بھی بہت ہے
مطلوب نہیں زینت دنیا کا نظارہ
اب دیکھ بھی سنتا نہیں دیکھا بھی بہت ہے

☆☆﴿۵۵۱﴾☆☆

نشان ظلم مٹا دے مجھے مٹا کے نلک
خدا کے علم کو کیوں کر مٹا سکے گا کوئی

وہ مستغیثوں کی سینے کو آئے تیغ پہ کف
بھلا زبان شکایت ہلا سکے گا کوئی

☆☆﴿۵۵۲﴾☆☆

بار و بارں مدد کریں جس کی
وہی پورا یہاں پہنچتا ہے
ہر طرف سے جو ٹوٹی ہے آس
آدی ہر کام جیتا ہے
گرمی موسم شباب اف اف
یہ سمجھئے کہ جیتا ہے
فرقت دائمی معاذ اللہ
آدی مدتوں ترپتا ہے
لو ٹکنا پڑا سرک کے ساتھ
آج تو میرا گھر بھی پتا ہے

☆☆﴿۵۵۳﴾☆☆

عبث اس زندگی پر غافلوں کا فخر کرنا ہے
یہ جینا کوئی جینا ہے کہ جس کے ساتھ مرنا ہے
جو مستقبل کے شائق ہیں انھیں الجھن مبارک ہو
ہیں تو صرف اب گزرا زمانا یاد کرنا ہے
گل پڑمرہ سے غنچے کو ہمدردی نہیں ممکن
ابھی تو اس کو کھلنا ہے ابھی اس کو سنونا ہے
مرا دل مجھ سے کہتا ہے مرے سینے میں اے اکبر

تعجب ہے کہ رہنا سہل ہے مشکل ٹھہرنا ہے
خدا جانے وہ کیا سمجھے کہ گڑے اس قدر مجھ پر
کہا تھا میں نے اتنا ہی مجھے کچھ عرض کرنا ہے

☆☆﴿۵۵۴﴾☆☆

فطرت میں کہاں وہ شکلیں ہیں جو وہم دکھا دیتا ہے کبھی
فطرت ہی کا جزو اک وہم بھی ہے دل یہ بھی سکھا دیتا ہے کبھی

☆☆﴿۵۵۵﴾☆☆

جہاں کے حادثوں پر اک نہ اک روتا ہی رہتا ہے
مگر جو اقتضا فطرت کا ہے ہوتا ہی رہتا ہے

☆☆﴿۵۵۶﴾☆☆

نہ کھول آنکھ کسی عکس بے بقا کے لیے
صفائے دل پہ نظر رکھ فقط خدا کے لیے
رضا کی شرط یہی ہے کہ کچھ طلب نہ کرو
دعا سے ہاتھ اٹھاتا ہوں میں خدا کے لیے

☆☆﴿۵۵۷﴾☆☆

اے بتو کیا میں بتاؤں مجھے کیا آتا ہے
بس تمہیں سچ سمجھنے میں مزا آتا ہے

☆☆﴿۵۵۸﴾☆☆

کانپ جاتا ہوں جو سنتا ہوں کسی سے زندہ باش
بعد اس غم کے مرا جینے سے ڈرنا دیکھئے
رنج دینے کے لیے کیا کچھ نہیں کرتے حریف

حضرت اکبر کا اس پر کچھ نہ کرنا دیکھئے

☆☆﴿۵۵۹﴾☆☆

شیخ جی کی نظر میں میں ہوں فقط
میری نظروں میں ساری دنیا ہے
بس یہی وجہ ہے کہ اے اکبر
مجھ کو حیرت ہے ان کو غصا ہے

☆☆﴿۵۶۰﴾☆☆

ایک جتنا ہے ایک لپکھتا ہے
کام دنیا کا یونہی چلتا ہے
دل تعلق بڑھا کے پہنچایا
پاؤں پھیلا کے ہاتھ ملتا ہے

☆☆﴿۵۶۱﴾☆☆

غفلت کی ہنسی بھی خوب ہنسا اور رنج میں اکثر رویا بھی
دنیا کو بہت کچھ اے اکبر حاصل بھی کیا اور کھویا بھی

☆☆﴿۵۶۲﴾☆☆

حقیقت زبیت کی پیری میں ہم تجھے تو کیا تجھے
بڑا دھوکا دیا ظالم نے دنیا سے خدا تجھے

☆☆﴿۵۶۵﴾☆☆

ہزار آرائش صدقے ہیں اس کی سادہ وضعی پر
نہیں محتاج فیشن علم نے جس کو سنوارا ہے

☆☆﴿۵۶۴﴾☆☆

کھلتی نہیں کوئی راہ عمل اور وقت گزرتا جاتا ہے
 ابھی ہوئی ہے غفلت میں زباں اور دل ہے کہ مرتا جاتا ہے
 مایوسی نے محفوظ کیا امیدوں کی بے تابی سے
 اب اشک بھی تھمتے جاتے ہیں اور دل بھی ٹھہرتا جاتا ہے

☆☆﴿۵۶۵﴾☆☆

خدا کا نام روشن ہے خدا کا نام پیارا ہے
 دلوں کو اس سے قوت ہے زبانوں کو سہارا ہے
 خدا ہی زمیں و آسمان کا خالق و مالک
 اسی کی قدرت و صنعت نے عالم کو سنوارا ہے
 تماشا اس کی قدرت کا ہے برو بحر میں ہر دم
 اظہر موجیں ہوا کی ہیں اظہر پانی کا دھارا ہے
 اسی کے حکم سے ہے رات دن کی یہ کمی بیشی
 اسی کے حکم کا تابع فلک پر ہر ستارا ہے
 اسی کے حکم سے پھل اور غلے کی ہے پیدائش
 زمیں پر بدلیوں سے اس نے پانی کو اتارا ہے
 اسی کے انتظام و حکم سے موسم بدلتے ہیں
 وہی ہے وقت پر جس نے ہواؤں کو ابھارا ہے
 زمیں پر سبزہ و گل کی نمودیں کیسی پیاری ہیں
 فلک پر چاند سورج کا بھی کیا دلکش نظارا ہے
 کوئی ذرہ نہیں عالم میں اس کے علم سے باہر

جو مرضی اس کی ہے ظل اس میں دے یہ کس کو یارا ہے
 وہی دنیا میں ہے اس زندگی و موت کا خالق
 ہر اک کو اپنی مرضی سے جلایا اور مارا ہے
 دو روزہ زندگی ہے جلا و حشمت پر نہ ہو غافل
 فریدوں ہے نہ کشمیر و سکندر ہے نہ دارا ہے
 یہ جب تک سانس چلتی ہے سمجھتے ہو ہمیں ہم ہیں
 اصل جب سر پہ آ پہنچی تو پھر کیا بس ہمارا ہے
 کرو طاعت خدا کی بس وہی معبود برحق ہے
 اسی کی شان یکتائی جہاں میں آشکارا ہے
 اگر اعمال اچھے ہیں تو پاؤ گے بڑے درجے
 سمجھ لو امتحان اس دار فانی میں تمہارا ہے
 بزرگوں کا ادب اللہ کا ڈر شرم آنکھوں میں
 انھیں اوصاف کی نسبت مذاہب میں اشارا ہے

☆☆﴿۵۶۶﴾☆☆

فقیروں ہی کی سبھا ہے بہتر جو مستمند ہے یہی جنتا ہے
 ہمارے صوفی کا رنگ اچھا کہ جد ہے اور برہم کتھا ہے

☆☆﴿۵۶۶﴾☆☆

وہ اس کو محو کلیسا بنا کے چھوڑیں گے
 اس اونٹ کو خر عیسیٰ بنا کے چھوڑیں گے
 کریں گے شوق سے مسلم غذا میں مے داخل

شراب کو بھی ہریا بنا کے چھوڑیں گے
 کہا یہ شیخ سے اکبر نے روک اپنی زباں
 کہ تجھ کو بھی وہ مجھی سا بنا کے چھوڑیں گے

☆☆﴿۵۶۸﴾☆☆

فریب امواج بحر ہستی سکھا ہی دیتا ہے خود پرستی
 ہوانے دم بھر جو کی لگاوت حباب بھی سراٹھا رہا ہے

☆☆﴿۵۶۹﴾☆☆

نظر وہ ہے جو دل پر نقش حسن مدعا کھینچے
 نفس وہ ہے کہ جو سینے سے آہ بکا کھینچے
 وہ جاں اچھی جو مست وعدہ دیدار فرار ہو
 وہی دل خوب جو یہ انتظار جانفزا کھینچے
 مہبان الہی خلق سے نخوت نہیں کرتے
 کھینچے بندوں سے کیوں اپنی طرف جس کو خدا کھینچے
 نہ چھوڑا صفحہ روئے زمیں تعمیر غفلت نے
 ہزاروں نقش عبرت کو فلک نے جا بجا کھینچے
 حرم میں دم بخود بیٹھا تو اکبر نے کیا اچھا
 وہ کیوں بے سود بت خانے میں آہ مارا کھینچے

☆☆﴿۵۷۰﴾☆☆

نگاہ اٹھی ہے احساس ماسوا کے لیے
 کہاں ہے دل اسے روکے ذرا خدا کے لیے
 رواں ہو کار جہاں کیوں ہماری مرضی پر

خدا ہمارے لیے ہے کہ ہم خدا کے لیے
عمل خدا کے لیے ہو تو اس کا کیا کہنا
مگر ریا یہ بری صرف واہ وا کے لیے

☆☆﴿۵۷۱﴾☆☆

شب تاریک عزلت میں جو خوف حق سے رہتا ہے
وہ گویا اپنی زلف سعی میں موتی پروتا ہے

☆☆﴿۵۷۲﴾☆☆

متاع حسن یوسف ہے نہ وہ شوق زلیخا ہے
ریا کی گرم بازاری زبردستی کا سودا ہے

☆☆﴿۵۷۵﴾☆☆

اپنے عیبوں کی نہ کچھ فکر نہ کچھ پروا ہے
غلط الزام بس اوروں پہ لگا رکھا ہے
یہی فرماتے رہے تیغ سے پھیلا اسلام
یہ نہ ارشاد ہوا توپ سے کیا پھیلا ہے

☆☆﴿۵۷۳﴾☆☆

خزاں آتی ہی ہے اور خاک میں ملنا ہی پڑتا ہے
مگر کلیوں کو اس گلزار میں کھلنا ہی پڑتا ہے
جگر کو زخم سے زخموں کو آہوں سے بچاتا ہوں
مگر ہوتے ہی ہیں زخم اور انھیں چھلنا ہی پڑتا ہے
منا کے رنگ سے دل خون ہوتا ہے مگر اکبر
زبان کو واہ کرنے کے لیے ہلنا ہی پڑتا ہے

☆☆﴿۵۷۵﴾☆☆

توپ کھسکی پروفیسر پیچھے
جب بسولا ہٹا تو رندا ہے

☆☆﴿۵۷۶﴾☆☆

خاصان حق کو حشر میں کیسی شکایتیں
عالم ہی دوسرا ہے وہ دنیا نہیں رہی
ایسے ہوئے ہیں محو تماشا حسن دوست
دشمن سے انتقام کی پروا نہیں رہی

☆☆﴿۵۷۷﴾☆☆

طبیعت سے خیالات غم افزا جا نہیں سکتے
برا ہو حافظے کا داغ دل مرجھا نہیں سکتے
فلک کیا اس چمن میں جوش دل کا مجھ سے طالب ہے
کہ شاخیں بل نہیں سکتیں عنادل گا نہیں سکتے

☆☆﴿۵۷۸﴾☆☆

کس طرح کہتا کہ جو چاہوں وہ ہونا چاہئے
کچھ سمجھ ہی میں نہ آیا چاہنا کیا چاہئے
کہہ دیا میں نے کہ ہوں اور نہیں سمجھا کہ کیا
اس خودی کا حشر کیا ہوتا ہے دیکھا چاہئے

☆☆﴿۵۷۹﴾☆☆

کیا اثر اس پہ مرا ہوگا یہی رونا ہے
یہ تو ظاہر ہے مرے بعد بھی کچھ ہونا ہے

☆☆﴿۵۸۰﴾☆☆

نہ پھول اس پر کہ یہ اور وہ تجھے اچھا سمجھتے ہے
تو اپنے دل میں اپنے آپ کو کیسا سمجھتا ہے

☆☆﴿۵۸۱﴾☆☆

حرص دنیا سے نہیں ہر صاحب عزت بری
خائفیں اور ہیں اور دل کا کونا اور ہے
مدحت گفتار کو سمجھو نہ اخلاقی سند
خوب کہنا اور ہے اور خوب ہونا اور ہے

☆☆﴿۵۸۲﴾☆☆

شکم پرور ہنر تو باپ سے بیٹے تک آتا ہے
مگر انسان بننا یہ فرشتہ ہی سکھاتا ہے

☆☆﴿۵۸۳﴾☆☆

خدا ہی ہے نہیں اس کے سوا حاجت روا کوئی
خلاف اس کے جو ہو مشرک ہے میں ہو یا کوئی

☆☆﴿۵۸۴﴾☆☆

ہر وقت ہے جس پر غم طاری ہر روز جسے عاشق ہے
سمجھا ہے وہی معنی عزا ایمان اسی کا پورا ہے

☆☆﴿۵۸۵﴾☆☆

گورنل اپنا کام کرتا ہے
شیر بھی موت ہی سے مرنا ہے

☆☆﴿۵۸۶﴾☆☆

بس یہی کام سب کو کرنا ہے
 یعنی جینا ہے اور مرنا ہے
 اب رہی بحث رنج راحت کی
 یہ فقط وقت کا گزرنہ ہے
 سب سے بدتر باتوں سے ہے امید
 سب سے بہتر خدا سے ڈرنا ہے
 گل سے پوچھو کس انتظار میں ہے
 غنچے کو تو ابھی سنورنا ہے
 نشہ جن کو چڑھا ہے نثوت کا
 ان کے چہروں کو بھی اترنا ہے

☆☆﴿۵۸۷﴾☆☆

یہ تو سچ ہے جی لگا کر چاہئے پڑھنا نماز
 یہ بھی سن لو جی لگا کر سانس لینا چاہئے
 دیکھ من جبل الوریڈ اور ہر نفس رکھ یاد حق
 زندگی کو دست غفلت میں نہ دینا چاہئے

☆☆﴿۵۸۸﴾☆☆

سمیٹی میں چندہ دیا کیجئے
 ترقی کے حے کیا کیجئے

☆☆﴿۵۸۹﴾☆☆

بس کدورت سے دل اس تیرہ دروں کا ہے بھرا
 یہ تو بربادی ارباب دغا چاہتی ہے

لگی لپٹی نہ لگا رکھتی تھی تلوار کی جنگ
توپ کیا چاہتی ہے صرف دعا چاہتی ہے

☆☆﴿۵۹۰﴾☆☆

جسم و جان گروہ بندی میں
بتائیاں کا ذرہ ذرہ ہے
طب میں پرہیز میں تقویٰ
پالک میں وہی تبرا ہے
مدعا کا جو نہ سمجھے ایک
غالباً عقل سے معزا ہے

☆☆﴿۵۹۱﴾☆☆

تقاضا اضطراب شوق کا بڑھتا ہی جاتا ہے
یہ پارہ شیخہ دل میں مرے چڑھتا ہی جاتا ہے

☆☆﴿۵۹۲﴾☆☆

جو ہم کو برا کہتے ہیں معذور ہیں اکبر
حق یہ ہے کہ ہم بھی انھیں اچھا نہیں کہتے
ہم حضرت عیسیٰ کا ادب کرتے ہیں بے حد
لیکن انھیں اللہ کا بیٹا نہیں کہتے

☆☆﴿۵۹۳﴾☆☆

جس نے اس ضعف پہ بھی مجھ کو جلا رکھا ہے
میں نے بھی دل اسی قوت سے لگا رکھا ہے

☆☆﴿۵۹۴﴾☆☆

اب نہ جنگی علم نہ جھنڈا ہے
 صرف تعویذ اور گنڈا ہے
 کیا ہے باقی جناب قبلہ میں
 کچھ حدیثیں ہیں ایک ڈنڈا ہے
 سو وہ ڈانڈا بھی اب ہے ضبط پولس
 ہے زباں گرم قلب ٹھنڈا ہے

☆☆﴿۵۹۵﴾☆☆

علم ابتدا کا ہے نہ خبر انتہا کی ہے
 دور انقلاب کا ہے حکومت فنا کی ہے
 جغرافیے سے حال گورنمنٹ پوچھئے
 ہم تو یہ جانتے ہیں خدائی خدا کی ہے
 مجبور عاجزی پہ ہے منکر کی طبع بھی
 خواہش کو کیا سمجھتے ہو صورت دعا کی ہے
 جو منزلیں ہیں نفس کی سب ہیں فنا پذیر
 حق پر قیام دل ہو یہ صورت بقا کی ہے

☆☆﴿۵۹۶﴾☆☆

مذہب کسی سے میں نے سیکھا پڑھا نہیں ہے
 اتنا ہی جانتا ہوں بندہ خدا نہیں ہے

☆☆﴿۵۹۷﴾☆☆

اسے جنگی بنائے گی اسے ذوق بکا دے گی
 جدھر جائیگی یہ فطرت ادھر اس کو جھکا دے گی

☆☆﴿۵۹۸﴾☆☆

شکستہ دل مدتوں سے ہوں میں جگر بھی اب خون ہو چلا ہے
خدا کی مصلحت وہ بہتر اسی میں شاید مرا بھلا ہے

☆☆﴿۵۹۹﴾☆☆

کوئی ہے اچھا تو اپنے حق میں کوئی برا ہے تو اس کا ذمہ
نہ اس کی نعمت کے مستحق تم نہ بد کی تم پر کوئی بلا ہے
نہیں ہوں شیطان کے مقابل تو کیا ہے مدح دلی سے حاصل
کمر سے تلوار ہے غائب مگر چمکدار پر تلا ہے
نظر میں ہو ہادی طریقت قدم ہوئے سو طریق وحدت
یہی میں دل میں بھی کہہ رہا ہوں یہی مرا قول برملا ہے

☆☆﴿۶۰۰﴾☆☆

فریب ہستی کا کھل گیا ہے نگاہ دنیا کو پاگئی ہے
عمل کی توفیق بھی خدا دے سمجھ تو کچھ مجھ کو آگئی ہے
کہاں کے ارض و سما کو کب کہاں کے ہم تم کہاں کے یہ سب
قدم کی اک موج ہے زمانا سو یہ بھی اک لہر آگئی ہے

☆☆﴿۶۰۱﴾☆☆

زبان کھولی ہے محفل میں واہ وا کے لئے
کبھی تو بند کر آنکھوں کو بھی خدا کے لیے

☆☆﴿۶۰۲﴾☆☆

فلاسوفی کے مکالموں میں کسی نے خوب ہی کہا ہے

جو تندرستی ہو تیری اچھی تو سانس ہی میں بڑا مزا ہے

☆☆﴿۶۰۳﴾☆☆

شکر خالق کی ہمیشہ مجھ کو جا ملتی رہی
سانس لینے کے لیے کافی ہوا ملتی رہی
غم کے داغوں سے رہی ایذا مگر یہ بھی ہوا
مجھ کو پیہم لذت یاد خدا ملتی رہی

☆☆﴿۶۰۴﴾☆☆

رفار اور سست میں اک موج ہوا کی ہے
اے قصہ گوئے بدر ضرورت حرا کی ہے

☆☆﴿۶۰۵﴾☆☆

بے ساز و بے معنی یاں وجد آ رہا ہے
ہر وقت بچ رہا ہے ہر ذرہ گا رہا ہے

☆☆﴿۶۰۶﴾☆☆

ہو مجھ پہ بتوں کی چشم کرم دل کو یہ طلب اصلا نہ رہی
مجھ کو بھی خدا نے غیرت دی ان کو جو مری پروا نہ رہی
دنیا کا ترود جب تک تھا جب تک کہ ہم اس کے طالب تھے
پھیری جو نظر غم ہو گئے کم رغبت نہ رہی دنیا نہ رہی
سچ پوچھئے تو راحت ہی ملی دنیا سے جدا ہو جانے میں
تھوڑی سی اداسی ہے بھی تو ہو آفت تو مگر باپا نہ رہی

☆☆﴿۱۰۷﴾☆☆

میں یہ نہیں کہتا کہ دوا کچھ نہیں کرتی
کہتا ہوں کہ بے حکم خدا کچھ نہیں کرتی

☆☆﴿۱۰۸﴾☆☆

اچھی وہ آرزو کہ جو دل کا ادب کرے
اچھا وہ دل جو درد کی لذت طلب کرے

☆☆﴿۱۰۹﴾☆☆

خاک کے ساتھ کھیلتی ہے روح
میں کی مٹی خراب ہوتی ہے

☆☆﴿۱۱۰﴾☆☆

دل میں خاک اڑتی ہے خالی لہجہ و لب دیکھئے
مذہب اب رخصت ہے بس تاریخ مذہب دیکھئے

☆☆﴿۱۱۱﴾☆☆

کیوں میں پوچھوں کہ جناب آپ کا مذہب کیا ہے
دیکھتا ہی ہوں شب و روز کہ مطلب کیا ہے

☆☆﴿۱۱۲﴾☆☆

صرف دعووں سے تو آتی نہیں عظمت دل میں
آنکھ کچھ دیکھتی ہے تب وہ ادب کرتی ہے

☆☆﴿۱۱۳﴾☆☆

یہ عقل ہی ہے محبت بھی عداوت بھی ہوتی ہے
کہ ماننی بھی نہیں مضطرب بھی ہوتی ہے

وہی نگاہ جو رکھتی ہے مست رندوں کو
غضب یہ ہے کہ کبھی محتسب بھی ہوتی ہے

☆☆﴿۶۱۴﴾☆☆

کچھ فرض نہیں آپ کا ہر چیز پہ قبضہ
دنیا میں بہت کچھ ہے تو کیا سب کے لیے ہے
کر آہ جو تیرہ ہو ترا مطلع امید
یہ شمع شب افروز اسی شب کے لیے ہے

☆☆﴿۶۱۵﴾☆☆

دنیا کی طوالت بچہ ہے خلقت کا تو قصہ لمبا ہے
ہر شخص فقط یہ غور کرے اس کل میں مرا کیا حصہ ہے
کریں کیا یہ تو ان حضرات کو مطلب سکھاتا ہے
کہیں کیا یہ مناسب وقت میں مذہب سکھاتا ہے
جہاں قول و عمل یکساں اور ہے اک ولی طاقت
تو ان کا پوچھنا کیا ان کو ان کا رب سکھاتا ہے

☆☆﴿۶۱۶﴾☆☆

ان کو تو ہمیں شب سے کیا کرتے ہیں منسوب
تخصیص کو اکب کو نلک پر نہیں شب سے

☆☆﴿۶۱۷﴾☆☆

نہ ماضی اس پہ غالب ہے نہ مستقبل کا طالب ہے
اسی کو حال کہتے ہیں یہی دل کو مناسب ہے

☆☆﴿۶۱۸﴾☆☆

مطیع کی یاں مدد نہ کتابوں کا زور ہے
میخانہ دل ہے اس کی شراہوں کا زور ہے

☆☆﴿۶۱۹﴾☆☆

میرا تو ہر سخن اسی مطلب کے ساتھ ہے
کم ہیں خدا کے ساتھ خدا سب کے ساتھ ہے

☆☆﴿۶۲۰﴾☆☆

پولس خفیہ پئے انسداد جرم ہے ٹھیک
نہ چاہیے کہ وہ ہو انسداد گپ کے لیے
کوئی نہ آیا مرے پاس - ہر کو جب کے لیے
جو عورتیں نظر آئیں وہ صرف ہپ کے لیے

☆☆﴿۶۲۱﴾☆☆

نگاہ ظاہر طریق عرفاں میں سوئے انکار کیوں نہ لپکے
کہاں سے لائے وہ چشم معنی کہ برق چمکے نظر نہ جھپکے
میں طاقت ذہن غیر محدود جانتا تھا خبر نہیں تھی
کہ ہوش مجھ کو ملا ہے تل کے نظر بھی مجھ کو ملی ہے نیپ کے
تمہاری تعلیم کے مصالح جو چاہیں برساؤں ان پہ شوخی
مری نظر میں تو حسن یہ ہے کہ چشمِ خوباں سے شرم چپکے
ہوا ہے خوں آروز کا اکثر یہ ہے بہارِ کلام اکبر
سخن کو رنگین کر دیا ہے لی و جگر نے رتپ رت کے
جو میرے دل کا ابھار جو رنگ اس کا بتوں کو بھلایا
تو پوچھا یہ پھل کہاں سے پلایا کہا یہ میں نے ہر کو جب کے

☆☆﴿۶۲۲﴾☆☆

انھیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری بات ان کی
انھیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا رات ان کی
فقط مرا ہاتھ چل رہا ہے انھیں کا مطلب نکل رہا ہے
انھیں کا مضمون انھیں کا کاند قلم انھیں کا دوات ان کی

☆☆﴿۶۲۳﴾☆☆

میں خصال میں طبیعت رہی تو قسمت میں رہے گی
زمانہ بدلے گا بھی تو پھر کیا ہماری حالت میں رہے گی
میں سیہ کاریاں اگر ہیں تو فوراً صبح امید کیسا
میں زلف بتاں کا سودا تو میری شامت میں رہے گی
عمل جب اپنے نہیں ہیں اچھے تو ذکر عصیان غیر کیسا
عدو کی قسمت بگڑ بھی جائے تو اپنی قسمت میں رہے گی
ہزار سائنس رنگ لائے ہزار قانون ہم بنائیں
خدا کی قدرت میں رہے گی ہماری حیرت میں رہے گی

☆☆﴿۶۲۴﴾☆☆

تاکید عبادت پہ یہ اب کہتے ہیں لڑکے
پیری میں بھی اکبر کی ظرافت نہیں جاتی

☆☆﴿۶۲۵﴾☆☆

لحد کی تیرگی سے حق بجانب دل کی وحشت ہے
میں وہ شب ہے جس کی صبح بھی صبح قیامت ہے
مصیبت بہر مومن پر تو عرفاں ہے اے اکبر

ظہور داغ دل دیا چہ صبح سعادت ہے

☆☆﴿۶۲۶﴾☆☆

اُمٹکیں ہیں مرے دل میں جنون و عشق و حشت کی
پھر اس میں بحث کیا افتاد ہے اپنی طبیعت کی
ہوائے نفس نے محروم رکھا اوج عرفاں سے
بتوں کے زیر پا دیکھی بلندی اپنی ہمت کی

☆☆﴿۶۲۷﴾☆☆

ٹھیک ہے مصرعے کا مضمون قافیہ گو سخت ہے
اہل دل نالاں ہوں جس سے وہ بڑا کم بخت ہے

☆☆﴿۶۲۸﴾☆☆

جو مضطرب ہے اس کو ادھر التفات ہے
آخر خدا کے نام میں کوئی تو بات ہے

☆☆﴿۶۲۹﴾☆☆

دل واعظ صرف اشتقاق جنت ہی میں ہے
فیصلہ جینے کا حق کے دست فطرت ہی میں ہے
کینہ و پیکار میں بھی یوں تو ہے اک حظ نفس
زہت کا اصلی مزا لیکن محبت ہی میں ہے

☆☆﴿۶۳۰﴾☆☆

کیا خبر تھی کہ گناہوں سے ہے عزت میری
قابل دید ہے توبہ پہ ندامت میری
میں عیادت کا تقاضا نہیں کرتا ان سے

اتنا ہی کہتا ہوں اچھی نہیں حالت میری
 قامت یار پہ حاوی جو ہوئی زلف دراز
 بل کی لیتی ہے کہ دیکھو یہ قیامت میری
 کس کو امید ہے اس کی کہ یہ اچھا ہوگا
 کون اس وقت میں کرتا ہے عیادت میری

☆☆﴿۶۳۱﴾☆☆

دیدہ تحقیق سے دنیا کی حالت دیکھئے
 نفس کی ہر لذت اور آخر نجات دیکھئے

☆☆﴿۶۳۲﴾☆☆

دولت و عزت سے بیگانہ نہیں حالت مری
 یہ مصیبت میری دولت صبر یہ عزت مری

☆☆﴿۶۳۳﴾☆☆

جمال معنی حجاب میں ہے جہان صورت کا سامنا ہے
 نگاہ جو یائے امر حق کو یہاں مصیبت کا سامنا ہے
 عذاب کی یہ زیادتی ہے کہ اس میں کمی کچھ
 جہنم میں جو جگہ ملی ہے وہاں سے جنت کا سامنا ہے

☆☆﴿۶۳۴﴾☆☆

نفس ناپسند حریص و طالب لذات ہے
 عقل کی خدمت فقط ترتیب محسوسات ہے
 ان مشاغل میں تو اے اکبر نہیں کچھ اوج دل
 روح کی طاقت جو غالب ہو تو ہاں اک بات ہے

☆☆﴿۱۳۵﴾☆☆

آئے وہ خنجر بکف میں ڈر کے مارے مر گیا
ان کی ورزش رہ گئی میری شہادت رہ گئی
باغباں خاموش گل پژمرده اور گلشن اداس
جب ہوا بدلی تو ساری زیب و زینت رہ گئی

☆☆﴿۱۳۶﴾☆☆

حضرت کی معاشرت بہت اچھی ہے
مشہور ہیں انتظام راحت کے لیے
اپنے مذہب میں کیوں بلاتے ہیں مجھے
جنت کے لیے کہ لطف صحبت کے لیے

☆☆﴿۱۳۷﴾☆☆

اس عہد میں شاعر کے لیے قوت نہیں ہے
اس باغ میں طوطی کے لیے قوت نہیں ہے
نیچر میں جوانی کو تو موجود ہی پایا
سائنس سے سنتے تھے کہیں بھوت نہیں ہے
لنظوں ہی کے چکر میں ہیں اب افعطن و فلعطن
چرخا ہی چلا کرتا ہے اور سوت نہیں ہے
نیچر ہی کا مطبخ ہے بہت معتبر اکبر
تم دیکھتے ہو پھل میں کوئی پھوت نہیں ہے

☆☆﴿۱۳۸﴾☆☆

مرزا ہوں وہ یا خاں صاحب ہوں دونوں کی محبت ہم کو ہے

وہ نام کے ہیں یہ کام کے ہیں دونوں کی ضرورت ہم کو ہے

☆☆﴿۱۳۹﴾☆☆

مذہب کے واسطے نہ شرافت کے واسطے
ہے اب تو جنگ حکم و تجارت کے واسطے
لے ہی گئے گھیسٹ کے مجھ کو پریڈ پر
تیار ہو رہا تھا میں جنت کے واسطے

☆☆﴿۱۴۰﴾☆☆

جوش جنوں میں بھی عمل ذہن چست ہے
احساس میں ہے فرق تعطل درست ہے

☆☆﴿۱۴۱﴾☆☆

ہو رہا ہے ہر طرف قانون فطرت کا نفاذ
انقلاب عالم فانی خدا کے بات ہے
جو ہوا وہ کیوں ہوا اس کی تو تو جیہیں بہت
چاہتا جو ہوں وہ کیونکر ہو یہ مشکل بات ہے
کام لیتا رہ امیدوں سے دعا کرنا صبر کر
امتحانی زندگانی مورد آفات ہے

☆☆﴿۱۴۲﴾☆☆

مایوس ہوں باغ عالم میں امید سے یاری چھوٹ گئی
جس پیڑ کو سینچا سوکھ گیا جس شاخ کو باندھا ٹوٹ گئی

☆☆﴿۱۴۳﴾☆☆

ہماری خاطر ہو جمع کیونکر کہ یاس رہ کے لٹق ہے

لم کا اک سلسلہ ہے قائم امید بندھ بندھ کے ٹوٹتی ہے
 اگرچہ عزت کا بھی ہوں طالب مذاق بندی ہے مجھ پہ غالب
 جوشِ چھٹیش تو چھوٹ جائیں شراب کب مجھ سے چھوٹتی ہے
 م سحر جوشِ شوق دل سے ضرور ہے انبساطِ باطن
 کلی بھی گل کی چمک رہی ہے کرن بھی سورج کی پھوٹتی ہے

☆☆﴿۱۴۴﴾☆☆

تقلیلِ غذا میں ہو پرمنٹ یہی ہے
 کر ضبط ہوں سلفِ گورمنٹ یہی ہے

☆☆﴿۱۴۴﴾☆☆

یہ بات تو کھری ہے ہرگز نہیں ہے کھوئی
 عربی میں نظمِ ملت بی اے میں صرف روئی
 لیکن جناب ایڈر سکر یہ شعر بولے
 بندھوائیں گے یہ حضرت اس قوم کو لنگوئی
 اس بات کو خدا ہی بس خوب جانتا ہے
 کس کی نظر ہے غار کس کی نظر ہے موئی

☆☆﴿۱۴۶﴾☆☆

مذاقِ بادہ کشی تھا خلافِ حکمِ خدا
 بجمہ کہ بہت کچھ جڑاں کی ٹوٹ گئی
 عجیب نشہ عرفاں دیا تصوف نے
 کہ نشہ تیز ہوا اور شراب چھوٹ گئی

☆☆﴿۱۴۷﴾☆☆

دریا میں تو صاحب سے آگن بوٹ میں ہارے
میدان الکشن میں گئے ووٹ میں ہارے

☆☆﴿۶۴۸﴾☆☆

تہذیب دم بخود ہے طمع کی گھسیٹ سے
حضرت بھی کام لینے لگے مارپیٹ سے
ممنون تو میں ہوں ترا اے سایہ شجر
سر پر مگر عذاب ہے چڑیوں کی بیٹ سے
عزت کی تو شناخت نہیں ہے مگر مجھے
لذت ضرور ملتی ہے کونسل کی سیٹ سے

☆☆﴿۶۴۹﴾☆☆

جب غم ہوا چڑھا لیں دو بوتلیں اکٹھی
ملا کی دوڑ مسجد اکبر کی دوڑ بھٹی

☆☆﴿۶۵۰﴾☆☆

اصل اللہ سے لگاؤ ہے
ورنہ مذہب میں سب بناوٹ ہے
مجھے یہ انقلاب دہر کب خطرے کا باعث ہے
مری طمع رواں اک ماہی بحر حوادث ہے

☆☆﴿۶۵۱﴾☆☆

میں کیا کہوں شکایت کل کیا تھی آج کیا ہے
جینا ہی رنج وہ ہے اس کا علاج کیا ہے
قوت نہیں ہے جس میں کیوں چاہتا ہے زینت

جب تخت ہی نہیں ہے پھر فکر تاج کیا ہے

☆☆﴿۱۵۲﴾☆☆

مجھے حیات کی اب احتیاج ہی کیا ہے
مگر مروت نہ تو اس کا علاج ہی کیا ہے
سنا تھا کل کہ ترقی ظہور پائے گی کل
مگر جو غور سے دیکھا تو آج ہی کیا ہے

☆☆﴿۱۵۳﴾☆☆

مقابل ترے سچ سب سچ ہے
مگر تو ہی خود سچ در سچ ہے

☆☆﴿۱۵۴﴾☆☆

مذہب کی پناہ آخر کو ملی اور کفر کی زد سے بچ نکلے
ہر دم ہے یہی اب اپنی دعا اللہ کا ہونا سچ نکلے

☆☆﴿۱۵۵﴾☆☆

اس کی حرکت ہے کلید مغربی پر منحصر
دل یہ سینے میں ہے یا پاکٹ کے اندر واج ہے
نجد کے نفعی کہاں ان ٹھمریوں کے سامنے
دیس کو جس نے بھلایا یہ وہی کھماچ ہے
ہوم رولی بن کے میں بھی خوب ہی تنہا ہوں اب
آرٹھ کوئی ، کوئی انگش ، کوئی اسکاچ ہے

☆☆﴿۱۵۶﴾☆☆

دنیا یوں ہی ناشادیوں میں شاد رہے گی

برباد کئے جائے گی آباد رہے گی
 گلچیں کا ستم بھول بھی جاؤں کبھی شاید
 صیاد کی بیداد مگر یاد رہے گی
 نالے ستم افزا ہیں تو روکوں گا زباں کو
 دل ہی میں نہاں اب مری فریاد رہے گی

☆☆﴿۱۵۷﴾☆☆

اگرچہ مضمون زندگی میں الم کی تمہید بھی بڑی ہے
 خدا کے فضل و کرم سے لیکن مجھے تو امید بھی بڑی ہے
 طالب کی منزل میں رنج و راحت سے رہتا ہے اعتدال قائم
 بہت ہے رمضان کی جو سختی مسرت عید بھی بڑی ہے
 منہ اپنا غفلت سے موڑ اکبر نماز ہرگز نہ چھوڑ اکبر
 بہت فوائد ہیں اس کے اندر اور اس کی تاکید بھی بڑی ہے

☆☆﴿۱۵۸﴾☆☆

بتوں کی بات سے دل مائل فریاد ہوتا ہے
 مگر کہنا ہی پڑتا ہے بجا ارشاد ہوتا ہے
 مرے صیاد کی تعلیم کی ہے دھوم گلشن میں
 یہاں جو آج پھنستا ہے وہ کل صیاد ہوتا ہے

☆☆﴿۱۵۹﴾☆☆

جب حکم ہی ہے کوشش بے سود کیجئے
 کوئے بتاں میں خوب اچھل کود کیجئے

☆☆﴿۱۶۰﴾☆☆

سینے میں دل آگاہ جو ہو کچھ غم نہ کرو ناشاد سہی
 بیدار تو ہے مشغول تو ہے نغمہ نہ سہی فریاد سہی
 ہر چند بگولا مضطر ہے اک جوش تو اس کے اندر ہے
 اک وجد تو ہے اک رقص تو ہے بچپن سہی برباد سہی
 وہ خوش کہ کروڑ کا ذبح اسے یا قید قفس میں رکھوں گا
 میں خوش کہ یہ طالب تو ہے مرا صیاد سہی جلا سہی

☆☆﴿۶۶۱﴾☆☆

جمعیت خاطر ہو نہ سکی اسباب الم موجود رہے
 کرتے ہیں مگر ہم شکر خدا حامد نہ ہوئے محسود رہے
 کار دنیا سے ہماری دل کشی مفقود ہے
 جدت اس شے میں کہاں سے آئے جو محدود ہے

☆☆﴿۶۶۲﴾☆☆

رہا نہ خانہ ہستی دل کو لطف کوئی
 اس اب تو محو یہ حسرت ہی کے سرود میں ہے
 نہ میں کسی پہ ہوں نازاں اور نہ مجھ پہ کوئی
 کسی کی گود میں ہوں اور نہ کوئی گود میں ہے

☆☆﴿۶۶۳﴾☆☆

دل نواز و حق نما ان کا ہر اک ارشاد ہے
 دیدہ صاحب نظر میں صوفیوں پر صادر ہے

☆☆﴿۶۶۴﴾☆☆

عشق کو کیوں بے خودی مقصود ہے

حسن بے حد ہے خودی محدود ہے
 منکشف ہو جائیں اسرار خودی
 بے خودی کا بھی یہی مقصود ہے
 شرم آدم اطاعت نفس کی
 وہ ملائک کا اگر مسجود ہے

☆☆﴿۱۶۵﴾☆☆

سنتا ہوں مجھے رخصت فریاد ملے گی
 منظور تماشا ہی ہے یا داد ملے گی
 مل جائے نظر ان کی دعا مانگ رہے تھے
 معلوم نہیں تھا ستم ایجاد ملے گی

☆☆﴿۱۶۶﴾☆☆

ذرہ ذرہ اپنی حد بندی میں مست و شاد ہے
 تفرقے کے جوش پر ہر سو مبارکباد ہے
 حافظے کے فیض نے روکا ہے باب اتحاد
 شکوہ انگیز اک نہ اک قصہ ہر اک کو یاد ہے
 واعظ توحید پر دیتے ہیں فتوائے جنوں
 خود پرستی کا سبق ہے کافری استاد ہے

☆☆﴿۱۶۷﴾☆☆

میں تو ہمدرد ہوں بس ان کی گرفتاری کا
 قید ہستی سے جو مشتاق ہیں آزادی کے
 ڈھونڈنا چاہیے تھا اکبر بے کس کو وہاں

ایک ویرانہ بھی ہے متصل آبادی کے

☆☆﴿۱۶۸﴾☆☆

نیک ہو منزل تو اکبر راہ بد کیوں مانگئے
دوست سے ملنے کو دشمن سے بد کیوں مانگئے

☆☆﴿۱۶۹﴾☆☆

حرص دنیا ظلمت دل کو موید ہی رہی
پھر بھی یہ پیران نابالغ کی مرشد ہی رہی

☆☆﴿۱۷۰﴾☆☆

تو رہے جب تو یہ مشکل ہے تردد نہ رہے
یہ تو اس وقت نہ رہ جائے کہ تو خود نہ رہے
چھاؤنی میں رہیں صاحب تو وہیں لیڈر بھی
یعنی کیوں ساتھ سلیمان کے ہد ہد نہ رہے

☆☆﴿۱۷۱﴾☆☆

پہچان بزرگی کی ہے یہی دل خوف خدا کی زد میں رہے
اندیشہ بہت گسترخ نہ ہو اور وہم ادب کی حد میں رہے

☆☆﴿۱۷۲﴾☆☆

آگیا ہوں تنگ سرجن سے طیب اور بید سے
دیکھئے کب ہو رہائی زندگی کی قید سے

☆☆﴿۱۷۳﴾☆☆

گو سب کو ہے تسلیم کہ معبود وہی ہے
کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے

آنکھوں میں اتر آتے ہیں موہوم کے نقشے
 دل میں یہ سمانی ہے کہ موجود وہی ہے
 اللہ ہی کی موج سے پہنے گا ترا دل
 سر چشمہ فیض و کرم وجود وہی ہے

☆☆﴿۶۷۴﴾☆☆

گزر کی جب نہ ہو صورت گزر جانا ہی بہتر ہے
 ہونی جب زندگی دشوار مر جانا ہی بہتر ہے
 رو اصلاح میں گو تیز گامی خوب ہے لیکن
 قدم کو لغزشیں جب ہوں ٹھہر جانا ہی بہتر ہے
 مواقع دیکھ کر اظہار مردی چاہیے اے دل
 ڈرائیں کھیل میں بجے تو ڈر جانا ہی بہتر ہے
 بٹھایا ہے بتوں نے بزم میں جب اپنا ہی سکھ
 جو ہیں اللہ والے ان کو اٹھ جانا ہی بہتر ہے
 بلانا ہے مجھے بت خانے سے شیخ حرم اکبر
 نہ جانا گو کہ جائز ہے مگر جانا بہتر ہے

☆☆﴿۶۷۵﴾☆☆

رزق مایحتاج مل ہی جائے گا
 خواہشوں میں مختصر ہو جائے
 فقر سے شیطان ڈراتا ہے اگر
 حسنا اللہ سے نڈر ہو جائے
 خیر خواہی کر کے سر ہو جائے

ورنہ مفقود الخمر ہو جائے

☆☆﴿۶۷﴾☆☆

کیا پوچھتے ہو طوق غامی کو کدھر ہے
اپنا ہی تعلق ہے یہ اور اپنا ہی گھر ہے
پیدا ہے غامی زن و فرزند کے دم سے
پروانہ ہو ان کی تو پھر آزاد بشر ہے
یعنی وہ چلا چاہیں گے دنیا کے مطابق
عزت نہ محلے میں گھٹے اس کا خطر ہے
تم دل کو لئے پھرتے ہو وہ نفس کے حامی
رسموں سے غرض دین کی عزت کا ضرر ہے
ایسے بھی ہیں طہیت ہی میں جن کی ہے غامی
پابندی دنیا کا رگ دل میں اڑ ہے
خالق پہ بھروسا ہو تو عزت نہیں گھٹتی
افسوس کہ انسان بہت پست نظر ہے
محنت کا دیانت کا قناعت کا شجر ہو
جس رنگ کا پھل آئے وہ عزت کا ثمر ہے
تم سے استادوں میں میری شاعری بیکار ہے
ساتھ سارگی کا بلبل کے لیے دشوار ہے

☆☆﴿۶۸﴾☆☆

جنہیں ہے شرک سے نفرت خدا کو ایک کہتے ہیں
یہ ان میں کیوں ابھی تک جنگ اور تکرار باقی ہے

سبب اس کا تو ہے ظاہر خدا لب پر خودی دل میں
بتان سنگ ٹوٹے ہیں بت چہار باقی ہے

☆☆﴿۱۷۸﴾☆☆

ہمارا مشرقی دل نزع میں ہے وقت آخر ہے
نہیں مغرب کو غم اس کی نظر میں مرگ کافر ہے
غرور اتنا نہ کر قوت پر اپنی اے بت ترسا
ہمارے ہوش غائب ہیں مگر اللہ حاضر ہے
بہ دل حاضر ہوئی ہے قوم بزم عشق دنیا میں
بس اک میری طبیعت ہے اب تک غیر حاضر ہے

☆☆﴿۱۷۹﴾☆☆

جو ہیں صائم انھیں یہ طاعت دشوار کیا کم ہے
نہ ہوں صائم تو ان پر معذرت کا بار کیا کم ہے

☆☆﴿۱۸۰﴾☆☆

رہتے ہیں اس خیال میں ہم اپنے گھر پڑے
کیوں لوگ چاہتے ہیں کہ ہم پر نظر پڑے

☆☆﴿۱۸۱﴾☆☆

مشتاق حق کے واسطے نعمت کا ڈھیر ہے
بس زندگی حجاب ہے مرنے کی دیر ہے

☆☆﴿۱۸۲﴾☆☆

جب دین نہ ہو اصلاح بشر دنیا میں پھر آخر کون کرے
غفلت کے سوا اس محفل میں مہمان کی خاطر کون کرے

اک علم تو ہے بت بننے کا اک علم ہے حق پر مٹنے کا
 اس علم کی ست دیتے ہیں سند اس علم میں ماہر کون کرے
 غوطے تو لگائے زمزم میں اور غرق ہیں حب دنیا میں
 پانی نے بدن کو پاک کیا اب جان کو طاہر کون کرے
 مذہب کی ہے دھوم اور ساتھ اس کے ساتھ اعمال نہیں اخلاق نہیں
 چپ چپ کی صدا ہے چار طرف اس راز کو ظاہر کون کرے
 جب علم ہی عاشق دنیا ہو پھر کون بتائے راہ خدا
 جب خضر اقامت پر ہوں فدا تائید مسافر کون کرے
 سودا بھی ہے رنگ طبع بشر فطرت ہی میں ہیں اسباب جنوں
 اکبر کو بھی ہوش آجائے تو پھر اس کام کو آخر کون کرے

☆☆﴿۱۸۳﴾☆☆

عشق کہتا ہے بیان حال کی پروا نہ کر
 تیرے دل کو خود بہ خود ان کو خبر ہو جائے گی
 مجھ کو اک حیرت ہے اپنے شوق کی امید پر
 کیا نگاہ قہر الفت کی نظر ہو جائے گی
 میں نے پوچھا ہے تمہیں مجھ سے محبت یا نہیں
 ہنس کے فریاد نہیں اب تک مگر ہو جائے گی
 میں شب فرقت میں تڑپوں اور وہ سوئیں چین سے
 کس طرح مانوں محبت کے اثر ہو جائے گی

☆☆﴿۱۸۴﴾☆☆

قالب میں جان آئی تو کیا آئی سفر کرنے لگی

ہر سانس مجھ کو موت سے نزدیک تر کرنے لگی

☆☆﴿۱۸۵﴾☆☆

عجب پیچیدگی ہے صورت و معنی کی دنیا میں
جو نافع ہے وہ باطن ہے جو دکش ہے وہ ظاہر ہے

☆☆﴿۱۸۶﴾☆☆

خالی حرم کو شیخ ہی تنہا نہ کر گئے
حیرت میں بت بھی ہیں کہ برہمن کدھر گئے
سودائے مغربی سے ہیں سب کے حواس گم
ایسی یہ تپ چڑھی ہے کہ چہرے اتر گئے
آیا وطن میں پھر کے مگر اس کی کیا خوشی
جن جن کو پوچھتا ہوں یہ سنتا ہوں مر گئے

☆☆﴿۱۸۷﴾☆☆

گم کی تھی میں نے راہ مصیبت یہی تھی سخت
اس پر ہوا یہ قہر تم ایسے خطرے
کس سے میں پوچھا گل و ہلہل کی سرگزشت
دو چار برگ خشک تو دو چار پرے
باتیں بھی مجھ سے کیس مری خاطر بھی کی بہت
لیکن مجال کیا جو نظر سے نظر ملے

☆☆﴿۱۸۸﴾☆☆

ٹہیز کے ساحل پہ جا کر دیکھتے ہی قسمت کی فال
گوشتی پر شیمہ و سنی نے کیوں تکرار کی

سر سے سودائے حرم نکلے خدا سے دل ہو سرد
دیر میں پھر کیا کمی ہے گرمی بازار کی

☆☆﴿۱۸۹﴾☆☆

تہذیب نو جسے تم کہتے ہو اس سے اکبر
دنیا بگڑ رہی ہے اب یا سنور رہی ہے
نقشوں کو تم نہ جانچو خلقت سے مل کے دیکھو
کیا ہو رہا ہے آخر کیسی گزر رہی ہے
دل میں خوشی بہت ہے یا رنج اور ترو
کیا چیز جی رہی ہے کیا چیز مر رہی ہے

☆☆﴿۱۹۰﴾☆☆

زندگی بے لطف ہے دشوار ہے
سانس لینا اب مجھے بیگار ہے

☆☆﴿۱۹۱﴾☆☆

امید ٹوٹی ہوئی ہے میری جو دل مرا تھا وہ مر چکا ہے
جو زندگانی کو تلخ کر دے وہ وقت مجھ پر گزر چکا ہے
اگرچہ سینے میں سانس بھی ہے نہیں طبیعت میں جان باقی
اجل کو ہے دیر اک نظر کی فلک تو کام اپنا کر چکا ہے
غریب خانے کی یہ اداسی یہ نادستی نہیں قدیمی
چہل پہل بھی کبھی یہاں تھی کبھی یہ گھر بھی سنور چکا ہے
یہ سینہ جس میں یہ داغ ہیں اب مسرتوں کا کبھی تھا مخزن

وہ دل جو ارمان سے بھرا تھا خوشی سے اس میں ٹھہر چکا ہے
 غریب اکبر کے گرد کیوں نہیں جناب واعظ سے کوئی کہدے
 اسے ڈراتے ہو موت سے کیا وہ زندگی ہی سے ڈر چکا ہے

☆☆﴿۱۹۲﴾☆☆

عشق ہی میں اس کے حسن پاک کا اظہار ہے
 اشتیاق دید کی تکمیل ہی دیدار ہے
 ہر تعلق سے جدا کر کے تو اپنے دل کو دیکھ
 دل وہ ہے جو بے ہمہ ہونے پہ بھی خود دار ہے
 ہجر میں اس گل کے مجھ پر سانس لینا بار ہے
 زندگی ظالم مگر اب تک گلے کا بار ہے
 داد دے رفتار کی سستی پہ کیا ہے معترض
 آبلہ ہے پاؤں میں نور آبلے میں خار ہے
 دعوت دیوانگی دیتا ہے نور آفتاب
 یہ شعاع اے دل گریبان سحر کا تار ہے

☆☆﴿۱۹۳﴾☆☆

نفس تو کہتا ہی ہے ہر دم یہ کرنا چاہیے
 کیوں کوئی پوچھے کہ کیونکر جی کے مرنا چاہیے
 نفس کی خواہش کے آگے عقل کی سنتا ہے کون
 میں کہوں کس سے اس غفلت سے ڈنا چاہیے

☆☆﴿۱۹۴﴾☆☆

ہماں بہ کز حدیث دی و فروا بے خبر باشی
 بہ ذوقی لم یزل امروز سرتاپا نظر باشی
 بکس دامن شب بر خیز شمع دل فروزاں کن
 چرا افتاده در بند گریبان سحر باشی

☆☆﴿۱۹۵﴾☆☆

تجھے اے امید فروا دل و جاں سے پیار کرتے
 مگر اپنی زندگی کا نہیں اعتبار کرتے
 ہے بتوں کی خود نمائی مری غفلتوں سے قائم
 میں اگر نظر نہ کرتا تو وہ کیوں سنگار کرتے
 لیا ہم نے بوسہ رخ تو نہ بدگماں ہو اے جاں
 کوئی پھول دیکھ لیتے تو اسے بھی پیار کرتے
 ترے ہاتھوں کی یہ زینت تو ہے شاخ گل سے افزوں
 ہمیں دسترس جو ہوتا تو گلے کا ہار کرتے

☆☆﴿۱۹۶﴾☆☆

جفائیں بھی ہیں فریب بھی ہے نمود بھی ہے سنگار بھی ہے
 پھر اس پہ ڈھوائے حق پرستی اور اس پہ یاں اعتبار بھی ہے

☆☆﴿۱۹۷﴾☆☆

پھیلائیے نہ پاؤں کی زنجیر کے لیے
 دنیا سے ہاتھ اٹھائیے تکبیر کے لیے

☆☆﴿۱۹۸﴾☆☆

دل مرا اور خواہشیں ان کی یہ کیا اندھیر ہے

سحر ہے یا فلم ہے یا کچھ سمجھ کا بھیر ہے
لوگ کہتے ہیں یہاں اکبر کبھی آباد تھا
شاید ایسا ہی ہو اب تو خاک کا اک ڈھیر ہے

☆☆﴿۶۹۹﴾☆☆

جاں بر نہ ہوسکا گو فرقت کی شب سحر کی
تھوڑی نہیں تھی اکبر تکلیف رات بھر کی

☆☆﴿۷۰۰﴾☆☆

ہو اگر سینے میں ناسور ہوا جاتا ہے
غم سے دل خون تھا اب نور ہوا جاتا ہے
دیکھ ہی لو گے زمانے میں قیامت برپا
نالہ خستہ داں صور ہوا جاتا ہے

☆☆﴿۷۰۱﴾☆☆

چشم بتاں نے نفس کی خواہش ابھار دی
دنی ہماری دشمن دیں نے سنوار دی
لذت خدا کے نام میں کچھ کم نہ تھی مگر
پیش شکم زبان نے ہمت ہی ہار دی
بندوق کا نہیں ہے جو لیسنس غم نہیں
میں نے تو اس خیال ہی کو گولی مار دی

☆☆﴿۷۰۲﴾☆☆

جس طرف دیکھو خیال تیزی رفتار ہے
منزل مقصود کیا ہو یہ سمجھ دشوار ہے

☆☆﴿۷۰۳﴾☆☆

قرار دل کو نہیں حسن انتشار تو ہے
وصال یار نہیں ہے خیال یار تو ہے

☆☆﴿۷۰۴﴾☆☆

اتنا جئے کہ جانے والے گزر گئے
پرساں رہا نہ کوئی چپ چاپ مر گئے

☆☆﴿۷۰۵﴾☆☆

تم دیکھتے ہو اکبر دنیا کا رخ کدھر ہے
یہ وقت الاماں ہے یہ وقت الخدر ہے
حیرت سے دیکھتا ہوں ہر صاحب خرد کو
اس کی زباں کدھر ہے اور اس کا دل کدھر ہے

☆☆﴿۷۰۶﴾☆☆

کیا ہو رہا ہے دل میں اثر کچھ نہ پوچھے
کس پر پڑی ہے میری نظر کچھ نہ پوچھے
کیا کر رہی ہے کبر فہمکن قدرت خدا
ہے پوچھنے کی بات مگر کچھ نہ پوچھے

☆☆﴿۷۰۷﴾☆☆

جینے والوں ہی کے ہیں ہنگامے
خلق انھیں پر نگاہ کرتی ہے
مست دنیا میں ہیں یہ کیا جانیں
مرنے والوں پہ کیا گزرتی ہے

☆☆﴿۷۰۸﴾☆☆

خدا کے گھر سے اب آرز کی جو خبر آئے
بتوں کے پاؤں پہ ہم کو تو سی نظر آئے

☆☆﴿۷۰۹﴾☆☆

ہوا کیوں شوق آزادی کا جب زنجیر ایسی تھی
دل ایسا کیوں ملا ہم کو کہ جب تقدیر ایسی تھی

☆☆﴿۷۱۰﴾☆☆

خرد کی ناتوانی ہے نظر کی ماصبوری ہے
ہوا جو کچھ ضروری تھا جو کچھ ہوگا ضروری ہے

☆☆﴿۷۱۱﴾☆☆

حادثے اپنے طریقوں سے گزرتے ہی رہے
کیوں ہوا ایسا یہ ہم تحقیق کرتے ہی رہے
صفحہ ہستی پر آخر کس قلم کی ہے کشش
آتش مٹتے ہی رہے لیکن ابھرتے ہی رہے
انتظار آخر اجل سے کر گیا یاں ہم کنار
چشم بد دور آپ اپنے گھر سنورتے ہی رہے

☆☆﴿۷۱۲﴾☆☆

کچھ دیکھتا نہیں میں دل زار کے لیے
جو کچھ یہ ہو رہا ہے سب اخبار کے لیے

☆☆﴿۷۱۳﴾☆☆

یاد حق دل سے دور کر نہ سکے

مجھ سے یہ بت غرور کر نہ سکے
 مجھ کو رنج شکست شیشہ دل
 ان کو غصہ کہ چور کر نہ سکے
 مجھ کو تو بس میں کر لیا بیشک
 حق کو راضی حضور کر نہ سکے

☆☆﴿۱۳﴾☆☆

دنیا سے قطع خوب اگر خوش نہ رکھ سکے
 آنکھوں کو بند کر جو نظر خوش نہ رکھ سکے
 دنیا کی لذتیں جو ملی تھیں وہ ہو چکیں
 خوش کر لیا تھا دل کو مگر خوش نہ رکھ سکے

☆☆﴿۱۴﴾☆☆

جسم بے سر ہے اب ہماری قوم
 خوار زار و خراب و اتر ہے
 ہنس کے کہنے لگے جناب مذاقؐ

بس یہ کہئے ہر ایک خود سر ہے

☆☆﴿۱۵﴾☆☆

جو مسرت تیری محتاج نگاہ غیر ہے
 اس مسرت میں نہ خوبی ہے نہ کوئی خیر ہے

☆☆﴿۱۶﴾☆☆

جس کے دل میں شان باری کا تصور گھر کرے

اس کو کیا پروا کہ کوئی بت مرا آزر کرے

☆☆﴿۷۷﴾☆☆

خدا کے باب میں یہ غور کیا ہے
خدا کیا ہے خدا ہے اور کیا ہے
بڑھاتے کیوں ہو تم لفظوں کو آگے
بساط ذہن پر یہ جوہر کیا ہے

☆☆﴿۷۸﴾☆☆

اس باغ میں یہ نگاہ اکبر
دل کو بے حد ابھارتی ہے
کس کے فراق میں پیہما
کوکل کس کو پکارتی ہے

☆☆﴿۷۹﴾☆☆

کیا صیاد نے بئیل سے کیا تو نے نہیں دیکھا
کہ تیرے آشیاں سے یہ قفس آراستہ تر ہے
کہا اس نے اسے تسلیم کرتی ہے نظر میری
نشاط طبع کی مہلک مگر بیکاری پر ہے

☆☆﴿۸۰﴾☆☆

دیر کے عیش میں تکلیف مع الخیر تو ہے
کعبہ میں کچھ نہ سہی خاتمہ بالخیر تو ہے

☆☆﴿۸۱﴾☆☆

جو پوچھا دل سے اس جینے کا کیا مقصود آخر ہے

شکم بولا کہ اس کی بحث کیا خادم تو حاضر ہے
 شکم کی پیٹھ ٹھوکی نفس امارہ نے خوش ہو کر
 صدائے باطنی اٹھی کہ یہ کمبخت کافر ہے

☆☆﴿۷۲۲﴾☆☆

رشتہ توحید سے لپٹا نہیں تارِ نظر
 الجھنیں کہیں خوب پیدا سبب و زمار نے
 چل گئی کی لاٹھی رہ گیا جادو کا کھیل
 ساحروں کے سانپ کو مارا خدا کی مار نے
 ریل کعبے تک اگر بن بھی گئی تو ناز کیا
 عرش باری تک نہیں پائی رسائی تار نے
 دیدنی تھا ہجر کی شب وہ نجوم انتظار
 اور دیکھا ہی نہیں کچھ دیدہ بیدار نے
 باپ ماں سے شیخ سے اللہ سے کیا ان کو کام
 ڈاکٹر جنوا گئے تعلیم دی سرکار نے

☆☆﴿۷۲۳﴾☆☆

جب آنکھ کو کھلنے میں ہو جھپک جب منہ میں زباں جہنم سے ڈرے
 اس قید میں کیوں کر جینا ہو اللہ ہی اپنا فضل کرے
 کیا ناز ہو ایسی ساعت پر افسوس ہے ایسی حالت پر
 یا جھوٹ کہے یا کچھ نہ کہے یا کفر کرنے یا کچھ نہ کر
 قاتل کو بھروسہ قوت کا اور ہم کو خدا کی رحمت کا
 ہونا تھا جو کچھ وہ ہو ہی لیا وہ بھی نہ رکا ہم بھی نہ ڈرے

☆☆﴿۷۲۴﴾☆☆

دل کی بیتابی ہے ثابت آنکھ کے اظہار سے
بجلیاں پیدا ہوئی ہیں آنسوؤں کے تار سے
جب طبیعت خوش نہیں تو کیا کرے اچھا مکاں
دل بہل سکتا نہیں اپنا در و دیوار سے

☆☆﴿۷۲۵﴾☆☆

چشمِ مینا تو نے پانی ہے تو یہ دنیائے دوں
اک نہ اک دن تیری نظروں سے اتر ہی جائے گی

☆☆﴿۷۲۶﴾☆☆

کس قدر دلکش نگاہ ساقی مخمور ہے
صبر بھی بے تاب ہے تقویٰ بھی اب معذور ہے
خانہ ہستی کی ترکیبوں میں کیا دُھل خرد
حکم ہے تقدیر کا تدبیر اک مزور ہے
میں جسے سمجھا ہوں میں وہ نفس کی ہیں خواہشیں
میں حقیقت میں جو ہے مجھ سے نہایت دور ہے
امتحانوں سے ہوئی طے بحث جبر و اختیار
میل جب ہو جائے مختاری میں تب مجبور ہے
آپ سے مل کر میں کیوں نقصان اٹھاؤں اے جناب
آپ کو جب صرف اپنا فائدہ منظور ہے
ڈارون صاحب یہ اچھا مسئلہ سمجھا گئے
دعویِٰ محدودیت میں مست ہر لنگور ہے

☆☆﴿۷۷﴾☆☆

تدبیر بشر خوب الٹ پھیر کرے گی
رفار فنا سب کو مگر ویر کرے گی

☆☆﴿۷۸﴾☆☆

زندگی سے میرا بھائی سیر ہے
پھر بھی خوراک اس کی ڈھائی سیر ہے

☆☆﴿۷۹﴾☆☆

حق پرستی کا نشان اب قبر ہے یا صبر ہے
اور جو کچھ ہے عقیدوں پر فقط اک جبر ہے

☆☆﴿۸۰﴾☆☆

اب شیخ ہند برہمنوں کے گلے گلے
شیخ بن کے آئے تھے زمار ہو گئے
اس منزل فنا میں جو رکھی بنا تو کیا
دیوار اٹھا کے نقش بہ دیوار ہو گئے

☆☆﴿۸۱﴾☆☆

نہ چھوڑ دل کو کسی دل شکن اثر کے لیے
ہے مہتا یہ خبر دوسری خبر کے لیے

☆☆﴿۸۲﴾☆☆

جنون عشق سے انسان کی طینت سنورتی ہے
یہی مستی وہ ہے جو عقل کو ہشیار کرتی ہے
یہ سچ ہے بے خبر ہے نصف دنیا نصف دنیا سے

کہ یہ ماتم میں ہے مصروف اور وہ چین کرتی ہے
 ہاں اپنے اثر میں حس کی قوت لا نہیں سکتا
 زبانیں کہہ نہیں سکتیں دلوں پر جو گزرتی ہے
 وہ ایذا نہیں مجھے مایوسیوں نے دیں ہیں اے اکبر
 کہ امید اب قدم رکھتے ہوئے بھی دل میں ڈرتی ہے
 سخن نبی کا کیا کہنا مگر یہ یاد رکھ اکبر
 جو سچی بات ہوتی ہے وہی دل میں اترتی ہے

☆☆﴿۷۳۳﴾☆☆

نہ سہی حسن عمل خوبی گفتار سہی
 ہے تو اکبر میں بھی اک بات گناہ گار سہی
 دل جو تسبیح میں مصروف ہو ہے مراد
 تشفقہ بلائے ہیں دوش پہ زمار سہی

☆☆﴿۷۳۴﴾☆☆

خلاق ہی سے ملی ہے فطرت کی جو لڑی ہے
 بیٹا وہی ہے جس کی اس پر نظر پڑی ہے

☆☆﴿۷۳۵﴾☆☆

ورہ ہائے خاکس ترکیب سے جکڑے گئے
 جینے مرنے کے تماٹے کے لیے پکڑے گئے
 بے اطاعت ناتواں کا کام چل سکتا نہیں
 جھک گئے تو رہ گئے قائم اگر اکڑے گئے

☆☆﴿۷۳۶﴾☆☆

ہم اس زمانے میں رہتے ہیں اپنے گھر میں پڑے
 ہوا ہی بدلی ہوئی ہے فلک سے کون لڑے
 خدا ہی ہم کو اٹھائے گا جب تو اٹھیں گے
 ابھی تو چپ میں کوئی لاکھ اعتراض جڑے
 اگر اٹھے تو علم اپنا گاڑ لیں گے کہیں
 جو اٹھ گئے تو ہے قصہ ہی ختم خود ہی گڑے

☆☆﴿۷۲۷﴾☆☆

عرفان ضوئیں ہے شریعت کی آڑ سے
 آتش فشاں زمین دبی ہے پہاڑ سے

☆☆﴿۷۲۸﴾☆☆

خدا کی مار کا کرتا نہیں میں کچھ مذکور
 طبیعت اور ہی پہلو پہ جا کے لڑتی ہے
 نہ رہ سکے گی لطافت جو زن ہے بے پردہ
 سبب یہ ہے کہ ٹٹاہوں کی مار پڑتی ہے

☆☆﴿۷۲۹﴾☆☆

عقل کو فرداوردی کے غم میں ساز سوز ہے
 عشق ہی اچھا کہ مست جلوۂ امروز ہے
 بھیر ہی لی ہے جمال لم یزل سے اس نے آنکھ
 ورنہ ہر مد نظر انسان کو عشق آموز ہے
 زیست ہر دم ہے محتاج فنا ہر ذی حیات
 زندہ دل وہ ہے جسے ہر سانس عجز آموز ہے

☆☆﴿۷۴۰﴾☆☆

بدلی ہوئی رت محسوس ہوئی بھونرے کی ابھی آواز سنی
فطرت کی نسبتی یہ ٹھمری بیساختہ و بے ساز سنی

☆☆﴿۷۴۱﴾☆☆

دل نہ مایوسی پہ مائل ہے نہ مٹو ناز ہے
منزل ہستی میں ہر انجام اک آغاز ہے

☆☆﴿۷۴۲﴾☆☆

حرج کیا ہم بھی جو چشم سرگینیں پر لیں لئے
یہ بلائیں اس تماشا گاہ میں تھیں کس لیے
سجدہ دیر و حرم سے معرفت کس کو نصیب
سنگ در آیا نظر خلقت نے ماتھے گھس لئے

☆☆﴿۷۴۳﴾☆☆

ڈیڑھ سو محراب میں ذرا دشوار ہیں
سایہ ہوٹل میں بے یا فقط دس لیجے
حضرت امیر سے کہہ دو قافلہ تیار ہے
اک رزو لیونشن کا ٹٹو آپ بھی کس لیجے

☆☆﴿۷۴۴﴾☆☆

اب کیا میں طلب دنیا کی کروں کیوں زحمت اٹھاؤں اس کے لیے
دل کہتا ہے اور سچ کہتا ہے کے دن کے لیے اور کس کے لیے
ہو تم کو مبارک شوق نمود غسروہ پڑا رہنے دو مجھے
کافی ہے یہاں یہ داغ جگر تم شمع نبو مجلس کے لیے

یہ گوش و زبان و چشم چمن غوغائے جہاں سے فارغ ہیں
کرتا ہوں دعائیں گل کے لیے سوسن کے لیے نرگس کے لیے

☆☆﴿۷۳۵﴾☆☆

روح کا ہے امتحاں اور زندگی کا کورس ہے
ہے مبارک وہ سمجھ قرآن جس کا سورس ہے

☆☆﴿۷۳۶﴾☆☆

کیا وہ درست ہو مری نظموں کے فورس سے
فرصت کہاں ہے قوم کو کالج کے کورس سے

☆☆﴿۷۳۷﴾☆☆

استخوان مغربی کا شکر کرنا ہے بجا
باہمی عفو عفو یہ لیکن قابل افسوس ہے
بس ہی تو رہ گیا تیرا ذرا آئینہ دیکھ
شاہد مغرب سے کیا فکر کنارو بوس ہے

☆☆﴿۷۳۸﴾☆☆

ہنگامہ جاناں سوا دو کوس ہے
چل نہیں سکتے بڑا افسوس ہے

☆☆﴿۷۳۹﴾☆☆

فسادیت میں جب نہیں ہے تو پھر مجھے خطرہ کیوں کہیں ہے
بہت مکلف ہیں یہ اشارے کہ اس سے بچئے اور اس سے بچئے
برس رہی ہو جو چیز ہم پر خیال اس کا نہ آئے کیونکر
شعور ہو کس طرح معطل کہاں یہ ممکن کہ حس سے بچئے

وہ اک زمانے سے بدگماں ہیں خبر نہیں کیا اثر کہاں ہیں
سمجھ میں آتا نہیں کچھ اکبر کہ کس سے اب ملنے کس سے بچنے

☆☆﴿۷۵۰﴾☆☆

شامت آئی ہے یہ مسلم ہے
بحث اتنی ہی رہ گئی کس کی
میری جانب اشارہ غالب ہے
یعنی اکثر یہ کہتے ہیں اس کی
خیر جو کچھ خدا کی مرضی ہو
کل ہی جائے گا آئی ہے جس کی
اس قدر تو مجھے بھی کھٹکا ہے
بڑھ گئی مری بہت دھسکی

☆☆﴿۷۵۱﴾☆☆

اکبر کو کیا ابھاروں مایوس ہی نہیں ہے
ایسا مٹا کہ مٹا محسوس ہی نہیں ہے

☆☆﴿۷۵۲﴾☆☆

ارتقائے نے کی برکت دیکھئے
تاجر اب اہل قلم ہیں بانس کے

☆☆﴿۷۵۳﴾☆☆

عقل نے اچھی کہی کل لالہ مجلس رائے سے
جھک کے چلنا چاہیے ہم سب کو دائرے سے
شعر کیسا ہی ہو لیکن قافیے اس کے ہیں خوب

کون ایسا ہے کہ جو ہو مختلف اس رائے سے

☆☆﴿۷۵۴﴾☆☆

پوچھتے کیا ہو کہ تو پیرو ہے یا ہرنس ہے
بندہ جو کچھ ہو بہر حالت بلا لیسنس ہے

☆☆﴿۷۵۵﴾☆☆

یاس اس سے ہوگئی امید تھی جس بات کی
جی رہا ہوں شکر ہے لیکن خوشی کس بات کی

☆☆﴿۷۵۶﴾☆☆

سیٹھ جی کو فکر تھی ایک اک کے دس دس کیجئے
موت آ پہنچی کہ حضرت جان واپس کیجئے
ماتم شام اودھ میں میں تو اب مصروف ہوں
آپ ہی نظارہ صبح بنارس کیجئے

☆☆﴿۷۵۷﴾☆☆

افواہ ہے کہ اکبر بے ہوش ہو گیا ہے
یہ تو غلط ہے لیکن خاموش ہو گیا ہے

☆☆﴿۷۵۸﴾☆☆

فلسفہ ان کا انھیں کی چال کا ہمدوش ہے
ان میں دولت خیز ہے او ہم میں مذہب نوش ہے

☆☆﴿۷۵۹﴾☆☆

بزم ہستی میں محبت کے ترانوں کو نہ چھوڑ
یہ وہ شے ہے جسے ہر ساز سے اک ساز ہے

☆☆﴿۷۰﴾☆☆

خود گوار نہیں فریاد کا یہ جوش مجھے
 کر بھی چکیتی اجل آ کر کہیں خاموش مجھے
 عقل کچھ کر نہ سکی قدر شناسی جنوں
 بزم ہستی میں مبارک نہ ہوا ہوش مجھے
 حالت قابل فریاد کے سب ہیں شاہد
 اس سے کیا ہوتا ہے کر دیجئے خاموش مجھے
 تاب نظارہ گلزار میں کیا لاؤں گا
 رت بدلنا ہی کئے دیتا ہے بے بیہوش مجھے
 بت پرستی میں بھی پردے کا ہوں حامی اکبر
 بخش ہی دے گا خداوند خطا پوش مجھے

☆☆﴿۷۱﴾☆☆

سبح صندل کا ہے مگر افسوس
 دب گئی بو فرنج پالش سے

☆☆﴿۷۲﴾☆☆

مقابل غیر مذہب کے تو مذہب جوش رکھتا ہے
 عموماً ورنہ اپنے آپ کو بے ہوش رکھتا ہے
 رہ حق کے جو سالک ہیں وہ مستیٰ میں اے اکبر
 کہ ان کو ساقی توحید ساغر نوش رکھتا ہے

☆☆﴿۷۳﴾☆☆

دل سوزاں کو اک نعمت سمجھ یہ گرم جوشی ہے

امید آخرت میں مست رہ یہ بادہ نوشی ہے

☆☆﴿۷۴﴾☆☆

ان بتوں کے باب میں اتنی ہی میری عرض ہے
کفر ہے ان کی پرستش پیار کرنا فرض ہے

☆☆﴿۷۵﴾☆☆

اب تو ہے یہ سوچ کیا بساط زندگی
ہو چکا وہ دن کا وہ دور نشاط زندگی
دیکھئے انجام کیا ہو ڈرہا ہوں دیکھ کر
لذت دنیا سے اتنا اختلاط زندگی
یہ بھی فانی وہ بھی فانی دونوں ہیں بے اعتبار
انقباض موت ہو یا انقباض زندگی

☆☆﴿۷۶﴾☆☆

یوں تو ہیں جتنے شگوفے سب کو فکر باغ ہے
یہ مگر سچ ہے کہ لالہ ہی کے دل میں داغ ہے

☆☆﴿۷۷﴾☆☆

خردیوں میں قافیے ہیں ومانا ردیف ہے
یہ انظم کائنات بھی کتنی لطیف ہے

☆☆﴿۷۸﴾☆☆

سخن میں یوں تو بہت موقع تکلف ہے
خودی خدا سے جھکے بس یہی تصوف ہے
کوئی عظیم نتیجہ ضرور ہے ملحوظ

نظام جسم بشر میں بڑا تکلف ہے
خدا کا شوق نہ ہو آخرت کا فوق نہ ہو
اسی کا نام ہے دنیا تو لائق تہ ہے
بسان تیغ کبھی سرخرو یہ ہو نہ سکی
عجب نہیں کہ اسی سے تفنگ پرتف ہے

☆☆﴿۷۶۹﴾☆☆

حسین جیسے ہو تم یونہی جو خوش اخلاق ہو جاتے
زمانہ مدح کرتا شہرہ آفاق ہو جاتے
حواس و ہوش رخصت ہو چکے دم بھی نکل جاتا
تو فطرت کے جو قرضے ہیں وہ سب بیباق ہو جاتے

☆☆﴿۷۷۰﴾☆☆

بے مثل فائدہ ہمیں دل کے سبق سے ہے
خلوت میں انجمن کا مزا یاد حق سے ہے

☆☆﴿۷۷۱﴾☆☆

خلق مجھ سے طالب پابندی اخلاق ہے
میری حالت کی مجھ پر تھینک یو بھی شاق ہے
دل کے ٹکڑے کر دیئے غم نے جگر خوں ہو گیا
ہوش کا یہ تو رستم دیکھو کہ اب تک چاق ہے

☆☆﴿۷۷۲﴾☆☆

یار کا حسن سب پہ فائق ہے
واقعی دیکھنے کے لائق ہے

ان مصائب سے کام لے اکبر
غم بڑا مدرک حقائق ہے

☆☆﴿۷۷۳﴾☆☆

دوسروں پر نکتہ چینی کا تجھے کیوں شوق ہے
اپنی اپنی خو ہے اکبر اپنا اپنا ذوق ہے

☆☆﴿۷۷۴﴾☆☆

دوسروں پر نکتہ چینی کا تجھے کیوں شوق ہے
اپنی اپنی خو ہے اکبر اپنا اپنا ذوق ہے

☆☆﴿۷۷۵﴾☆☆

صوفی باصفا کا بھی اچھا مذاق ہے
اس فلسفے میں ہوش کا آنا فراق ہے

☆☆﴿۷۷۶﴾☆☆

ہر کس و ناکس سے دنیا میں تعلق کیجئے
یا جہاں تک ہو سکے ترک تعلق کیجئے

☆☆﴿۷۷۷﴾☆☆

فقط سڑکوں سے تسکین ڈاؤ چشم شرقی ہے
اندھیرا ہے گھروں میں راستوں میں لپ بڑتی ہے

☆☆﴿۷۷۸﴾☆☆

عشق کے معنے کے عالم تھے مگر عاشق نہ تھے
صورتِ عذرا سے واقف تھے مگر واقع نہ تھے

☆☆﴿۷۷۹﴾☆☆

پھنسا ہوں زندگی میں سانس روکے رک نہیں سکتی
مگر دنیا کی خاطر میری گردن جھک نہیں سکتی
تیری باتیں رہ تحقیق کی سالک ہی نہیں
میں نہ مانوں گا کہ میرا کوئی مالک ہی نہیں
لطف جب تھا کہ منی اور رشی رہتے تھے
ہر دوار اب وہ نہیں اور وہ سوالک ہی نہیں

☆☆﴿۷۸۰﴾☆☆

شکر ہے سنی و شیعہ کا ارادہ نیک ہے
طرز طاعت دو سہی ترکیب کالج ایک ہے
گھر میں گو یہ فرق ظاہر ہو کہ حلوا یا پلاؤ
خوان مغرب پر مگر دونوں کے آگے کیک ہے

☆☆﴿۷۸۱﴾☆☆

آنکھ مجبور نہیں بت کو اگر تکتی ہے
ہو خدا پر جو نظر بند بھی ہو سکتی ہے

☆☆﴿۷۸۲﴾☆☆

یہ لفظ تو ہیں برائے معنی مگر نہایت ہی سست و ناقص
زبان پیچھے ہی رہ گئی ہے نگاہ دل دور تک گئی ہے

☆☆﴿۷۸۳﴾☆☆

کافی اگرچہ لیٹنے کو اک پلنگ ہے
انگڑائیوں کو عرصہ دنیا بھی تنگ ہے

☆☆﴿۷۸۴﴾☆☆

قوم ضعیف تنگ ہے چندوں کی مانگ سے
 کالج کے چیونٹے لپٹے ہیں ٹیڑی کی مانگ سے
 عالم ہیں چپ جو مستند و باوقار ہیں
 گونجا ہوا پرس ہے وفاقی کے سانگ سے

☆☆﴿۷۸۵﴾☆☆

یہ دنیا اپنے سازوں میں اک روز بھی خوش آہنگ نہ تھی
 وہ کون زمانا گزرا ہے جب حرص نہ تھی جب جنگ نہ تھی
 ہاں نفس کے بندے لڑتے ہیں شوکت کے لیے دنیا کے لیے
 جو حق کی طرف سے مصلح ہیں ہیں تیغ بکف عقبی کے لیے

☆☆﴿۷۸۶﴾☆☆

(معقول)

واعظ کا جو ارشاد ہے وہ ریزنیل ہے

(موافق موسم)

رندوں کی یہ مستی بھی مگر سیزنیل ہے

☆☆﴿۷۸۷﴾☆☆

گوسعی ہوائے شوق نے کی بو اس کی نہ نکلی محفل سے
 محنوں نے اڑائی خاک بہت لیلیٰ نے نہ جھانکا محمل سے
 دنیا کے تعمیر کا نہیں حسن شیدائے جمال باری کو
 پروانے کو مطلب شمع سے ہے کیا کام ہے رنگ محفل سے
 احساس ہی ایذا کا نہ ہوا فریاد و فغاں میں کیا کرتا

جس وقت یہ خنجر تھا گلا آنکھ اپنی ملی تھی قاتل سے

☆☆﴿۷۸۸﴾☆☆

جلوہ گر ہے حسن بت وقت انہماک دل کا ہے
المدد اے ذوق عرفاں سامنا مشکل کا ہے
تیرے مینوں کے بیلباں کا ہے عالم دھوا
جو بگولا ہے وہ اک ناقہ کسی محمل کا ہے
ذرا ذرا ہے طریق عشق حق میں دل نواز
ہر قدم پر سالک رہ کو گماں منزل کا ہے
بحر ہستی خود حدوں سے اپنی ہے نا آشنا
اک حلاطم ہے پیا کس کو پتا ساحل کا ہے
یہ نظر کی ناتوانی یہ بتوں کی زینتیں
کیا کہوں اکبر بس اب اللہ مالک دل کا ہے

☆☆﴿۷۸۹﴾☆☆

کیا شان ترے جمال میں ہے
ہر وقت زمانہ حال میں ہے
پھنستی ہے اگر تو صرف مچھلی
کہنے کو تو جل بھی جال میں ہے
نیو کی گزر ہے دال ہی پر
کالا اس طرح دال میں ہے

☆☆﴿۷۹۰﴾☆☆

نہیں جب اپنی ملت کا اصول مستقل کوئی

کرے کیا رکھ کے سینے میں وفا اندیش دل کوئی

☆☆﴿۷۹۱﴾☆☆

ہم پر الزام کے دھبے جو ہیں دھل جائیں
حسنا اللہ کے معنی کبھی کھل جائیں گے

☆☆﴿۷۹۲﴾☆☆

کیا تصور ہے کہ دل جس سے دہل جاتا ہے
م نکلتے ہی وہ قانون بدل جاتا ہے
وہی فطرت کہ جو تھی حفظ بدن پر مامور
اسی فطرت سے بدن خاک میں گل جاتا ہے

☆☆﴿۷۹۳﴾☆☆

قیم و حی کا ہے تصور معین روح
فانی کا شوق نقتہ ہستی کا جال ہے

☆☆﴿۷۹۴﴾☆☆

مضمون ملا جو موج میں نقش بر آب کا
بیخود ہوئے حباب بھی ٹوپی اچھال کے
اے شمع بافروغ ہے راہ فنا میں تو
سالک بہت ہی کم ہیں تری چال وصال کے

☆☆﴿۷۹۵﴾☆☆

بزم ہستی ہے ظلم بے مثال زندگی
خاک ہے پروانہ شمع جمال زندگی
جسم بن کر جان سے لپٹی ہوئی آخر فنا

خاک تھی پروانہ شمع جمال زندگی
 ہے یہی دستور لیکن کس قدر افسوسناک
 زندگی ہی کو سمجھ لینا مال زندگی
 عشق حسن آخرت میں چاہیے مستی روح
 موت سے آسان نہیں اکبر وصال زندگی
 ہے دلیل نور باطن حب دنیا کا زوال
 موت کا مشتاق ہونا ہے کمال زندگی
 خوبی معنی کا ہے فطرت میں اکبر اعتبار
 حسن صورت میں نہیں جاہ و جلال زندگی

☆☆﴿۷۹۶﴾☆☆

القدر اس درد سے جو مشتعل ہو کر رہے
 الاماں اس یاد سے جو زخم دل ہو کر رہے
 بزم ہستی میں رہا اکبر تو کیا اس کی خوش
 حکم جب یہ ہے کہ بھید مضحل ہو کر رہے

☆☆﴿۷۹۷﴾☆☆

بجائے مرحبا و آفریں فریاد اٹھی دل سے
 مجھے شرمندگی ہے قوت بازوئے قاتل سے
 سکوت اولیٰ ہے کیا حاصل بیان حالت دل سے
 تعجب خیز باتیں ہیں یقین آئے گا مشکل سے
 جنون پردہ در ہے شائق رسوائے مجنون
 عجب کیا ہے کہ اب لیلیٰ کو بھی وحشت ہو محمل سے

بصیرت نے قیامت کی ہے اس بیدست و پائی پر
 مصیبت میں پھنسا ہوں اندیاز حق و باطل سے
 جھکا سکتا ہوں میں سر کو زباں کو روک سکتا ہوں
 جواب اس کا مگر کیا ہے کہ تو کافر نہیں دل سے
 جنوں ہنگامہ بے مدعا میں مست رہتا ہے
 مبارک سعی ہے اس کی کہ مستغنی ہے حاصل سے
 بیان مدعا سے روک لیتا ہوں زباں اپنی
 تمنا سے ہے مجبوری کہ وہ گستاخ ہے دل سے

☆☆﴿۷۹۸﴾☆☆

مدیر بشر پیش قضا چل نہیں سکتی
 میں دیکھ چکا ہوں شدنی ٹل نہیں سکتی
 ارمان کوئی اب مرے دل میں نہیں آتا
 ٹوٹی ہوئی جو شاح ہے وہ پھل نہیں سکتی
 مر جائیں مگر رکھیں گے ثابت قدم اپنا
 ہے مرد میں جو دال کبھی گل نہیں سکتی

☆☆﴿۷۹۹﴾☆☆

لاکھ آرائش کرے کوئی مگر اے جان جاں
 جس کی زینت آپ میں رونق اسی محفل کی ہے

☆☆﴿۸۰۰﴾☆☆

کھیل جینے کا کھیل ہی لیں گے
 جو گذرتی ہے جھیل ہی لیں گے

☆☆﴿۸۰۱﴾☆☆

معاذ اللہ کیا بیداریئے تقدیرِ نسل ہے
ترہینا سامنے قاتل کے گستاخی میں داخل ہے
وہی قانونِ فطرت ہے جسے تقدیر کہتے ہیں
جسے قسمت سمجھتے ہیں وہ تدبیروں کا حاصل ہے

☆☆﴿۸۰۲﴾☆☆

نفس میں الجھا ہے تو اکبر ابھی دل دور ہے
راہ کے یہ خوشنما منظر ہیں منزل دور ہے

☆☆﴿۸۰۳﴾☆☆

جہاں میں عقل کی حسرت نکل نہیں سکتی
خدائی ذہن کے سانچے میں ڈھل نہیں سکتی

☆☆﴿۸۰۴﴾☆☆

جینے میں یہ غفلتِ فطرت نے کیوں طبعِ بشر میں داخل کی
مرنے کی مصیبت جانوں پر کیوں قدرتِ حق نے نازل کی
کیوں طولِ اہل میں الجھایا انسان نے اپنے دامن کو
کیوں زلفِ ہوس کے پھندے میں پھنستی ہے طبیعتِ خافل کی
کیوں ہجر کے صدمے ہوتے ہیں کیوں مردوں پر زندے روتے ہیں
کیوں جنگ میں جانیں جاتیں ہیں کیوں بڑھتی ہے ہمتِ قاتل کی
منطق کا تو دھوکا ایک طرف طاقت کی یہ شوخی ایک طرف
کیا فرق ہے خیر و شر میں یہاں کیا جانچ ہے حق و باطل کی!

☆☆﴿۸۰۵﴾☆☆

کہاں ثبات کا اس کو خیال ہوتا ہے
 زمانہ ماضی ہی ہونے کو حال ہوتا ہے
 فروغ بدر نہ باقی رہا نہ بت کا شباب
 زوال ہی کے لیے ہر کمال ہوتا ہے
 میں چاہتا ہوں کہ بس ایک ہی خیال رہے
 مگر خیال سے پیدا خیال ہوتا ہے
 بہت پسند ہے مجھ کو خموشی و عزلت
 دل اپنا ہوتا ہے اپنا خیال ہوتا ہے
 وہ توڑتے ہیں تو کلیاں شکستہ ہوتی ہیں
 وہ روندتے ہیں تو سبزہ نہال ہوتا ہے
 سوسائٹی سے الگ ہو تو زندگی دشوار
 اگر ملو تو نتیجہ ملال ہوتا ہے
 پسند چشم کا ہرگز کچھ اعتبار نہیں
 بس اک کرشمہ وہم و خیال ہوتا ہے
 اگرچہ آہ سے تکلیف دل کو ہو لیکن
 ہوائے نفس میں کچھ اعتدال ہوتا ہے
 نگاہ لطف بتاں مطمئن نہیں کرتی
 فریب ہی کا مجھے احتمال ہوتا ہے
 خدا کا شوق ہو جس کو میں اس کا شائق ہوں
 خدا کا یوں تو ہر اک کو خیال ہوتا ہے
 اگرچہ ریش منڈانے سے ہے صفائی رخ

گناہ گار مگر بال بال ہوتا ہے

☆☆﴿۸۰۶﴾☆☆

خودی کے اظہار میں دوئی ہے دوئی کو وحدت سے کیا تعلق
فراق اپنا کرے گوارا جو کوئی اس کا وصال چاہے

☆☆﴿۸۰۷﴾☆☆

ابتدا گرمی کی ہے اپریل سے
اب میں گھبرانے لگا کھپریل سے

☆☆﴿۸۰۸﴾☆☆

حضور سے سبب افسردگی کا کیا میں کہوں
نشاط طبع غلامی کے ساتھ مشکل ہے

☆☆﴿۸۰۹﴾☆☆

کسمان راز عشق مرے آب و گل میں ہے
خاموش ہے زبان جو کچھ ہے وہ دل میں ہے
افعی زلف مس کا تو سودا برا نہیں
پچیدگی جو کچھ ہے فقط اس کے بدل میں ہے

☆☆﴿۸۱۰﴾☆☆

صبر رہ جاتا ہے اور عشق کی چل جاتی ہے
ضبط کرتا ہوں مگر آہ نکل جاتی ہے
کچھ نتیجہ نہ سہی عشق کی امیدوں کا
دل تو بڑھتا ہے طبیعت تو بہل جاتی ہے
شمع کے بزم میں جلنے کا جو کچھ ہو انجام

مگر اس عزم سے سانچے میں تو ڈھل جاتی ہے
 وعدہ بوسہ ابرو کا نہ کر غیر سے ذکر
 دل لگی میں کبھی تلوار بھی چل جاتی ہے

☆☆﴿۸۱﴾☆☆

طبیعت تیری انجینئر کے آگے کیوں بدلتی ہے
 یہ تیری سانس چلتی ہے تو کیا انجن سے چلتی ہے
 کبھی سائنس کے ان دیوتاؤں سے ذرا پوچھو
 یہ مشت خاک کیونکر جان کے سانچے میں ڈھلتی ہے
 وہی بچ شجر تحریک موسم بھی وہی لیکن
 کوئی ڈالی تو نہ جاتی ہے کوئی شاخ پھلتی ہے
 نہ اس میں ڈھل دولت کو نہ منطق کو نہ طاقت کو
 دلی حالت خدا ہی کی عنایت سے سنبھلتی ہے

☆☆﴿۸۲﴾☆☆

اکبر شگفتگی سے بے گانہ ہو گیا ہے
 پھر کیا اسے چمن کی کوئی ہوا کھلا نے

☆☆﴿۸۳﴾☆☆

دین کا ادعا ہے خلق میں سہل
 حق ہو راضی یہ بات مشکل ہے
 آمنوا میں تو سب کے آگے ہیں
 علموا الصالحات مشکل ہے
 چشم ظاہر جسے نہ دیکھ سکے

اس طرف التفات مشکل ہے
وصل ہو یا فراق ہو اکبر
جاگنا ساری رات مشکل ہے

☆☆﴿۸۱۴﴾☆☆

اسٹیشن فنا کی بھی کیا خوب ریل ہے
اس راہ میں ہر ایک پینجر کا میل ہے
غفلت نے کر دیا جنھیں آزاد وہ نہیں

میری نگاہ میں تو یہ دنیا ہی جیل ہے

☆☆﴿۸۱۵﴾☆☆

عیش دنیا میں بہت ہے کہ مصیبت ہے بہت
اس سے پوچھو جو کوئی پیر کہن سال ملے

☆☆﴿۸۱۶﴾☆☆

امید راحت اس دنیا میں تصویر خیالی ہے
کہاں ہے جام عیش ایسا کہ جو تلخی سے خالی ہے

☆☆﴿۸۱۷﴾☆☆

کار دنیا میں بھی یاد مرگ غالب دل پہ ہے
راہ ہے زیر قدم لیکن نظر منزل پہ ہے

☆☆﴿۸۱۸﴾☆☆

غنچہ کھل جائے تو پھر زینت محفل نہ سہی
خود نگاہتہ رہے گلہستے میں داخل نہ سہی

زائد خشک کی صحبت سے میں گھبراتا ہوں
سوز دل جب نہیں پھر کچھ نہیں جاہل نہ سہی
چشم کم سے یہ بت اکبر کو جو دیکھیں دیکھیں
ہے وہ مقبول حرم دیر کے قابل نہ سہی

☆☆﴿۸۱۹﴾☆☆

زائد خشک کی صحبت سے میں گھبراتا ہوں
سوز دل جب نہیں پھر کچھ نہیں جاہل نہ سہی
چشم کم سے یہ بت اکبر کو جو دیکھیں دیکھیں
ہے وہ مقبول حرم دیر کے قابل نہ سہی

☆☆﴿۸۲۰﴾☆☆

دل وہ ہے جو باغ ایماں کی ہوا سے پھول جائے
آخرت کی یاد میں دنیا کو بالکل بھول جائے
یہ ارادے ہیں تو ذکر مکتب و مسجد فضول
کہہ دو لڑکے سے خریدے ریڈ رہ اسکول جائے
پالسی کے باغ میں جھولے امیدوں کے بہت
جس کا جی چاہے وہ بڑوں بے تکلف جھلی جائے

☆☆﴿۸۲۱﴾☆☆

ذہن عالی اور ہے جمیعت دل اور ہے
علم منزل اور ہے اور قرب منزل اور ہے

☆☆﴿۸۲۲﴾☆☆

مصرعہ بہت بلغ یہ ان کی غزل میں ہے

شچی تو مسئلوں میں ہے جنت عمل میں ہے

☆☆﴿۸۲۳﴾☆☆

بلا زینت بھی رنگیں دل کو راحت مل ہی جاتی ہے
کلی بیرون گلشن ہو تو وہ بھی کھل ہی جاتی ہے
بھروسا انتظام عافیت کا کیا ہے دنیا میں
کہ ہر بنیاد آخر اک نہ اک دن بل ہی جاتی ہے

☆☆﴿۸۲۴﴾☆☆

تازگی رنگ گل مرثوہ میں ممکن نہیں
کیا چلے باد صبا کی لطف شبنم کیا کرے
نیڈیت پر کیا میں نے جو اظہار ملال
سن کے صاحب نے کہا سچ ہے مگر ہم کیا کرے
انکشاف راز ہستی عقل کی حد میں نہیں
فلسفی یاں کیا کرے اور سلا عالم کیا کرے
کہر ظاہر حرص غالب ذکر حق دیوانگی

اں جگہ کوئی سر تسلیم کو خم کیا کرے
چاہتا ہوں صرف اک بوسہ وہاں تنگ کا

خواہشیں اس سے زیادہ اب کوئی کم کیا کرے

☆☆﴿۸۲۵﴾☆☆

خیر کب ہے عشق گیسو میں دل ناکام کی

دیکھتے ہو ہند میں حالت جو ہے اسلام کی
 دیکھ کہ تیری اداسی ہائے اے شمع سحر
 محو دل سے ہوگئی رونق چراغِ شام کی
 واقعات دہر سے دل بستی کم کیجئے
 پھر شکایت کم رہے گی گردشِ ایام کی

☆☆﴿۸۲۶﴾☆☆

حضرت اکبر مرے کس کام کے
 ہیں تو مسلمان مگر نام کے
 لے گئی ایمان تیری چشمِ مست
 اہل نظر رہ گئے دل تھام کے

☆☆﴿۸۲۷﴾☆☆

خالق سے دل لگانا اسلام ہے تو یہ ہے
 ہر کام میں توکل بس کام ہے تو یہ ہے
 کرتا ہوں اللہ اللہ اور دل میں ہوں سمجھتا
 کام آئے مرتے دم بھی وہ نام ہے تو یہ ہے
 تکلیف صبر سببِ آرام ہے تو یہ ہے
 نا کردنی سے بچئے بس کام ہے تو یہ ہے

☆☆﴿۸۲۸﴾☆☆

اس قدر گستاخِ دل سے شدتِ غم ہوگئی
 آپ اپنے ساتھ ہمدردی مری کم ہوگئی
 وہ طبیعت وہ امیدیں وہ مشاغل وہ نشاط

اب کہاں وہ بات تھی اک بزم برہم ہوگئی
 دل تو پہلے ہی سمجھتا تھا کہ کچھ سمجھا نہیں
 اب زباں بھی قائل واللہ اعلم ہوگئی
 شاید نرم ازل کے فیض کا کیا پوچھنا
 خاک نے اتنی ترقی کی کہ آدم ہوگئی
 ہو مسلمانوں کو شاید اب بھی عقبی کا خیال
 آخرت پر لیکن اب دنیا مقدم ہوگئی

☆☆﴿۸۲۹﴾☆☆

خدا کہاں ہے اب اس کا ہر مقام میں ہے
 نہ سمجھے کوئی تو کہہ دو کہ اپنے نام میں ہے
 بغیر موت و مصیبت کے چل نہیں سکتا
 عجیب راز یہ دنیا کے انتظام میں ہے

☆☆﴿۸۳۰﴾☆☆

آنکھ محروم سہی لب پہ ترا نام تو ہے
 تیری ہستی کا یقین قاطع اوصام تو ہے
 کہتی تھی سبز پری ہو کے سجا سے خارج
 راجہ اندر نہ سہی جلوہ گلنام تو ہے
 برہمن دل میں اگر رام سے کہتا ہے کہ آ
 بات یہ خوب ہے اک صورت آرام تو ہے

☆☆﴿۸۳۱﴾☆☆

ہمیں تو خامشی میں اپنے دل سے کام لینا ہے

زباں وہ بزم میں کھولیں جنہیں انعام لینا ہے
نہایت خوشنما کھولی ہیں راہیں آپ نے لیکن
وہ رکھیں پاؤں جن کو اپنے سر لازم لینا ہے

☆☆﴿۸۳۲﴾☆☆

سنورتے تھے کہ اک عالم کی آنکھیں ہم کو دیکھیں گی
خبر کیا تھی ہماری مجلس ماتم کو دیکھیں گی

☆☆﴿۸۳۳﴾☆☆

عالم معنی میں ہیں اتنا ہی ہم میں زور ہے
ہاتھ میں ریشہ ہے اب لیکن قلم میں زور ہے

☆☆﴿۸۳۴﴾☆☆

سچی خوشی جہان میں ہو بھی اگر تو کم ہے
بس غفلتیں ہیں طاری اور یہ نہیں تو غم ہے

☆☆﴿۸۳۵﴾☆☆

میرا مسلک کچھ جدا ہے شیخ کے اسلام سے
یاں خدا سے کام ہے اس کو خدا کے نام سے
یاں نگاہ خاص سے ہوتا ہے دل کو انہباط
اس کو راحت ملتی ہے فطرت کے فیض عام سے
عشوہ ساقی کا یاں طالب ہوں میں بہر سرور
اغذ کر لیتا ہے وہ مستی کو در جام سے
ہے کفیل کار میرا یاں جنون صلح خیر
واسطہ رہتا ہے اس کو عقل جنگ انجام سے

مست رکھتے ہیں اسے جھونکے ہوئے باغ کے
کام الٹی سے نہ اکبر کو نہ مطلب آم سے

☆☆﴿۸۳۶﴾☆☆

اگرچہ تکلیف نزع میں ہوں سکون خاطر بھی کم نہیں ہے
کسی سے ملنے کی ہیں امیدیں کسی سے چھٹنے کا غم نہیں ہے

☆☆﴿۸۳۷﴾☆☆

چشم و دل میں عکس دنیا کا ہجوم عام ہے
شبہ ہنگامہ ادراک کا انجام ہے
چشم ابراہیم و دور انجم و شمس و قمر
اس کو کہتے ہیں نظر اور عقل کا یہ کام ہے

☆☆﴿۸۳۸﴾☆☆

اتنے ساتھی اٹھ گئے اس بزم غم انجام سے
دل کو شرم آنے لگی اب خواہش آرام سے

☆☆﴿۸۳۹﴾☆☆

کہاں دلوں سے شریعت کا کام چلتا ہے
فقط زباں سے بزرگوں کا نام چلتا ہے
ہوئی طریق بزرگاں کی پیروی مفقود
بس ان کے نام پہ لٹھ صبح و شام چلتا ہے

☆☆﴿۸۴۰﴾☆☆

فلسفہ غم کا جسے معلوم ہے
ہو مبارک وہ اگر مغموم ہے

کر دیا اس کو بصیرت نے خموش
اب تو اکبر کی نظر کی دھوم ہے

☆☆﴿۸۴۱﴾☆☆

مسلم پر عمل کرنے سے غافل نفس آثم ہے
جدھر دیکھو وہی بخشش ہیں جن میں لاسلم ہے

☆☆﴿۸۴۲﴾☆☆

کھلایا شیخ کو اس شوخ کے شریر تکلم نے
مثایا زہد کی خشکی کو اک موج تبسم نے

☆☆﴿۸۴۳﴾☆☆

تصوف ہی زباں سے دل میں حق کا نام لایا ہے
یہی مسلک ہے جس میں فلسفہ اسلام لایا ہے

☆☆﴿۸۵۴﴾☆☆

حضرت اکبر کا ان روزوں بڑا ہی نام ہے
پولو پونی پر حدی خوانی انھیں کا کام ہے

☆☆﴿۸۴۵﴾☆☆

نہ مدح بت سے نہ آرائش کلام سے ہے
مری زبان کی عزت خدا کے نام سے ہے
یہ معذرت تو ملاقاتیوں سے آپ کریں
مجھے تو کام فقط آپ کے سلام سے ہے

☆☆﴿۸۴۸﴾☆☆

کیا پوچھتے ہو دل کو مرے کیا مقام ہے

فطرت کے کارخانے میں غم کا گدام ہے

☆☆﴿۸۴۷﴾☆☆

باغباں ہی کے یہ طالب ہیں ہوا سے غافل
پختگی کی نہیں امید کچھ ان خاموں سے

☆☆﴿۸۴۸﴾☆☆

الم ضعیف ہو لذت اگر عدم ہو جائے
خوشی کو منہ نہ لگاؤ تو غم بھی کم ہو جائے

☆☆﴿۸۴۹﴾☆☆

کیوں یہ کدھے ہو ہر اک میں وہ اثر جو ہم میں ہے
تم کو کیا معلوم اکبر کون کس عالم میں ہے

☆☆﴿۸۵۰﴾☆☆

ہمیں چمکیں ہمیں ابھریں عبث درپے ہو اس غم کے
کرو حمد خدا سمجھو خدا چمکا تو ہم چمکے
میں مست بادہ عبرت ہوا ہوں اس تصور سے
کہ وہ ذرے بھی اب اک جانیں ہیں ساغر و جم کے

☆☆﴿۸۵۱﴾☆☆

ساری دنیا آپ کی حامی سہی
ہر قدم پر مجھ کو ناکامی سہی
نیک نام اسلام میں رکھے خدا
کفر کے حلقے میں بدنامی سہی

☆☆﴿۸۵۲﴾☆☆

چھوٹے ہی دنیا میں ہوتے ہیں زیادہ کم بڑے
سب مگر لڑتے ہیں اس پر تم بڑے یا ہم بڑے

☆☆﴿۸۵۲﴾☆☆

صدیوں غلامی کی چٹاں اور چٹیں رہی
لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی
زور آزمائیاں ہوئیں سانس کی بھی خوب
طاقت بڑھی کسی کی سکی میں نہیں رہی
دنیا کبھی نہ صلح پہ مائل ہوئی مگر
باہم ہمیشہ برسرِ پیکار وکس رہی
پایا اگر فروغ تو صرف ان نفس نے
جن کی کہ خضر راہ فقط شمع دیں رہی
اللہ ہی کی یاد بہر حال خلق میں
وجہ سکون خاطر امد و بگیں رہی

☆☆﴿۸۵۳﴾☆☆

جس نے دل کو لے لیا ہے دل لگی کے واسطے
کیا تعجب ہے کہ تفریحا ہماری جان لے

☆☆﴿۸۵۴﴾☆☆

وہی الم وہی سوز جگر فغاں بھی وہی
وہی زمیں کا چلن دور آسماں بھی وہی
بھرا ہوا ہے مضامین غم سے مکتب دہر
فلک کا کور وہی میرا امتحاں بھی وہی

میں صاف گو وہ ستم گر خدا ہی خیر کرے
 مری زباں بھی وہی اور وہ بدگماں بھی وہی
 نہ ان سے میری صفائی نہ ان سے میرا بگاڑ
 کدورتیں بھی وہی اور چنیں چناں بھی وہی
 حرم نظر میں ہے قسمت ہے دیر سے انکی
 خدا کا گھر بھی وہی بت کی شوخیاں بھی وہی
 مذاق بزم احبا جو کچھ ہو اے اکبر
 مری زباں بھی وہی اور مرا بیان بھی وہی

☆☆﴿۸۵۶﴾☆☆

ہے منع ملاقات مری ہم نفسوں سے
 فریاد کا موقع نہیں فریاد رسوں سے
 تعداد وہی انگلیوں کی گو ہے بدستور
 بیگانگی سا عدو بازو ہے دلوں سے
 ہے حکم کہ حس پالیوں کے ہو مطابق
 اب کام بدن کو نہ رگوں سے نہ نگوں سے
 چوری نہ کبھی کی ہے نہ کرنے کا ارادہ
 پھر بھی یہ ضرورت ہے کہ بھاگوں عسوں سے

☆☆﴿۸۵۷﴾☆☆

خوش شمع صفت کیوں نہ ہو زباں میری
 کہ خود ہی بزم میں روشن ہے داستاں میری

اگرچہ عقل سے کرتا ہوں میں حفاظت جاں
مگر نہ عقل مرے بس کی ہے نہ جان مری

☆☆﴿۸۵۸﴾☆☆

اگرچہ قدرت ہے بولنے کی مگر فردہ دل حزیں
عجیب حالت ہوئی ہے پیدا زبان باقی ہے منہ نہیں
جہان فانی کی اتنی وقعت تمہارے ہی فلسفے میں ہوگی
مرا عقیدہ تو یہ نہیں ہے کہ جو خدائی میں ہے یہیں ہے
نہیں ہے قومی چمن میں قائم جہاں ضرورت وہیں شگفتہ
دل ان کا گیلے کا پھول ہے اب کبھی کہیں ہے کبھی کہیں ہے
بہت نہ رونے سے یہ نہ سمجھو کہ کم ہے جوش سرشک دل میں
یہ آنسوؤں کی کمی نہیں ہے رعایت ظرف آستیں ہے

☆☆﴿۸۵۹﴾☆☆

مبارک ان کو جو حالات طبقات زمیں سمجھے
پہنچ وہ بھی گئے زیر زمیں جو کچھ نہیں سمجھے

☆☆﴿۸۶۰﴾☆☆

بزم طرب میں بھی جو حزیں تھے حزیں رہے
دل اس کا اس کے ساتھ ہے کوئی کہیں رہے
رکھیں نہ ہم سے دوست امید نشاط طبع
گو انجمن وہی ہے ہم اب وہ نہیں ہے
پیدا زیادہ سب دلیلیں ہمیں نے کیں
اور شہسے میں بھی سب سے زیادہ ہمیں رہے

کرتے تمام عمر چناں اور چینیں رہے
آخر میں کی نظر تو جہاں تھے وہیں رہے

☆☆﴿۸۶۱﴾☆☆

یہ سانس نہیں ہے سینے میں اک پھانس بشر کی جان میں ہے
درد اس کا مگر محسوس نہیں غفلت کا خمیر انسان میں ہے
دنیا کی امید اور اس کے مزے دنیا کی چمک دنیا کی صدا
کب ہم کو سمجھنے دیتی ہے کس وجہ کی ایماں میں ہے
جو ہجر کے معنی سمجھے ہیں موت وصال ان کے حق میں
لیکن یہ سمجھ ہر اک کی نہیں یہ بات فقط عرفاں میں ہے

☆☆﴿۸۶۲﴾☆☆

فروغ دل اب نہیں ہے باقی وہ سوز و ساز اس میں اب کہاں ہے
یہ آہ فریاد ہے جو لب پر بھیجی ہوئی شمع کا دھواں ہے

☆☆﴿۸۶۳﴾☆☆

دل شکستہ میں ایمان رہ سکے تو رہے
اجاڑ گھر میں یہ مہمان رہ سکے تو رہے
دل ضعیف کو چارہ نہیں ہے کفر سے اب
اگر زبان مسلمان رہ سکے تو رہے

☆☆﴿۸۶۴﴾☆☆

ہمہ تن درد کا مضمون ہوا جاتا ہے
حالت ایسی ہے کہ دل خون ہوا جاتا ہے
اتفاق امر مصیبت کو میں سمجھا تھا مگر

اب وہ میرے لیے قانون ہوا جاتا ہے

☆☆﴿۸۶۵﴾☆☆

رگ جاں پر ہے جب مصراہ ہجران میں کیا ہوگی
جہاں یہ سوز ہے اس ساز سے تسکین کیا ہوگی
کہاں اور کس طرف قائم کرو گے یادگار ان کی
دم آخر یہ ذکر ان سے کرو یاسین کیا ہوگی
بتان دیر میں پرش مری ہو یا نہ ہو اکبر
جو ہو اعزاز کیا ہوگا نہ ہو توہین کیا ہوگی

☆☆﴿۸۶۶﴾☆☆

رندی میں ذرا خوف بتوں کا نہ کریں گے
ڈرنا کبھی ہوگا تو خدا ہی سے ڈریں گے
اس حسن کے عاشق کو فنا ہو نہیں سکتی
جو آپ پہ مرتے ہیں وہ ہرگز نہ مریں گے

☆☆﴿۸۶۷﴾☆☆

جائے تیری ہی محبت میں مجھے وہ جان دے
عیش و کلفت میں رہنے محفوظ وہ ایمان دے
منتشر رہتا ہے مکروہات دنیا سے بہت
اس دل مضطر کو یا اللہ اطمینان دے

☆☆﴿۸۶۸﴾☆☆

خوب ہے مرگ فنا سے جو مٹے میری خودی
اور اسے واصل حق پر تو عرفاں کر دے

گل کو کیوں اس کا الم ہوگا کہ وہ گل نہ رہا
ارتقا اس کو اگر عارضِ جاں کر دے

☆☆﴿۸۶۹﴾☆☆

آپ کے لطف سے اللہ بچائے دل کو
ہم تو سمجھے ہیں بلا آپ کے احسان کو بھی

☆☆﴿۸۷۰﴾☆☆

اللہ بو بے شبہ وہیں ہے کہ جہاں تھا
مسلم سے تو پوچھو وہ کہیں تھا کہ جہاں ہے

☆☆﴿۸۷۱﴾☆☆

بحث کی خو اور ہے اور عشق یزداں اور ہے
رنگِ مذہب اور ہے اور نورِ ایماں اور ہے

☆☆﴿۸۷۲﴾☆☆

مہ خور سے سو ان کا رخ گننام روشن ہے
یہی جلوے وہ ہیں جن سے خدا کا نام روشن ہے
مرے دل پر ہے شمع صبح کی افسردگی چھانی
ترا رخ زلف میں مثل چراغِ شام روشن ہے

☆☆﴿۸۷۳﴾☆☆

جو میری ہستی تھی مٹ چکی ہے نہ عقل میری نہ جان میری
ارادہ ان کا دماغ میرا خیال ان کا زبان میری

☆☆﴿۸۷۴﴾☆☆

چھیڑنا اچھا ہے ساز سعی کا اس بزم میں

آدمی کو زندگی میں اک نہ اک دھن چاہیے
ہو دبسر میں مبارک یہ اچھل کود آپ کو
خون مجھ میں بھی ہے لیکن مجھ کو پھاگن چاہیے

☆☆﴿۸۷۵﴾☆☆

ہے تحت فلک میں جو زمیں ہے
دینا اچھی جگہ نہیں ہے
شک اس میں نہیں کہ ہے وہی وہ
ہم میں لیکن ہمیں ہمیں ہے

☆☆﴿۸۷۶﴾☆☆

کان میں بات بزرگوں کی ساتی ہی نہیں
ناک میں دم ہے جوانی کے خریداروں سے

☆☆﴿۸۷۷﴾☆☆

گو ہو گئے شکم کے مطالب کے ترجمان
فسوس ہے کہ دل کے زباں داں نہیں رہے

☆☆﴿۸۷۸﴾☆☆

سامنا ہر دم قیامت کا مجھے جینے میں ہے
کچھ نہ پوچھو کس قدر بے چین دل سینے میں ہے
کیا ثابت عمر بس اک جنبش فطرت کی دیہ
زندگی کیا ہے فقط اک عکس آئینے میں ہے

☆☆﴿۸۷۹﴾☆☆

اجل آپہنچی قبل اس کے کہ سمجھیں راز ہستی کا

بگاڑا موت نے اور یہ نہیں سمجھے بنے کیوں تھے

☆☆﴿۸۸۰﴾☆☆

پریس میں شیخ ہیں مسجد اجاڑ ایوان خالی ہے
کتب خانہ بھرا جاتا ہے اور میدان خالی ہے
جو کچھ چاہیں سنائیں اور بٹھائیں وہ مرے دل میں
کہ ان روزوں ہے میری آنکھ بند اور کان خالی ہے

☆☆﴿۸۸۱﴾☆☆

زبان و لفظ کا جلوہ فقط حد بیاں تک ہے
تسلسل موج معنی کا خدا جانے کہاں تک ہے
خدا کی راہ میں بے شرط کرتے تھے سفر پہلے
مگر اب پوچھتے ہیں ریلوے اس میں کہاں تک ہے
تمہارے مذہبی دعوے جو کچھ ہوں میں یہ دیکھوں گا
عقیدوں کا اثر فکر معیشت پر کہاں تک ہے
میں اپنے دل کی قیمت عرض کر ہی دوں گا بالآخر
مگر ارشاد تو ہو آپ کی نیت کہاں تک ہے
خدا ہی کی ہدایت کرتی ہے نور یقین پیدا
دلیلوں کی رسائی تو فقط وہم و گماں تک ہے
کہو ملت کے لیڈر سے وہ مذہب سے نہ ہو غافل
کہ قومی زندگی کچھ ہے تو بس اس نیم جاں تک ہے
ترقی خواہ دل کو آہ سوزاں چاہیے اکبر
یہی شعلہ وہ ہے جس کی بلندی آسماں تک ہے

جنوں کا دانا حد تکلف میں نہ کر اکبر
گریباں چاک ہے تیرا مگر دیکھوں کہاں تک ہے

☆☆﴿۸۸۲﴾☆☆

معنی کی گرہ کہاں کھلی ہے
الفاظ ہی کی دکان کھلی ہے
ہر راہ کی تہ میں ہے یہاں آہ
دم بند ہے اور زباں کھلی ہے

☆☆﴿۸۸۳﴾☆☆

نظر ثار نقوش ظاہر یہ ہوش دنیا کا پاساں ہے
جو یہ نگاہیں ہیں ایسا دل ہے تو آخرت کا بتا کہاں ہے

☆☆﴿۸۸۴﴾☆☆

اس بزم میں کیا آثار ملے ہنگام سحر سامانوں کے
اک داغ تھا شمع مردہ کا کچھ پر تھے پڑے پرانوں کے
ہستی کی یہ لہریں دام نظر دم بھر میں نشان ان کا نہ اثر
گرداب فنا میں غرق ہیں سب دریا ہیں رواں افسانوں کے
دل لذت نفس کا گرویدہ دنیا کی حقیقت پوشیدہ
اٹھ ے ہیں فریب امیدوں کے طوفان ہیں بپا ارمانوں کے
ہر گام پہ ہیں قبروں کے نشان ہر سمت ہے اک عبرت کا سماں
اجڑا ہے محل آبادی کا آباد ہیں گھر ویرانوں کے
دولت میں جو شرط عصیاں ہو بہتر ہے کہ قانع انسان ہو
غالب جو نہ ہو شیطانوں پر تابع نہ ہوں شیطانوں کے

یہ مدعی اسلام تو ہیں ساتھی ہیں مگر بے گانوں کے
 تقویٰ کی وہ بوہی ان میں نہیں وہ رنگ نہیں ایمانوں کے
 تھی عقل زباں پر اے اکبر اور عشق پہ رکھی ہم نے نظر
 ممتاز رہے ہشیاروں میں سرخیل رہے دیوانوں کے

☆☆﴿۸۸۵﴾☆☆

یوسف کو نہ سمجھے کہ حسیں بھی ہیں جواں بھی
 شاید نرے لیڈر تھے زلیخا کے میاں بھی

☆☆﴿۸۸۶﴾☆☆

ہمارا دل ہے عمارت کے ولولوں کے لیے
 زمانہ کہتا ہے سب ہیں زلزلوں کے لیے

☆☆﴿۸۸۷﴾☆☆

ہنستا بھی یہاں ہے رونا بھی دلکش بھی ہے دنیا فانی بھی
 جینا بھی ہے اور آبادی بھی مرنا بھی ہے اور ویرانی بھی
 اللہ ہی ہے ان لڑکیوں کا فرزند بھی نہیں حد میں بھی رہیں
 ہے کورس بھی ان کا آسکی اور پاس شدہ استانی بھی

☆☆﴿۸۸۸﴾☆☆

جو انقلاب گزشتہ ہے اک کہانی ہے
 جو انقلاب کہ در پیش ہے وہ فانی ہے
 الجھ کے دام حوادث میں آخرت کو نہ بھول
 جو خوش نصیب ہے اس نے یہ بات مانی ہے

☆☆﴿۸۸۹﴾☆☆

ہادی کے کبھی پیرو نہ ہوئے ہاں اس کے لیے لٹھ تان سکے
مذہب نے ہمیں پہچان لیا ہم اس کو نہیں پہچان سکے

☆☆﴿۸۹۰﴾☆☆

کرے گا قدر جو دنیا میں اپنے آنے کی
اسی کی جان کو لذت ملے گی جانے کی
نہ پوچھو بیٹھا ہوں کیوں ہاتھ پر میں ہاتھ دھرے
اٹھوں گا نبض ذرا دیکھ لوں زمانے کی
مزا بھی آتا ہے دنیا سے دل لگانے میں
سزا بھی ملتی ہے دنیا سے دل لگانے کی
گھر جو دل میں نہاں ہیں خدا ہی دے تو ملیں
اسی کے پاس ہے مفتوح اس خزانے کی
یہ شرط ہے کہ کرو اتباع حکم رقیب
غضب یہ ہے کہ ضرورت ہے دل لگانے کی
خیال وسعت تحقیق تا کجا اکبر
کہ نہ نگاہ سے محتاج اک فسانے کی

☆☆﴿۸۹۱﴾☆☆

تم ایک رہ نہ سکے تو خوشی سے پون بنے
یہاں تو کچھ نہ بنے بے وقوف کون بنے

☆☆﴿۸۹۲﴾☆☆

ایسا جو ہو تو شاید یہ دل رہے ٹھکانے
دنیا کو میں نہ جانوں دنیا مجھے نہ جانے

☆☆﴿۸۹۳﴾☆☆

دیکھ ہی لیں گے نتیجہ کفر کا یہ خام طبع
تیری رفیق اک دن اے ایمان ہو ہی جائے گی

☆☆﴿۸۹۵﴾☆☆

کھانے سے اگر جینا ہوتا مرتے نہ کبھی کھانے والے
کھانا بھی خدا کے حکم سے ہے جینا بھی خدا کے حکم سے ہے
ایمان سے الفت رکھتا ہوں شیطان کو دشمن جانتا ہوں
افت بھی خدا کے حکم سے، کینا بھی خدا کے حکم سے ہے
رہتا ہوں میں مست عہد ازل اور شیشہ دل ہ ہے زیر بغل
مستی بھی خدا کے حکم سے پینا بھی خدا کے حکم سے ہے

☆☆﴿۸۹۵﴾☆☆

ہر چند با اثر ہے تدبیر باغباں بھی
لیکن بہار بھی ہے اک چیز اور خزاں بھی
دوران سر کی اپنے میں کیا کروں شکایت
گردش میں ہے زمیں بھی چکر میں آسماں بھی

☆☆﴿۸۹۶﴾☆☆

تمناؤں کی حالت کچھ نہ پوچھو دل کے بچھنے پر
اندھیرے میں نہیں معلوم پروانوں پہ کیا گزری
صدی ہے چودھویں اور انقلابوں کی نہیں کچھ حد
خدا ہی ہے علم اس کو مسلمانوں پہ کیا گزری

☆☆﴿۸۹۷﴾☆☆

تھے کو بھلا کے آپ فقط ہیں کو دیکھئے
ہم کا زمانہ اب نہ رہا میں کو دیکھئے

☆☆﴿۸۹۸﴾☆☆

عیش فروا کی امیدیں دایہ ہیں
مفلططوں کو کھلانے کے لیے

☆☆﴿۸۹۹﴾☆☆

جان اڑی جاتی ہے حس موجود ہے دل خون ہے
نزع طاری ہوش حاضر یہ عجب مضمون ہے

☆☆﴿۹۰۰﴾☆☆

عبادت ترک ہے اور ہر طرف نعرے ہیں قوموا کے
تماشائے مشرقی پتلوں میں ہیں مغرب کے جادو کے

☆☆﴿۹۰۱﴾☆☆

چل بے اسباب غفلت چشمِ عبرت رو چکی
میری ہستی تھی ہی کیا اور تھی جو کچھ ہو چکی
خواب آور ہو نہیں سکتا بیانِ عاشقان
ہے اگر افسانہ گو محنوں تو لیلیٰ سوچکی
خوان ایوانِ فلک سے کم کر اکبر اب امید
صبر کر نا جویں پر تیری باری ہوچکی

☆☆﴿۹۰۲﴾☆☆

شگفتہ کس قدر بیلا ہے کتنی مست جو ہی ہے
ترا ہی رنگ ہے گلشن میں خوشبوؤں میں تو ہی ہے

خدا کے شوق کا جن پر اثر ہو دیدنی وہ ہیں
خدا کے نام کی ہم میں تو خالی گفتگو ہی ہے
دل اپنا دوست ہو کر جب دکھاتا ہے غلط راہیں
تو ان کی آنکھ کو میں کیا کہوں وہ تو عدو ہی ہے

☆☆﴿۹۰۳﴾☆☆

اکبر تم اگر شرک خفی پر بھی ہنسو گے
سب تم سے الگ ہوں گے مصیبت میں پھنسو گے

☆☆﴿۹۰۴﴾☆☆

حواس غرق حیرت کو مجال گفتگو کیا ہے
میں کب کہتا ہوں میں وہ ہوں وہی کہتا ہے تو کیا ہے

☆☆﴿۹۰۵﴾☆☆

کوئی نہس رہا ہے کوئی رو رہا ہے
کوئی پا رہا ہے کوئی کھو رہا ہے
کوئی تک میں ہے کسی کو ہے غفلت
کوئی جاگتا ہے کوئی سو رہا ہے
کہیں ناامیدی نے بجلی گرانی
کوئی سچ امید کے بو رہا ہے
اسی سوچ میں میں تو رہتا ہوں اکبر
یہ کیا ہو رہا ہے یہ کیوں ہو رہا ہے

☆☆﴿۹۰۶﴾☆☆

دل تو ہے پاس مرے عقل پہ قابو نہ سہی

شہرت قیس تو حاصل ہے ارسطو نہ بھی

☆☆﴿۹۰۷﴾☆☆

اللہ کی تلاش جو ہو کھو بھی جائے
جو کہہ رہے ہیں آپ یہی ہو بھی جائے
بیداری حواس ہے ظلمت کدے میں بار
افسانہ سن لیا ہے تو اب سو بھی جائے

☆☆﴿۹۰۸﴾☆☆

اے چرخ مجھے دیر سے اکراہ کہاں ہے
لیکن بت خود میں کی طرف راہ کہاں ہے
اسلام کے دعویٰ سے میں باز آتا ہوں صاحب
یہ کون بتائے تمہیں اللہ کہاں ہے
سروں میں میں داخل نہیں ہوں قوم کا خادم
چندوں کی فقط آس ہے تنخواہ کہاں ہے

☆☆﴿۹۰۹﴾☆☆

فسانے رہ گئے وہ ہیں نہ ان کا جاہ باقی ہے
وہی دنیائے فانی ہے وہی اللہ باقی ہے
مجھے دشوار ہے ان غافلوں کا ہم نوا ہونا
مرے سینے میں جب تک یہ دل آگاہ باقی ہے

☆☆﴿۹۱۰﴾☆☆

وہ قبلہ رو ہیں جنہیں رو براہ ہونا ہے
بہک گئے ہیں وہ جن کو تباہ ہونا ہے

جو آج ساکت و خائف ہیں ساتھ طاعت کے
انہیں کو حشر میں سب پر گواہ ہونا ہے

☆☆﴿۹۱۱﴾☆☆

جزو نے ذہن کی حالت تباہ پائی ہے
خدا کے نام میں دل نے پناہ پائی ہے
رہا نہ ہوش میں تقویٰ جدھر اٹھیں آنکھیں
بت حسیں نے غضب کی نگاہ پائی ہے
یہ عشق ہی ہے کہ منزل ہے جس کی الا اللہ
جزو نے صرف رہ لا الہ پائی ہے

☆☆﴿۹۱۲﴾☆☆

وعظ الخاد کہو واہ نہیں ہے نہ سہی
تم سلامت رہو اللہ نہیں ہے نہ سہی
شب غفلت میں نہ ہو روز ازل کا پر تو
لپ بکلی کا تو ہے ماہ نہیں ہے نہ سہی
ہے گدم آپ کا مسجد کی ضرورت کیا ہے
پیٹ تو ہے دل آگاہ نہیں ہے نہ سہی
ہے پرس پائے قلم کے لیے موجود اے دوست
سر کو سجدے سے اگر راہ نہیں ہے نہ سہی

☆☆﴿۹۱۳﴾☆☆

جس کے سینے میں دل آگاہ ہے
اس کے لب پر اللہ ہی اللہ ہے

منزل قومی سے آتی ہے صدا
 جو نہیں ہے قبلہ رو گمراہ ہے
 ساری دنیا کو جو چھوڑے بہر حق
 ساری دنیا میں اسی کی واہ ہے
 لا الہ الا وہ ہے سائنس میں
 فلسفے میں مشکل الا للہ ہے
 قبر پر ک ک اک تعمق کی نظر
 بحر ہستی کی یہیں پر تھاہ ہے
 دور قرآن و تجارت ہو چکا
 اب زمینداری ہے یا تنخواہ ہے

☆☆﴿۹۱۴﴾☆☆

حامدہ چمکی نہ تھی انگش سے جب بیگانہ تھی
 اب ہے شمع انجمن پہلے چراغ خانہ تھی

☆☆﴿۹۱۵﴾☆☆

قدم شوق بڑھے راہ ملے یا نہ ملے
 ماسوا ترک کر اللہ ملے یا نہ ملے

☆☆﴿۹۱۶﴾☆☆

جلائے جب شعلہٴ حقیر تو ذہن ڈھونڈے پناہ کس کی
 یہ کس کے معنی ہوئے ہیں ثابت یہ صورتیں ہیں گواہ کس کی
 یہ چشم لیلیٰ کہاں سے آئی یہ قلب مجنوں کہاں سے ابھرا
 جو بانجر ہیں انھیں خبر ہے نگاہ کس کی ہے آہ کس کی

جمال فطرت کے لاکھ پر تو قبول پر تو کی لاکھ شکلیں
 طریق عرفاں میں کیا بتاؤں یہ راہ کس کی وہ راہ کس کی
 یہ کس کے عشقوں کا سامنا ہے کہ لذت ہوش ہو گئی گم
 خودی سے کچھ ہو چلا ہوں غافل پڑی ہے مجھ پر نگاہ کس کی

☆☆﴿۹۱۷﴾☆☆

قدم رکھتا ہے وہ اس میں جسے جو راہ ملتی ہے
 صداقت ہو تو ہر سو داد خاطر خواہ ملتی ہے

☆☆﴿۹۱۸﴾☆☆

اب زباں ساکت ہے خوف سامع بد خواہ سے
 د یہ کہتا ہے ملے گی چپ کی داد اللہ سے

☆☆﴿۹۱۹﴾☆☆

اب کہاں وہ راحت دلخواہ اٹھتے بیٹھتے
 کر لیا کرتے ہیں یا اللہ اٹھتے بیٹھتے

☆☆﴿۹۲۰﴾☆☆

ابتدا میں غفلتوں پر واہ ہے
 انتہا میں اللہ ہی اللہ ہے

☆☆﴿۹۲۱﴾☆☆

محو کار اس بزم میں ہر شمع ہر پروانہ ہے
 حسرت اس پر ہے جو صرف قصہ و افسانہ ہے

☆☆﴿۹۲۲﴾☆☆

ہیں مست اس مزے میں جو ہم نے جکھ لیا ہے

صراف کی نظر نے ہم کو پرکھ لیا ہے
اغیار کے عمل کو ہوں گے کچھ اور میداں
ہم کو تو اب فلک نے کالج پر رکھ لیا ہے

☆☆﴿۹۲۳﴾☆☆

دل میں تو ضعف عقیدت کو کبھی راہ نہ دے
کوئی کچھ دے نہیں سنا اگر اللہ نہ دے

☆☆﴿۹۲۴﴾☆☆

شاعر جو ملازم ہو اکبر ذو قافیں اس کا ہے لقب
پوچھو گے یہ کیوں توضیح سنو تنخواہ بھی ہے اور واہ بھی ہے

☆☆﴿۹۲۵﴾☆☆

میں تو کہتا ہوں کہ یارو اللہ ہی اللہ ہے
منکروں کی اس صدا سے صدمہ جانشاہ ہے
وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی تو ہیں اللہ کے سوا
ماسوا کی فکر سے پھر کیوں تجھ اکرام ہے
بات ٹالی میں نے یہ کہہ کر کہ وقت احتیاج
میرا مسلک بھی وہی ہے جو تمہاری راہ ہے

☆☆﴿۹۲۶﴾☆☆

نہیں وقوع حوادث میں کچھ یہاں غلطی
یہ بات یونہی ہے جو تیرے دل میں ہو کہہ لے
ہزار بار جو وقت گزشتہ پھر آئے
ہزار بار وہی ہو جو ہو چکا پہلے

☆☆﴿۹۲۷﴾☆☆

خدا کی یاد ہے طاقت ہماری
مصلے ہے ہمارا تحت شاہی
ہماری فوج ہے اخلاق حسنہ
ہمارا حصن ہے ترک منہا
بلند اپنی نظر ہے فضل حق سے
کرے گی کیا کسی کی گم ٹکائی

☆☆﴿۹۲۸﴾☆☆

اس کا پسینا ہے اور اس کے ہیں بہپارے
یورپ نے ایشیا کو انجن پہ رکھ لیا ہے
اس خوان مغربی سے بچتا ہے کون لیکن
حضرت نگل رہے ہیں بندے نے چکھ لیا ہے

☆☆﴿۹۲۹﴾☆☆

ہے ہوائے چمن دہر انھیں کے رخ پر
ان کے کھلنے کے یہ دن ہیں مرے مرجھانے کے

☆☆﴿۹۳۰﴾☆☆

آپ کے عارض کے آگے کیا جے گا اس کا رنگ
گل جو گلشن میں سنورتا ہے سنور نے دیجے
ہو چکا بسمل کہاں تک آفریں ہر وار پر
واہ کی طاقت نہیں اب مجھ کو مرنے دیجے

☆☆﴿۹۳۱﴾☆☆

جی رہا ہوں فقط اب انتظار مرگ میں
سانس لینا رہ گیا ہے جان دینے کے لیے

☆☆﴿۹۳۲﴾☆☆

عبث اظہار خودی میں ہے یہ مستی میری
وقت کے ساتھ اڑی جاتی ہے ہستی میری
خس و خاشاک بھی ہو جاتے ہیں شعلے سے بلند
سوز باطن کے نہ ہونے سے ہے پستی میری

☆☆﴿۹۳۳﴾☆☆

حریفوں کے لیے ہنگامہ مشق توانی ہے
یہاں انشائے دل کو آہ کا مصر بھی کافی ہے
کہا جب میں نے ہوں بیمار تیری چشم فتاں کا
بت طناز نے ہنس کر کہا اللہ شافی ہے

☆☆﴿۹۳۴﴾☆☆

ان آنکھوں نے بہت نیرنگیاں فطرت کی دیکھی ہیں
مرے دل نے بہاریں عالم حیرت کی دیکھی ہیں

☆☆﴿۹۳۵﴾☆☆

خود ناتواں و مضطر اوروں کے رنگ پھیکے
کر رکھیں کیا کسی کو کیا ہو رہیں کسی کے

☆☆﴿۹۳۶﴾☆☆

غم و شادی کی نیرنگی دلیل خود پرستی ہے
وہی دل خوب ہے جس کو فقط ہستی کی مستی ہے

☆☆﴿۹۳۷﴾☆☆

وجد میں آئے حیرتوں میں رہے
عجز کے ساتھ لب کشائی کی
بندگی کا صلا ملے نہ ملے
داد دیدی مگر خدائی کی

☆☆﴿۹۳۸﴾☆☆

ہر قدم کہتا ہے تو آیا ہے جانے کے لیے
منزل ہستی نہیں ہے دل لگانے کے لیے
کیا مجھے خوش آئے یہ حیرت سرائے بے ثبات
ہوش اڑنے کے لیے ہی جان جانے کے لیے
دل نے دیکھا ہے بساط قوت ادراک کو
کیا بڑھے اس بزم میں آنکھیں اٹھانے کے لیے
خوب امیدیں بندھیں لیکن ہوئیں حرماں نصیب
بدایاں اٹھیں مگر بجلی گرانے کے لیے
سانس کی ترکیب پر مٹی کو پیار آہی گیا
خود ہوئی قید اس کو سینے سے لگانے کے لیے
جب کہا میں بھلا دو غیر کو ہنس کر کہا
یاد پھر مجھ کو دلانا بھول جانے کے لیے
مجھ کو خوش آئی ہے مستی شیخ جی کو فریبی
میں ہوں پینے کے لیے اور وہ ہیں کھانے کے لیے
اللہ اللہ کے سوا آخر رہا کچھ بھی نہ یاد

جو کیا تھا یاد سب تھا بھول جانے کے لیے
 سر کہاں کے ساز کیسا کیسی بزم سامعین
 جوش دل کافی ہے اکبر تان اڑانے کے لیے
 انتساب ایسے کمالوں کا شکم سے چاہیے
 جن کو تم حاصل کرو روٹی کمانے کے لیے

☆☆﴿۹۳۹﴾☆☆

ٹپکتے ہیں وہ مضمون جنوں زامیرے خامے سے
 کہ اکثر ہوش ہو جاتا ہے باہر اپنے جامے سے

☆☆﴿۹۴۰﴾☆☆

نہ تعلق ہے کسی سے نہ شناسائی ہے
 انجمن میں ہوں مگر عالم تہائی ہے
 حسن بت یہ ہے تو اب یاد خدا کی نہیں خیر
 یہ ادا ہے تو نمازوں کی قضا آئی ہے
 محو حیرت وہ ہے اس پر ہے خموشی کی بہار
 آنکھ نرگس کی ہے سوسن نے زباں پائی ہے
 طلب عشق کا اک جوش ہے فطرت سے عیاں
 جس طرف دیکھئے طوفان خود آرائی ہے
 عشوہ دہر سے ہیں مست بدن میں جانیں
 کم ہیں جو سوچ رہی ہیں کہ قضا لائی ہے

☆☆﴿۹۴۱﴾☆☆

یہ مصیبت ناتواں دل نے کبھی دیکھی نہ تھی

پہلے بھی تکلیف اس کو تھی مگر ایسی نہ تھی
 بے حواسی میں میں کچھ سمجھا نہیں اے ہم نشیں
 کیا دل پر غم مرا ترپا تھا یہ بجلی نہ تھی
 فلسفی کی بات بھی میں نے سنی واعظ کی بھی
 جانب حق رہ نما وہ بھی نہ تھی یہ بھی نہ تھی

☆☆﴿۹۴۲﴾☆☆

مری دنیا جو تھی وہ ہو چکی کل اک کہانی تھی
 کوئی کہتا ہے فانی ہے میں کہتا ہوں کہ فانی تھی

☆☆﴿۹۴۳﴾☆☆

عدو کی کید ہو حامی تو بے کسی اولی
 جو وصل ذوق شکن ہو فراق ہی اولی
 رقیب سٹوٹلیٹ دیں تو عشق ہو تسلیم
 یہی ہے عشق تو اب ترک عاشقی اولی
 خدا ہی سے ہو امید اور وہ بھی عقبے میں
 یہی ہے خوب مناسب یہی اولی
 نظام مدنی رہبری کو دیکھ اکبر
 مری نظر میں تو یہ تیری ابتری اولی

☆☆﴿۹۵۴﴾☆☆

مذہب کے یہ مباحث نکلے ہیں ہسٹری سے
 ان کو ہے کیا تعلق وحدت کی مسٹری سے

☆☆﴿۹۴۵﴾☆☆

رہ مقصود میں ہم بھی کبھی انجن چلاتے تھے
مگر پتھر کے کولوں کے عوض بت جھونکے جاتے تھے

☆☆﴿۹۴۶﴾☆☆

کمر بستہ خلوص دل سے حاضر رہ تری خدمت
کسی دن مستحق الطاف سلطانی کی ٹھہرے گی
ذرا سیر بہار عالم فانی کی ٹھہرے گی
نشاط افزا ہے منزل کچھ نشے پانی کی ٹھہرے گی

☆☆﴿۹۴۷﴾☆☆

حجابِ تمکنت کو دور کرنا ہے ذبیحہ سے
سوا اس کے جو باتیں فقط اک پردہ پوشی ہے

☆☆﴿۹۴۸﴾☆☆

اب میری زندگی میں نہیں نور انبساط
یہ شمع جل رہی ہے مگر ہے بجھی ہوئی
جس پر پڑے گی سخت مصیبت زمانے میں
جو کچھ کہے گا ہوگی ہماری کہی ہوئی
سب کو فنا خدا کو بقا بات حق یہ ہے
میں کیا کہوں گا ہے یہ خدا کی کہی ہوئی
مرنے میں اس خیال سے تسکین ہے بہت
لی میری جاں اسی نے کہ تھی جس کی دی ہوئی
میری نگاہ شوق پڑی خوش ہوئے یہ بت
اک چیز مفت مل گئی ان کو پڑی ہوئی

☆☆﴿۹۴۹﴾☆☆

مٹ گئے ہیں مگر اک نقش ابھی باقی ہے
آنکھ مایوس ہے شوریدہ سری باقی ہے
آنکھ سے نور گیا دل سے گیا صبر و قرار
جان بھی جسم سے رخصت ہو یہی باقی ہے
ان مصائب میں بھی مایوس نہیں ہوں اکبر
قید ہستی سے رہائی کی خوشی باقی ہے

☆☆﴿۹۵۰﴾☆☆

نغاں و آہ کی لذت جو دل ہے تو ملے
نشانِ نکبت گل جب کلی کھی تو ملے
وہ بارغِ حسن ہیں لیکن ہے بند غنچۂ لب
مزا چمن کا اگر یہ کلی کھلے تو ملے
ہوئی جو صلح تو اب احتیاط یہ کیسی
تکلفات کو یہ کیجئے ملے تو ملے
میں شکوہ کرتا تھا اس وجہ سے نہ ملتے تھے
جو ترک کر دیئے میں نے وہ سب گلے تو ملے
کھجا رہا ہے تو زخموں کو اپنے اے اکبر
پر اس کا لطف کوئی زخم اگر چھلے تو ملے

☆☆﴿۹۵۱﴾☆☆

زبانیں بحث میں ابھی ہیں حیرت دل پہ چھائی ہے
حدیثوں میں مذاہب ہیں حوادث میں خدائی ہے

☆☆﴿۹۵۲﴾☆☆

شکل اطمینان کم اس عالم فانی میں ہے
کامیابی بھی جہاں ہے اک پریشانی میں ہے
دولت دنیا کی کیا لذت ہے اہل جور کو
ساری قوت سر جب اس کی نگہبانی میں ہے
حضرت اکبر کو مشکل ہے بیان حال دل
گو یہ سنتا ہوں سال ان کو سخن دانی میں ہے

☆☆﴿۹۵۳﴾☆☆

ہند میں تو مذہبی حالت ہے اب ناگفتہ بہ
مولوی کی مولوی سے رو بکاری ہوگئی
اک ڈنر میں کھا گیا اتنا کہ نکلی تن سے جان
خدمت قومی میں بارے جاں نثاری ہوگئی
اپنے میلان طبیعت پر جو کی میں نے نظر
آپ ہی اپنی مجھے بے اعتباری ہوگئی
نجد میں بھی مغربی تعلیم جاری ہوگئی
لیلیٰ و مجنوں میں آخر فوجداری ہوگئی
ساز عیش مغربی کی دل نوازی کچھ نہ پوچھ
میں نے جس مس کو یہاں چھیڑا ستاری ہوگئی

☆☆﴿۹۵۴﴾☆☆

اس انجمن میں آ کر راحت نصیب کس کو
پروانہ بھی جلے گا اور شمع بھی جلے گی

دنیا ابھارتی ہے آج اپنے عاشقوں کو
 مرجائیں گے تو ان کا گل نام بھی نہ لے گی
 دنیا کی آرزو سے خالق بچائے دل کو
 پیدا ہوئی تو پی کر خون جگر پلے گی
 عبرت زدہ دل ہو ارمان اس میں کیسے
 بجلی گری ہو جس پر وہ شاخ کیا پھلے گی
 جنت بنا سکے گا ہرگز کوئی نہ اس کو
 دنیا یونہی چلی ہے اکبر یونہی چلے گی

☆☆﴿۵۷۷﴾☆☆

بس عشق و وفا ہی کی مرے دل میں ٹھنی ہے
 ناصح کی میں سنتا نہیں ہو جو ٹھنی ہے
 پردے نے میاں ہم کو بنا رکھا ہے اب تک
 بگڑی ہوئی حالت ہے مگر بانٹ بنی ہے

☆☆﴿۹۵۶﴾☆☆

ہے زندگی اسی کی فخر جہان فانی
 جس نے فنا کو سمجھا مرنے کی قدر جانی
 طوفان جوش دل کی آنسو میں اک جھلک ہے
 موتی میں کیا دھرا ہے بس ایک بوند پانی
 ہستی آخرت سے امید ہے بہت کچھ
 بہتر کشد ز اول نقاش نقاش ثانی
 رکھی رہی نصیحت مانند ہوئی مشیت

کس نے سنی کسی کی اور کس نے کس کی مانی

☆☆﴿۹۵۷﴾☆☆

جہاں تک اپنے لیے ہوں وہ میں کی مستی ہے
جو کچھ خدا کے لیے ہوں وہ اصل ہستی ہے
نہیں ہے نشہ وحدت میں خوف زلف ہتاں
جو ہوش میں ہیں یہ ظالم انھیں کو ڈستی ہے
نہ بھول شہر خموشاں کا نقشہ اے کالج
خیال رکھ کہ یہی ہسٹری کی بستی ہے
بتوں کو مجھ سے توقع ہے مدح کی اکبر
یہ سن لیا ہے کہ اردو زبان سستی ہے

☆☆﴿۹۵۸﴾☆☆

نہایت فکر گو مذہب کو ہے خوش انتظامی کی
نہیں ہے موت کو پروا کچھ اپنی نیک نامی کی
طلب تحسین کی کیوں تجھ کو ہے بزم حریفان سے
سرور طبع خود ہے داد تیری خوشی کلامی کی
تمہارا انتظام دل اگر روشن نہیں اکبر
تو بیتوں کو نہ چپکائیں گی ترکیبیں نظامی کی

☆☆﴿۹۵۹﴾☆☆

اللہ اللہ کتنی نازک وہ رنگیلی ہوگئی
نام ہی بوسے کا سن کر نیلی پیلی ہوگئی
سایہ مغرب میں شوق دل نے پھیلائے تو پاؤں

چار ہی دن میں مگر پتلون ڈھیلی ہوگئی

☆☆﴿۹۶۰﴾☆☆

جماعت منتشر ہو فطرتی مجلس تو باقی ہے
زبانیں بند کر دو دل کے اندر حسن تو باقی ہے
اسی کا رنگ حیرت دیکھ کر بہلائیں گے دل کو
چمن سے گل اگر رخصت ہوا رنگس تو باقی ہے
یہ مصرعہ قافیے کے لیے ہے خوب اکبر
جو اجڑا لکھنؤ کچھ غم نہیں پیرس تو باقی ہے

☆☆﴿۹۶۱﴾☆☆

ملانا خاک میں فطرت جب اپنی دل لگی سمجھے
تعجب ہے کہ تو اس زندگی کو زندگی سمجھے

☆☆﴿۹۶۲﴾☆☆

یہ عجب عمل ہے عجب اثر یہ عجیب نقش بھرے گئے
جو لچے بہت تو بچے ذرا جو کھری کہی تو دھرے گئے
تری بزم اکبر خوش ہے محل فرحت دوستاں
جو ملول آئے وہ خوش گئے جو فسرہ آئے ہرے گئے

☆☆﴿۹۶۳﴾☆☆

قوی ترقیوں کی زمانے میں دھوم ہے
مردانے سے زیادہ زمانے میں دھوم ہے

☆☆﴿۹۶۴﴾☆☆

تیزیاں کرتے ہیں قانون بدلنے والے

رحمتیں سہتے ہیں قانون پہ چلنے والے

☆☆﴿۹۶۵﴾☆☆

ادھر فریاد بہل ہے کہ یہ سب رنگ فانی ہیں
ادھر رونا ہے شبنم کا کہ گل کی یہ ہنسی کیسی
کبھی خوان فلک سے کوئی نعمت میں نے چکھی تھی
مگر یہ بھی نہیں یاد اب کہ لذت اس کی تھی کیسی
تماشائے جہاں اے بے خبر تجھ کو مبارک ہو
یہاں دل داغ حسرت سے بھرا ہی دل لگی کیسی
جہاں گھر تھا وہاں قبریں جہاں دل تھا وہاں شعلے
یہ ماتم خیز منظر سامنے ہے خوش دلی کیسی
گل مضمون سے اکبر رنگ خون دل ٹپکتا ہے
تری حالت یہ کیا ہے یہ غزل تو نے کہی کیسی

☆☆﴿۹۶۶﴾☆☆

نہ سہی لطف لحم گئی ہی سہی
شیخ صاحب مہنت جی ہی سہی
زندگی کو ضرور ہے اک شغل
خیر بالفعل لیڈری ہی سہی

☆☆﴿۹۶۷﴾☆☆

دین آخرت کا واعظ دنیا ہوس کی بانی
جھڑے میں پڑ گئی ہے انسان کی زندگانی
الفاظ سے نہیں ہے تسکین اس کے دل کو

اکبر پہ رحم فرما اے خالق معانی

☆☆﴿۹۶۸﴾☆☆

قصیدے سے نہ چلتا ہے نہ یہ رو ہے سے چلتا ہے
سمجھ لو خوب کار سلطنت لو ہے سے چلتا ہے

☆☆﴿۹۶۹﴾☆☆

کبر بھی شرک ہی کی مستی ہے
خود پرستی بھی بت پرستی ہے

☆☆﴿۹۷۰﴾☆☆

بھنڈار سے دے دوں گا یہ خوشی سیدھا جو گرو جی مانگیں گے
ہاں کام ذرا ٹیڑھا ہوگا بسکٹ کو جو سو جی مانگیں گے

☆☆﴿۹۷۱﴾☆☆

مشتاق نہیں زندگی کے
مرنا ہے تو کیا کریں گے جی کے
پائی نہ کسی میں بو وفا کی
چاہا تھا کہ ہو رہیں کسی کے
توحید کا مسئلہ ہے اصلی
باقی ہیں ٹھکوفے ہسٹری کے
رندی کس کام کی یہ اکبر
ملتے نہیں جب کسی سے پی کے

☆☆﴿۹۷۲﴾☆☆

گل ہوا چاہتی ہے شمع حیات

اب خدا ہی سے لو لگائی ہے

☆☆﴿۹۷۳﴾☆☆

تعارف باہمی مخلوق کا تاریک و ناقص ہے
خدا ہی کو ہے پوری آگئی ہر اپنے بندے سے

☆☆﴿۹۷۴﴾☆☆

صرف اللہ ہی کی یاد میں مستی اچھی
خود پرستی سے مگر گور پرستی اچھی

☆☆﴿۹۷۵﴾☆☆

دامن گل پھیل کر اس باغ سے کیا لے گئے
ہو گئے صمندر خزاں اور داغ حسرت دے گئے
مردوں پر روتے نہیں روتے ہیں اپنے حال پر
رہ گیوں پر ہے مصیبت جو گئے اچھے گئے
صورت فانی سے آخر کیوں نہ پہچائے گئے
مجھ کو حیرت ہے کہ یہ بت کیوں خدا مانے گئے
بزم دنیا میں فقط صورت پرستی رہ گئی
وہ جمال شاید معنی کے دیوانے گئے
اک زمانے میں یہ خواہش تھی کہ جانیں ہم کو لوگ
اب یہ رونا ہے کہ ہم کیوں اس قدر جانے گئے
بولے چیرا سی جو میں پہنچا بہ امید سلام
پھانکنے خاک آپ بھی صاحب ہوا کھانے گئے
مجھ میں اظہار محبت ان میں اظہار کمال

میں وہاں رونے گیا اور وہ کہیں گانے گئے

☆☆﴿۹۷۶﴾☆☆

کامیابی ہوگئی تو بے وقوفی پر بھی ناز
اور جو ناکامی تو عقل بھی شرمندہ ہے

☆☆﴿۹۷۷﴾☆☆

شیخ صاحب آپ کو شیریں مقالی چاہیے
وعظ الفت چاہیئے اور خوش خیالی چاہیئے
طعن میں غمزے میں نجوئی میں تمیں ہے بہتری
مدعی نور حق کا ظرف عالی چاہیئے

☆☆﴿۹۷۸﴾☆☆

تہائی میں دل گھبراتا ہے صحبت میں لڑائی ہوتی ہے
دنیا کی روش کوئی سی بھی ہو کچھ اس میں برائی ہوتی ہے

☆☆﴿۹۷۹﴾☆☆

پرستش اس بت عیار کی کس کو خوش آتی ہے
کوئی کیا شوق سے کرتا ہے مجبوری کراتی ہے
ہمارے ذہن کو اس مصرع اکبر پہ مستی ہے
خوش اخلاقی عبادت ہے خوشامد بت پرستی ہے

☆☆﴿۹۸۰﴾☆☆

چپکا کھڑا ہوں اپنی تباہی کے سامنے
کہنا جو ہے کہوں گا خدا ہی کے سامنے
ہوں ہر نفس میں اپنے خدا ہی کے سامنے

کسی دلیل دل کی گواہی کے سامنے

☆☆﴿۹۸۱﴾☆☆

میں کس بات کا نہیں خوگر
صرف عادت ہے سانس لینے کی

☆☆﴿۹۸۲﴾☆☆

ان کو بسکٹ کے لیے سوچی کی تھیلی مل گئی
کمپ میں نل مچ گیا مجنوں کو لیلیٰ مل گئی

☆☆﴿۹۸۳﴾☆☆

پڑے ہیں بستر غم پر نہ دانا ہے نہ پانی ہے
نظر تک اٹھ نہیں سکتی یہ زور ناتوانی ہے
چمن کا رنگ جوش موسم گل میں معاذ اللہ
خدا حافظ نگاہوں کا حسینوں کی جوانی ہے

☆☆﴿۹۸۴﴾☆☆

قدر دان طرز و وضع عہد شاہی کون ہے
لاکھ تئیں آپ کو اب پوچھتا ہی کون ہے
اب میں چندے میں یہ غرق بھی کروں گا نذر قوم
ستر کیسا میری جانب دیکھتا ہی کون ہے
لیڈروں کی دھوم ہے اور فالور کوئی نہیں
سب تو جہز ل ہیں یہاں آخر سپاہی کون ہے

☆☆﴿۹۸۵﴾☆☆

ان سے بوسا مانگتا ہوں ان سے ووٹ

بت بھی مجھ سے تنگ ہیں اور شیخ بھی

☆☆﴿۹۸۶﴾☆☆

تھے معزز شخص لیکن ان کی لائف کیا لکھوں
گفتنی درج گزٹ باقی جو ہے ناگفتنی

☆☆﴿۹۸۷﴾☆☆

نفس سے بچنے کی انساں چارہ جوئی کیا کرے
فطرتی رہبر یہی ہے اس کو کوئی کیا کرے

☆☆﴿۹۸۸﴾☆☆

کابھی کرنے کی فرصت مل ہی جاتی ہے مجھے
رشک آتا ہے عدیم الفرستی پر وقت کی

☆☆﴿۹۸۹﴾☆☆

گردوں میں ملایا خاک میں بھی اور غم نے بھی گھیرا غفلت کو
با ایں ہمہ اکثر اہل جہاں کچھ روز تے اور خوش بھی رہے
سیاد ہنر دکھائے اگر تعلیم سے سب کچھ ممکن ہے
بہنبل کے لیے کیا مشکل ہے الو بھی بنے اور خوش بھی رہے

☆☆﴿۹۹۰﴾☆☆

شکم سے حضرت انسان نجات پا نہ سکے
اب اپنے پیٹ میں ہیں پہلے ماں کے پیٹ میں تھے

☆☆﴿۹۹۱﴾☆☆

عالم وحدت میں کثرت رنگ دکھانے لگی
ہوش کے ٹکڑوں میں میں کی صد آنے لگی

☆☆﴿۹۹۲﴾☆☆

حضرت اکبر نے فرمایا یہ خوب
داد کے قابل ہے یہ فرزاگی
عذر ہم کو کچھ غامی میں نہیں
ہے فقط تکلیف وہ بیگانگی

☆☆﴿۹۹۳﴾☆☆

موج ہے دل میں مرے قافیہ پیمانی کی
جا کے گنگا پہ کہا کرتا ہوں بے مائی کی

☆☆﴿۹۹۵﴾☆☆

آنکھیں ساقی کی تھیں رسیلی
اب تک میں بچا تھا آج پی لی
پھاڑے مغرب نقاب نساواں
مشرق نے تو آنکھ اپنی سی لی

☆☆﴿۹۹۵﴾☆☆

بولی فطرت دل و زباں دیکھو
یہ ہمارا ہے وہ تمہاری ہے
ذمہ داری پیش خلق اس پر
اس کا شاہد جناب باری ہے

☆☆﴿۹۹۶﴾☆☆

اب ہے ساون کا سماں اور مہہ جولائی ہے
یہ ہوا خوب کہ نیلے کی بھی بولائی ہے

☆☆﴿۹۹۷﴾☆☆

قوت ایماں سے کہہ دو سب کو سمجھاتی رہے
نیکیاں کثرت سے ہوں مغلوبیت جاتی رہے

☆☆﴿۹۹۸﴾☆☆

ہم سے چھن کر ہوگئی بزم ترقی کے سپرد
سچ کہا مرزا نے اب اردو بھی کورٹ ہوگئی

☆☆﴿۹۹۹﴾☆☆

خوشامد ہے بچا دناست ہے چغلی
دل و دیں کی بے شک تباہی یہی ہے
فسادات کے تم نہ حامی ہو ہرگز
گورنمنٹ کی خیر خواہی یہی ہے

☆☆﴿۱۰۰۰﴾☆☆

بہتر سمجھے ہو تم جو خاموشی کو
یہ بھی نہ کہو کہ خامشی بہتر ہے

☆☆﴿۱۰۰۱﴾☆☆

غفلتوں کا خوب دیکھا ہے تماشا دہر میں
مدتیں گزری ہیں مجھ کو ہوش میں آئے ہوئے
خانہ دل کو مرے توڑا تو کیا ایسی مسود
چشم بد دور آپ تو ہیں مسہریں ڈھائے ہوئے
سیٹھ صاحب کے یہاں شادی ہے رندوں کو نوید
اچھے اچھے طائفے ہیں شہر میں آئے ہوئے

بائی جی نے سچ کہا لاؤ کوئی تازہ غزل
گیت کیا گاؤں گراموفون میں گائے ہوئے
ہوپکی دو دن کی شادابی اڑا رنگ بہار
پھول ہیں سوکھے ہوئے غنچے ہیں مرجھائے ہوئے

☆☆﴿۱۰۰۲﴾☆☆

شیروں نے شتر بن کے اٹھایا ہے انکا بار
بکری بنے ہوئے ہیں طرف دار گائے کے
فاتح کے سامنے نہیں رہتے تعصبات
آخر مطیع ہوتے ہیں سب ان کی رائے کے
اچھے وہی جو شوق الہی میں محو ہیں
تم کر ہی کیا رہے ہو بجز ہائے ہائے کے

☆☆﴿۱۰۰۳﴾☆☆

ہمیں خدا کے لیے ہیں بے شک خدا ہمارے لیے نہیں ہے
قضا پر راضی ہوں اور جن میں ہم مفر ہی جب لے جئے نہیں ہے
یہ طمع اکبر یہ رنگ یہ اس کی باتیں یہ اس کے نغمے
ادب کے قابل ہے اس کی مستی شراب اگر وہ پئے نہیں ہے

☆☆﴿۱۰۰۴﴾☆☆

اک مرض بن کر مسلط ہے بلائے زندگی
درد ہی سے ہوتی رہتی ہے دوائے زندگی

☆☆﴿۱۰۰۵﴾☆☆

دنیا کا ذرا یہ رنگ تو دیکھ ایک ایک کو کھائے جاتا ہے

بن بن کے بگڑ جاتا ہے او بات بنائے جاتا ہے
 انسان کی غفلت کم نہ ہوئی قانون فنا کی عبرت سے
 ہر گام پہ کھٹتے پاؤں بھی ہیں اور سر بھی اٹھائے جاتا ہے
 اس کو نہ خبر کچھ اس کی ہے اس کو ہے نہ کچھ پروا اس کی
 روتا ہے رُلائے جاتا ہے ہنستا ہے ہنسائے جاتا ہے
 کچھ سوچ نہیں کچھ ہوش نہیں فتنوں کے سوا کچھ جوش نہیں
 وہ لوٹ کے بھاگا جاتا ہے یہ آگ لگائے جاتے ہے

☆☆﴿۱۰۰۶﴾☆☆

بہار بے بقا پر ناز کیسا اور خوشی کیسی
 بجا ہے حیرت زگس کہ گل کی یہ ہنسی اے کیسی

خلاف بیخودی کیوں ہے یہ وعظ حضرت واعظ
 خودی ہی کو نہیں سمجھا میں اب تک بیخودی کیسی
 نہ پوچھا قیس نے لیلیٰ نے کچھ مجھ کو بھی پوچھا تھا
 جو آیا واں سے بس اتنا ہی پوچھا اس سے تھی کیسی
 خدا کے ساتھ ہونے کا یقین مشکل سے آتا ہے
 وگرنہ جب خدا ہی ساتھ ہو پھر بے کسی کیسی

☆☆﴿۱۰۰۷﴾☆☆

جب خوب کیا کا کوئی موقع نہ نکلا
 پھر کیا جو ہوئی دھوم فقط خوب کہی کی

☆☆﴿۱۰۰۸﴾☆☆

قرآن پڑھ کے میری تو قائم ہوئی یہ رائے
 صرف دعا رہو نہ آہا ہا نہ ہائے ہائے
 گردن کشی کریں گے عرب میں اب لوث بھی
 اب تک تو ہند ہی میں بھڑکتی تھی مجھ سے گائے

☆☆﴿۱۰۰۹﴾☆☆

اے فلک انگش و جرمن ہو مبارک تجھ کو
 ہم کو تو اردو و ہندی میں بسر کرنا ہے

☆☆﴿۱۰۱۰﴾☆☆

مذہب دبا ہوا نہ ہو فکر معاش سے
 اندازہ ترقی ملت اسی میں ہے

☆☆﴿۱۰۱۱﴾☆☆

جو حرا کے جاننے والے تھے صوفی ہو گئے
 داستان بدر والے شیعہ سنی ہو گئے

☆☆﴿۱۰۱۲﴾☆☆

شیران شرق کا انھیں منظور ہے شکار
 بھینسے بندھے ہوئے ہیں ترقی کا شوق کے

☆☆﴿۱۰۱۳﴾☆☆

مسٹر نقلی کو عقبی میں سزا کیسی ملی
 شرح اس کی نامناسب ہے ملی جیسی ملی
 اس نے بھی لیکن ادب سے کر دیا یہ التماس
 چارہ کیا تھا اے خدا تعلیم ہی ایسی ملی

☆☆☆

قطعات

☆☆☆﴿۱۰۱۴﴾☆☆☆

ابتداء عالم ہستی میں میں بیہوش تھا
ہوش جب آیا تو دل میں غفلتوں کا جوش تھا
پھر مصائب اور فنا کے تجربے پیہم ہوئے
بعد ازاں جب تک جیا مغموم تھا خاموش تھا

☆☆☆﴿۱۰۱۵﴾☆☆☆

اک بحر بے کراں ہے حادث کا سلسلہ
الہجھا جو ذہن اس میں وہ دیوانہ ہو گیا
اٹھے مورخین زمانے میں گم ہوئے
افسانہ گو جو تھا وہ خود افسانہ ہو گیا

☆☆☆﴿۱۰۱۶﴾☆☆☆

فنا کے سامنے ہم کیا ہماری ہستی کیا
برائے نام مگر اک نشان پا ہی لیا
ہوا جو ہم نفس قطرہ بن گئی دم بھر
حباب نے بھی خودی کا مزا اٹھا ہی لیا

☆☆☆﴿۱۰۱۷﴾☆☆☆

ہوئی تدبیر کفر آمیز سے بدتر مری حالت
بجا ہے مجھ کو اس تاریک باطن کا گلا کرنا

پریشانی کو اُٹھی کر دیا زلفوں کو سلجھا کر
بلا کو سخت تر کرنا ہے اصلاً بلا کرنا

☆☆﴿۱۰۱۸﴾☆☆

شوق اگر یہ ہے کہ ہوتی رہے صحبت پیدا
بہ تکلف نہ کیا کیجئے رغبت پیدا
گھر میں احساس ضرورت ہو تو بازار کو جا
کر نہ بازار میں تو جا کے ضرورت پیدا

☆☆﴿۱۰۱۹﴾☆☆

پیٹ سے دل نے کہا درجہ ہمارا ہے بڑا
ساغر جمشید ہم ہیں تو ہے بننے کا گھڑا
پیٹ بولا اصطلاحیں تری سب منسوخ ہیں
ہم ہیں اب غربی گدام اور تو ہے شرقی جھوپڑا

☆☆﴿۱۰۲۰﴾☆☆

حمکین اک نشان ہے عصمت کی آن کا
پردا بس اک ظہور ہے عورت کی شان کا
پردا تو ان کا حق ہے نہیں ان پہ جبر کچھ
آیا ہے ان پہ وقت یہ سخت امتحان کا
شوخی مغربی کے خریدار ہیں بہت
گاہک مگر خدا ہے حیا کی دکان کا

☆☆﴿۱۰۲۱﴾☆☆

یہ کہتے نہیں ہم کہ گردوں نے ہم کو

مسلمان ہونے کا شائق نہ رکھا
مگر یہ کہ اوضاع دنیا نے ہم کو
مسلمان رہنے کے لائق نہ رکھا

☆☆﴿۱۰۲۲﴾☆☆

انتظامی بات یہ ہوتی آئی ہے یو نہیں
اس کا کیا شکوہ کہ ان کو ہم پہ غالب کر دیا
ہاں یہ ہے افسوس ہم سے چھن گیا صبر و قرار
طالب حق کو نلک نے ان کا طالب کر دیا

☆☆﴿۱۰۲۳﴾☆☆

کہا بقراط سے دُنیا میں کیوں آیا تو اے دانا
کہا اس نے کہ میں لایا گیا مجھ کو پڑا آنا
کہا کیوں کر بسر کی عمر بولا ساتھ حیرت کے
کہا کیا جانا بولا کچھ نہیں جانا یہی جانا

☆☆☆

مرگ ہاشم ۱۹۱۳ء

☆☆﴿۱۰۲۴﴾☆☆

اک زمانہ تھا کہ مجھ کو اپنے دل پر ناز تھا
ہر مصیبت میں وہ میرا مونس و دساز تھا
بزم ہستی میں کدورت سے رہا کرتا تھا پاک
گو حوادث کے لیے اک فرش پا انداز تھا
میرے ہر اندیشہ مضطر کا تھا وہ غمگسار

ہر نس میرے لیے وہ گوش بر آواز تھا
 انقلاب دہر سے بے اعتنائی تھی اسے
 اس میں حیرت آفرینی تھی تو یہ طنار تھا
 پیش آیا ناگہاں وہ اک فراق روح سوز
 برق بیتابی بنا جو صبر میں متار تھا
 اب وہی آرام جاں اک زخم پہلو ہو گیا
 کیا یہی وہ دل ہے اکبر مجھ کو جس پر ناز تھا
 ہاں وہی دل ہے کہے گا تجھ سے اک دن ناز سے
 تیرا صدمہ خوبی انجام کا آغاز تھا

☆☆☆

فریادِ مجنونانہ

.....مرگ ہاشم پر.....

☆☆﴿۱۰۲۵﴾☆☆

جس میری زندگی تھی مر گیا کیوں مر سکا
 جہنم نے یارب ستم مجھ پر کیا کیوں کر سکا
 واقعات جاگزا کا کیوں ہوا ایسا وقوع
 کیوں نہ میری آہ سے قانون فطرت ڈر سکا

☆☆﴿۱۰۲۶﴾☆☆

بھلا سائنس کیا سمجھے نزاکت شوق عاشق
 کہاں فوٹو سے وہ اکلا جو میرے دل میں ارماں تھا

لیا فوٹو نے زندہ عکس لیکن چٹم بے جاں میں
ہماری آنکھ میں گو حس تھا لیکن عکس بیجاں تھا

☆☆﴿۱۰۲۷﴾☆☆

کریں کوشش مگر اس وقت میری رائے میں اکبر
مناسب مشورہ ہے صبر و یکسوئی و تقویٰ کا

☆☆﴿۱۰۲۸﴾☆☆

صبح کو کہتا ہوں دیکھوں کس طرح کتنا ہے دن
شام اسے ایسا بھلا دیتی ہے گویا کچھ نہ تھا
عمر یوں ہی کٹ گئی آخر ہوا معلوم یہ
عرصہ ہستی بجز امروز فردا کچھ نہ تھا

☆☆﴿۱۰۲۹﴾☆☆

اکبر کی خرافات سے نافوس ہوئے ایسے
نامہ ہے نہ پیغام نہ حصہ ہے نہ بخرا
مانا کہ حسینوں کے لیے ناز ہے لازم
لیکن کوئی پوچھے تو کہ پاگل سے بھی خرا

☆☆﴿۱۰۳۰﴾☆☆

کالج میں ہو چکا جب یہ امتحان ہمارا
سیکھا زبان نے کہنا ہندوستان ہمارا
رتبے کو کم سمجھ کر اکبر یہ بول اٹھے
ہندوستان کیسا سارا جہاں ہمارا
لیکن یہ سب غلط ہے کہنا یہی ہے لازم

جو کچھ ہے سب خدا کا وہم و گماں ہمارا

☆☆﴿۱۰۳۱﴾☆☆

کل واقعات دہر کہاں ہسٹری میں ہیں
فوتو ہے صرف سطح پیش نگاہ کا
وہ بھی فقط خیال مصنف بہ قید خود
کیا بن سکے چراغ صداقت کی راہ کا

☆☆﴿۱۰۳۲﴾☆☆

اس طرف تو نے ہسٹری رٹ لی
اس طرف جا کے فلسفا پھانکا
لیکن اکبر خیال عقبے سے
نارو جنت کو بھی کبھی جھکانکا

☆☆﴿۱۰۳۳﴾☆☆

غور توڑ کے منطق کو ست کر دے گا
زمانہ آپ ہی اس کو درست کر دے گا
بلا پہ صبر کرو تم خدا خدا میں رہو
خدا ہی صبر کی ہمت کو چست کر دے گا

☆☆﴿۱۰۳۴﴾☆☆

صد حیف کہ ماہ رمضان ختم ہوا آج
پھر رات کو عالم ہے وہی بے خبری کا
اٹھتے تھے سحر کھانے کو اور جلتی تھیں شمعیں
افسوس گیا نور چراغ سحری کا

☆☆﴿۱۰۳۵﴾☆☆

میری طرف سے سارا جہاں بدگماں ہے اب
آزادی کلام وہ مجھ میں کہاں ہے اب
رکھتی ہیں پھونک پھونک کی باتیں مری قدم
تغ زباں نہیں ہے عصائے زباں ہے اب

☆☆﴿۱۰۳۶﴾☆☆

کتابوں ہی میں رہے جائے گی ساری تین پانچ ان کی
طریقے اس کے لیکن اور ہیں کہنے کی کیا حاجت
بتوں نے سچ کہا اس پشت میں رخصت ہے یہ شیخی
عقیدوں کی دوا کالج تعصب کی دوا حاجت

☆☆﴿۱۰۳۷﴾☆☆

طرح مغرب کو دیکھ کر جو کہے
با ہمیں طرح باباید ساخت
کہہ دے قرآن سے بھی وہ یہ بات
باہمیں شرح ہا باباید ساخت

☆☆﴿۱۰۳۸﴾☆☆

در دیر پر میں نے کی جو ڈنڈوت
بھری تھی مرے دل میں ٹھاکر کی پیت
کیا شور چیلوں نے یہ ہر طرف
مہاراج کی جے گرو جی کی جیت

☆☆﴿۱۰۳۹﴾☆☆

کر لی ہے خوب میں نے نئی روشنی کی جانچ
 مجھ سے بہت نہ کیجئے اب آپ تین پانچ
 ان لیڈروں کی شعلہ زبانی سے کیا ہوا
 ہانڈی تو سرد رہ گئی مذہب پر آئی آنچ

☆☆﴿۱۰۲۰﴾☆☆

میں نے کہا یہ اپنے خیال خضر سے آج
 بتلاؤ اس روش سے ترقی کی کیا اُمید
 ہر گام پر جو طاعت حق سے الگ پڑا
 ہوتے رہو گے مرکز قومی سے تم بعید
 ہاں انتشار و جہل کی تکمیل ہوگی جب
 ہو جاؤ گے بتان کھلیا کے تم مرید
 شاید کہ مدعا بھی تمہارا ہے بس یہی
 ہر چند ابھی ہے درس کے پردے میں تا پدید
 حیرت مجھ کو دیکھ اس خضر نے پڑھا
 حافظ کا ایک یہ شعر جو بمعنی کو تھا مفید
 سر ازل کہ عارف سالک بہ کس نہ گفت
 درحیر تم کہ باد فروش از گجا شنید

☆☆﴿۱۰۲۱﴾☆☆

انور سے کہا میں نے کہ خاموش ہو کیوں تم
 تقریر نہ تحریر غصہ نہ خوشامد
 بابو کے نہ دمساز نہ یاروں کے ہم آواز

ماہی میں نہ ممتاز نہ اشتز میں سرآمد
کہنے لگے کیا آپ کو معلوم نہیں ہے
کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

☆☆﴿۱۰۴۲﴾☆☆

اگر ہیں بھی باقی کچھ اب درد مند
تو بس پھینکتے ہیں وہ لفظی کمند
ہے یک لکچر آواز ہرا بلند
ہے یک بزم مقدار چندہ و و چند
کہاں اب وہ دل اور وہ طبع بلند
جنہیں کہہ گئے سعدی ارجمند
بیک نعرہ کو ہے ز جابر کنند
بیک نالہ ملکہ بہم بزررند

☆☆﴿۱۰۴۳﴾☆☆

اصلی غم و شادی کا نہیں قوم میں اب حس
چشم عقلا سے یہ بصیرت ہوئی مفقود
پابند ہیں اس کے رزولوشن جو ہوا پاس
ہننے پہ بھی تیار ہیں رونے کو بھی موجود

☆☆﴿۱۰۴۴﴾☆☆

ہے شمشپش بود و رنگ بے ثباتی
بہار آور و گلہارا خزاں برد
ہے عبرت زندگانی کرو اکبر

ہرماں زاد و ہرماں بود و ہرماں مرد

☆☆﴿۱۰۴۵﴾☆☆

خزاں سے جنگ کروں یہ نہیں مجھے سودا
ملول میں بھی ہوں لیکن ہے انتظار بہار
نقیس ختم بنا رکھو اپنے عزموں کو
اور اس کے بعد رہو تم امیدوار بہار

☆☆﴿۱۰۴۶﴾☆☆

جینے والوں کی ترنگیں ہیں فقط پیش نظر
مرنے والوں کے مصائب کی بہت کم ہے خبر
یہی باعث ہے کہ غفلت میں پھنسی ہے دنیا
لب خنداں کی ہے کثرت عوض دیدہ تر

☆☆﴿۱۰۴۷﴾☆☆

میں کیا کروں گا عزیز و یہ پارٹی لے کر
مزا تو جب ہے کہ آئے وہ پارٹی لے کر
خوش ہو گیا بت کی طرح میں کونسل میں
براہمن اٹھے جو اپنی مجارٹی لے کر

☆☆﴿۱۰۴۸﴾☆☆

ملا نے دیں گے مذاہب کبھی نہ ایسے سر
کہ ہر طرف یہ سُنو یا اخی بیا و نبور
مخالفت سے نہ باز آئے گی دنی دنیا
فقط یہ زور سے دیتی ہے یاد رکھ یہ گز

انھیں کی بھنیس ہے بھائی کہ جن کی لاٹھی ہے
 انھیں کا گاؤں ہے اکبر جو بن سکیں ٹھاکر
 نجات کے لیے کافی ہے سینہ صافی
 پیادہ پائی یہ خوش راہ الی الابل انظر
 مگر زمانے کی رونق ہے طفل طبعوں سے
 اندھیری رات ہے اور پھل جھڑی کی ہے مھر مھر
 اگرچہ نام خدا و رسول لیتے ہیں
 دراصل جزو شکم ہے یہ مذہبی عنصر

☆☆﴿۱۰۴۹﴾☆☆

طمع کا شغل ہو جو پلپٹکل
 تو نہیں ختم وہ فسانہ ہنوز
 فتنہ انگیز اختلاف میں ہے
 اس کے خرمن کا دانہ دانہ ہنوز
 وہی اب تک ہے طاقتوں میں نفاق
 وہی انداز حاسدانہ ہنوز
 وہی سامان خانہ جنگی کے
 وہی طرز معاندانہ ہنوز
 ہے کھلا حرص جنگ دنیا میں
 مارو آہن کا کارخانہ ہنوز
 خود فراموش و خود فروش وہی
 وہی سودائے تاجرانہ ہنوز

وہی لیسنس کی طلب گاری
 وہی انکار کا بہانہ ہنوز
 ہاں جو عرفان کھول دے در دل
 ہے نظر میں وہی زمانہ ہنوز
 وہی شوق اور وہی اثر موجود
 وہی تیرا ور وہی نشانہ ہنوز
 دل حق ہیں کو سلطنت کا سرور
 وہی حکمین عابدانہ ہنوز
 چشم مشتاق کا عروج وہی
 اور وہی جوش عارفانہ ہنوز
 رہی عہد الست پیش نظر
 مستی بادہ شبانہ ہنوز
 ہست مجلس براں قرار کہ بود
 ہست مطرب براں ترانہ ہنوز

☆☆﴿۱۰۵۰﴾☆☆

کچھ دل ایسے ہیں کہ ہے جن میں مضامین کا جوش
 کچھ زبانیں ہیں دکھاتی ہیں جو تحسین کا جوش
 ذوق طاعت کا مگر دل میں نہیں ہے پیدا
 نہ زبانوں پہ دعائیں ہیں نہ آئین کا جوش

☆☆﴿۱۰۵۱﴾☆☆

لغزشیں مد ظرافت میں جو کچھ آئیں نظر

دوستوں سے التجا یہ ہے کریں اس کو معاف
سرد موسم تھا ہوائیں چل رہی تھیں برف بار
شاید معنی نے اوڑھا ہے ظرافت کا لحاف

☆☆﴿۱۰۵۲﴾☆☆

نیت ہو اگرچہ خیر و ایماں کی طرف
آنکھیں نہ اٹھاؤ بزم عصیاں کی طرف
مانا کہ پڑھو گے واں پہنچ کر لاحول
جانا ہی ضرور کیا ہے شیطان کی طرف

☆☆﴿۱۰۵۲﴾☆☆

بے گزٹ ہو کے جو رہے تو محلے میں حقیر
باگزٹ ہو کے جو چلے تو فرشتوں میں خفیف
کیسے چکر میں بزرگوں کو پھنسا رکھا ہے
حضرت پیر فلک بھی ہیں عجب ذات شریف

☆☆﴿۱۰۵۳﴾☆☆

قرآن رہے پیش نظریہ ہے شریعت
اللہ رہے پیش نظریہ ہے تصوف
مقصود تو واحد ہے اگر غور سے دیکھو
عالم نہ رہے اس کے اسی کا ہے تاسف

☆☆﴿۱۰۵۵﴾☆☆

اکبر نے میں نے پوچھا اے واعظ طریقت
دنیاے دلوں سے رکھوں میں کس قدر تعلق

اس نے دیا بلاغت سے یہ جواب مجھ کو
انگریز کو ہے نیٹو سے جس قدر تعلق

☆☆﴿۱۰۵۶﴾☆☆

ترقی خواہ ہے تو صحن مسجد چھوڑ اے اکبر
کہا اس نے ترقی ہے تو خود پہنچے گی مسجد تک
نود نہ نام اوہر ننانو نے کا پھیر اوہر یعنی
انھیں سو تک پہنچنا ہے مجھے اللہ واحد تک

☆☆﴿۱۰۵۷﴾☆☆

گو کہ دونوں ہی نظر آتے ہیں نیک
ایک ظاہر ایک میں باطن کی ٹیک
میں نے پوچھا ایک اور اک کے ہوئے
دے جواب اس کا تمہاری طبع نیک
بے تکلف کہہ دیا ملا نے دو
حضرت صوفی یہ بولے پھر بھی ایک

☆☆﴿۱۰۵۸﴾☆☆

سامان عیش کچھ نہ رہا اڑ رہی ہے خاک
اس غم میں اپنی جان مگر کیوں کروں ہلاک
میں نے جو جل کے کہہ دیا اس سال جون میں
ٹٹی اگر نہیں نہ ہو خس کم جہان پاک

☆☆﴿۱۰۵۹﴾☆☆

ہ سے ہندو م سے مسلم یہ دونوں مل کے ہم

سر پہ انگریزی آ اس سے ہوئی حالت اہم
 ہے آ ہم سے جدا لیکن محافظ اور معین
 اس کے سائے میں رہیں ہ م شامل ہوں بہم
 دوست کیونکر ہوں نہ ہوں جب ہم خیال و ہم مذاق
 لیکن اس کا یہ اثر کیوں ہو کہ ہوں دشمن بہم
 اپنا اپنا وقت ہے موقعہ ہے اور میلان طبع
 آپ اپنے شغل میں رہیں اور اپنی دھن میں ہم

☆☆﴿۱۰۶۰﴾☆☆

بندوں کی فہم و زور اک حد ہے وہ بھی بچ
 کرتا ہے خود وہ اپنی خدائی کا انتظام
 ان ممبروں میں کدورت نہ ہو بہم
 آپس میں بھی کریں یہ صفائی کا انتظام

☆☆﴿۱۰۶۱﴾☆☆

خبر کیا انقلاب دہر کی ان نوجوانوں کو
 نئی حالت نئی آنکھیں ان کے ترانے میں
 بڑی عمریں ہیں جن کی ان سے سنے حال دنیا کا
 نگاہوں میں زمانے ہیں زبانوں پر فسانے ہیں

☆☆﴿۱۰۶۲﴾☆☆

گوشہ صبر و قناعت ہی میں اب محفوظ ہوں
 شہد سے محروم ہوں تو زہر سے محفوظ ہوں
 گو حریفوں کی نظر میں رنگ پھیکا ہو مرا

نرگس مستانہ ساقی کا مخلوط ہوں

☆☆﴿۱۰۶۳﴾☆☆

پاس کالج جو ہیں ووٹ طلب کرتے ہیں
پاس مسجد کے جو ہیں طاعت رب کرتے ہیں
عشوہ ہائے عجمی کے وہ ہوئے ہیں کشتہ
یہ رخ سادگی طرزِ عرب کرتے ہیں
ان کو ہے لمنیڈو و سکی کی ضرورت اور یہ
رفع پانی سے فقط خشکی لب کرتے ہیں
پھلتے وہ ہیں کہ اغیار سے جوڑیں رشتہ
یہ ہیں سمٹے ہوئے اور حفظِ نسب کرتے ہیں
وقت کو دیکھ کے اب آپ ہی انصاف کریں
وہ ستم کرتے ہیں یا آپ غضب کرتے ہیں

☆☆﴿۱۰۶۴﴾☆☆

تعلیم یافتہ ہوں اور نیک بخت بھی ہوں
تم سے رہیں ملائم شیطان پہ سخت بھی ہوں
قرآن ہی کرے گا ان بی بیوں کو پیدا
پاکیزہ تخم جب ہوں عمدہ درخت بھی ہوں

☆☆﴿۱۰۶۵﴾☆☆

چرچ نے پیش کمیشن کہہ دیا اظہار میں
قوم کالج میں اور اس کی زندگی اخبار میں
شوہر افسردہ پڑے ہیں اور مرید آوارہ ہیں

بی بیاں اسکول میں ہیں شیخ جی دربار میں

☆☆﴿۱۰۶۶﴾☆☆

ہر خاک کے پتلے کو ابھارا ہے فلک نے
یکتائی کے اظہار میں مست اہل زمیں میں
ہر اک کو یہ دعویٰ ہے کہ ہم بھی ہیں کوئی چیز
اور ہم کو ہے یہ ناز کہ ہم کچھ بھی نہیں ہیں

☆☆﴿۱۰۶۷﴾☆☆

مرے عمل سے نہ شیخ خوش ہیں نہ بھائی خوش ہیں نہ باپ خوش ہیں
مگر میں سمجھا ہوں اس کو اچھا دلیل یہ ہے کہ آپ خوش ہیں
جو دیکھا سائنس کا یہ چکر دھرم پکارا کہ اے برادر
ہمارے دورے میں پن مگن تھے تمہارے دورے میں پاپ خوش ہیں

☆☆﴿۱۰۶۸﴾☆☆

حاکم دل بن گئی ہیں یہ ٹھینگر والیاں
میں لگاؤں گا گل داغ جگر کی ڈالیاں
ضبط کے جامے کے بجائے ٹوٹتے ہیں دوستوں
ہائے یہ بلیں کشیدے اور ایسی جالیاں
حور مستقبل پری ماضی مگر یہ حال ہیں
دی و فردا کیا کروں پاؤں جو یہ خوش حالیاں
آسمان سے کیا غرض جب ہے زمیں پر یہ چمک
لہ و انجم سے ہیں بڑھ کر ان کے بندے بالیاں
فول وہ کہتی ہیں مجھ کو میں انھیں سمجھا ہوں پھول

ہیں گل رنگیں سے بہتر ان گلوں کی گلیاں

☆☆﴿۱۰۶۹﴾☆☆

کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ ظلم ہستی
اس کی قدرت کے کرشمے بھی عجب ہوتے ہیں
جان جب خاک میں پرتی ہے تو ہوتی ہے خوشی
خاک جب خاک میں ملتی ہے تو سب روتے ہیں

☆☆﴿۱۰۷۰﴾☆☆

مجھ کو حیرت ہے کہ یہ کس گرو کی چیلیاں
حشر برپا کر رہی ہیں مغرب الہیلیاں
لطف آزادی کی دل میں بڑھ گئی ہے چاشنی
اب تو شیشے میں اترنے کی نہیں یہ جیلیاں
اپنے ہاتھوں اپنے سانچے کی کریں گی بندوبست
یہ نہیں وہ گڑ کہ تم ان کی بناؤ بھیلیاں^{۵۲}

☆☆﴿۱۰۷۱﴾☆☆

کچھ غرض اور ہے احباب نہ اس شک میں رہیں
بس یہ ہے شوق کو پلک کی جھکا جھک میں رہیں
نہیں منظور نمازوں میں گذاریں راتیں
ہاں کمیٹی ہو تو اچھے ہوئے بک بک میں رہیں
نغمہ مرغ سحر سے نہیں انجن کو غرض
پیٹ انگاروں سے بھر دیجئے بھک بھک میں رہیں

☆☆﴿۱۰۷۲﴾☆☆

پایا جب کمپ کے چکر میں انھیں سب کا شریک
رشتہ جاتا رہا اس پر کہ بڑے عالم ہیں
صبر و آزادی و طاعت کے مزے لو اکبر
ان کی راہوں پہ انھیں چھوڑ دو جو حاکم ہیں

☆☆﴿۱۰۷۳﴾☆☆

ہم کو فی روش کے حلقے جکڑ رہے ہیں
باتیں تو بن رہی ہیں اور گھڑ بگڑ رہے ہیں
ذاتی ترقیاں ہیں قومی ہے یا تنزل
گرہیں یہ کھل رہی ہیں یا بچھ پڑ رہے ہیں
ٹانگے وہ لگ رہے ہیں جو کروٹوں میں ٹوٹیں
بچنے جو فطرتی تھے وہ اب اُدھڑ رہے ہیں
سطح زمیں سے پوچھو کیا مل رہا ہے اس کو
نظروں میں پھل جھڑی سے گو پھول جھڑ رہے ہیں
چلتی تو ہیں زبانیں اور بھرتے ہیں شکم بھی
لیکن امید کیا ہو جب دل اُجڑ رہے ہیں
یہ زیور معافی کس کی کریں گے زینت
لنظوں کے یہ نگینے کیوں آپ جڑ رہے ہیں

☆☆﴿۱۰۷۴﴾☆☆

ترقی کی نئی راہیں جو زیرِ آسمان نکلیں
میاں مسجد سے نکلے اور حرم سے بی بیائیں نکلیں

مصیبت میں بھی اب یاد خدا آتی نہیں ان کو
دعا منہ سے نہ نکلی پا کٹوں سے عرضیاں نکلیں

☆☆﴿۱۰۷۵﴾☆☆

سکھاتے ہیں جو اغیار اب اسی کے دل سے شیدا ہیں
نہ جانا یہ کہ ہم کیا ہیں یہی سمجھے کہ وہ کیا ہیں
خرابی بے اصولی تفرقہ اس کا نتیجہ ہے
تماشا ہی ہیں وہ ان کے لیے ہم اک تماشا ہی
ہماری حالت^{۳۵} کو کچھ نہ پوچھو

فعل فعلن فعل فعلن فعل فعلن فعل فعلن
پچھاڑیں کھاتے ہیں لوٹتے ہیں پکڑتے ہیں شیخ جی کا دامن
مگر مشینیں جو چل رہی ہیں انھیں میں الجھے گھسٹ رہے ہیں

☆☆﴿۱۰۷۶﴾☆☆

وہ فقط وضع کے کشتہ ہیں نہیں قیہ کچھ اور
بھینس کو گون پہنا دیجئے عاشق ہو جائیں

☆☆﴿۱۰۷۷﴾☆☆

طعنے سنتے ہیں مگر شعر کہے جاتے ہیں
داد کے شوق میں بیداد سبے جاتے ہیں
روویوشن ہی کے تختے کا سہارا ہے فقط
بحر تدبیر ترقی میں بہے جاتے ہیں
ملک الموت نے نوٹس نہ دیا تھا افسوس

اس کمیٹی کے بہت کام رہے جاتے ہیں
آپ فرماتے ہیں ہو مہر ترقی کی تو آ
موجہیں کہتی ہیں کہ یہ خود ہی پہے جاتے ہیں

☆☆﴿۱۰۷﴾☆☆

گرچا میں لاٹ صاحب مسجد میں شیخ صاحب
بدھو فلاسوفی کے کمرے میں سڑ رہے ہیں
خاک اڑ رہی ہے گھر میں ڈیوڑھی میں غل مچا ہے
مذہب کے ہیں مخالف بھائی سے لڑ رہے ہیں

☆☆﴿۱۰۸﴾☆☆

تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر
خاتون خانہ ہوں وہ سبھا کی پری نہ ہوں
ذی علم و متقی ہوں جو ہوں ان کے منتظم
استاد اچھے ہوں مگر استاد جی نہ ہوں

☆☆﴿۱۰۹﴾☆☆

یہ لیڈر خود ہی مضطر ہیں مگر عشوے دکھاتے ہیں
جو شخصی زندگی ہے اس کو یہ قومی بتاتے ہیں
بجز الفاظ کے حاوی نہیں کلی پہ کام ان کے
یہ خود جرنی ہیں لیکن گیت کلی کا سناتے ہیں

☆☆﴿۱۱۰﴾☆☆

اللہ نے کہا تم زیر امتحاں ہو
ہم جانتے ہیں بس ہم دنیا کے معتمد ہیں

خود نفس کے ہیں تابع تقویٰ سے بے تعلق
اوروں پہ نکتہ چینی میں غرق رات دن میں

☆☆﴿۱۰۸۱﴾☆☆

خانہ جنگی میں حضرت مرد ہیں
عیب جوئی کے ہنر میں فرد ہیں
اپنوں ہی کے واسطے ہیں شعلہ خو
سامنے غیروں کے بالکل سرد ہیں

☆☆﴿۱۰۸۲﴾☆☆

ادھر جوانوں کو ہے یہ سودا کہ سیر بازار انھیں کرائیں
ادھر خواتین خلوت آرا ہنوز مست اپنی فوج میں ہیں
مگر یہ قید حرم کہاں تک حجاب کے دن نقاب کب تک
کہ گہو ترسا کی لیڈیاں بھی شریک و اعظ کی فوج میں ہیں

☆☆﴿۱۰۸۳﴾☆☆

سوئے مسجد اس نئی تہذیب کی راہ اب کہاں
تھینک یو میں صرف میں الحمد للہ اب کہاں
ہم غریبوں ہی کو لازم ہے توجہ اس طرف
الغاف صاحبان شوکت و جاہ اب کہاں
بزم آنر میں مراقب میں جو تھے درویش دوست
شوق ہے دربار کا وہ ذوق درگاہ اب کہاں

☆☆﴿۱۰۸۴﴾☆☆

مرے نزدیک تو بے اصل یہ اشکل ظاہر ہیں

جو اچھے ہیں وہ مؤمن میں برے جو ہیں وہ کافر ہیں
وہی ہیں پاک طینت لو لگی ہے جن کی خالق ہے
نہیں ہے شرک کی جن میں نجاست بس وہ ظاہر ہیں

☆☆﴿۱۰۸۵﴾☆☆

اللہ کو جگہ دے تو اپنے دل میں اکبر
اللہ خود ہی دے گا تجھ کو جگہ دلوں میں
اللہ ہی کو سمجھو مقصود علم و دانش
اللہ ہی کو چاہو ہستی کی منزلوں میں
خوف ورجا سے دیکھو ہر دم اسی کی جانب
فطرت کے منظروں میں طاعت کے سلسلوں میں
کرتے ہو ساتھ ادب کے جب ذکر تم خدا کا
ہوتے ہیں خوش ملائک بھی اپنی محفلوں میں
جو دین کے ہیں عالم راہ خدا کے ہادی
تم سمجھو خود کو ناقص بس وہ ہیں کاملوں میں
مسلم شریک ملت ہو بھی جو لغزشوں میں
کم وقت اپنا کاٹو طعنوں میں اور گلوں میں
شامل تمہاری صف میں طاقت ہے وہ تمہاری
کافی ہے یہ نہیں ہے وہ حق کے مہملوں میں
رحماء پنہم پر رکھو نظر ہمیشہ
ہر چند یہ طریقہ ہے سخت مشکلوں میں
ہنگامہ جو ہے شوق اعزاز و فکر روزی

کوشش کرو مگر تم شامل ہو غالتوں میں
اک بات ہم نے کہہ دی ورنہ یہ وقت وہ ہے
تم بھی ہو زنجیوں میں ہم بھی ہیں بسملوں میں

☆☆﴿۱۰۸۶﴾☆☆

اک طرف تمکین ہے اور بیقراری اک طرف
انتظام طبع انساں ہے خدا کے ہاتھ میں
ہے وہی دیوار میں مٹی بگولے میں جو ہے
نیو کے پنے میں وہ ہے یہ ہوا کے ہاتھ میں

☆☆﴿۱۰۸۷﴾☆☆

بیجا ہوا اعتراض تو اس پر بھی ہیں خموش
گو دل ہی دل میں غصے سے بھنتے بھی خوب ہیں
کہتے ہیں خوب حضرت اکبر شک اس میں کیا
لیکن میں دیکھتا ہوں کہ سنتے بھی خوب ہیں

☆☆﴿۱۰۸۸﴾☆☆

آدم چھٹے بہشت سے گیہوں کے واسطے
مسجد سے ہم نکل گئے بسکٹ کی چاٹ میں
صاحب سلامت اب بھی مری شیخ جی سے ہے
لیکن چھٹے چھ ماہ ہے وہی راہ ہاٹ میں
خانقاہوں کے کھلیں در کس طرح
ہیں کواڑ اب تنگ اپنی چول میں
حکم گردوں ہے کہ حلقے چھوڑ دو

یا پوس میں جاؤ یا اسکول میں

☆☆﴿۱۰۸۹﴾☆☆

گرووں نے ہم کو اس کا لقمہ بنا دیا ہے
تبہذیب مغربی کے محلے میں ہم پڑے ہیں
شخصیتیں جو اکثر تم دیکھتے ہو باقی
کیلوں ہو رہا ہے لقمے بڑے بڑے ہیں
اللہ نے جو چاہا ہم ہضم نہ ہوں گے
توحید اور قناعت کے پاسہاں کھڑے ہیں
البتہ ان کی نسبت کچھ رائے میں نہ دوں گا
جو اس سے خون ملنے کی آس پر اڑے ہیں

☆☆﴿۱۰۹۰﴾☆☆

مناسب ہے نئی تعلیم نسواں
یہی راہ آپ اب لے روکدلیں
سمجھ لیں لاکھ باتوں کی یہ اک بات
میاں بدلے تو بی بی کیوں نہ بدلیں

☆☆﴿۱۰۹۱﴾☆☆

کفر پر غصہ نہیں فطرت پہ کچھ حیرت نہیں
خانہ جنگی کے سوا بس اور کچھ رغبت نہیں
قوت انشاء کو آخر صرف کرنا ہے ضرور
کیا کریں زور قلم ہے اور کچھ طاقت نہیں

☆☆﴿۱۰۹۲﴾☆☆

سنیں تو آپ ثناعت کے غل مچانے کو
وہ کہہ رہی ہے نہ چھوڑو غریب خانے کو
تمہاری حرص بدل کر تمہیں کرے گی ہلاک
ہمارا صبر بدل دے گا اس زمانے کو

☆☆﴿۱۰۹۳﴾☆☆

دنیا کو نہ کانند خبر میں دیکھو
اپنے فردا میں اپنے گھر میں دیکھو
الفاظ کی شوکت و نزاکت پہ نہ جاؤ
قائل کو قول کے اثر میں دیکھو

☆☆﴿۱۰۹۴﴾☆☆

اپنی محنت کو اپنا آزر سمجھو
اپنے پاؤں کو اپنا موٹر سمجھو
صحت اچھی تو ہر جگہ ہے آرام
اپنے ہی بدن کو اپنا تم گھر سمجھو
اے بی بیو شرم ہی کو تم سمجھو حسن
اور اپنے ہنر کو اپنا زیور سمجھو
بی بی میں جو طرز مغربی ہو تو کہو
احسان ہے یہ جو مجھ کو شوہر سمجھو
دست اندازی پولس کی ہو جس میں روا
ہرگز نہ اسے کلام اکبر سمجھو

☆☆﴿۱۰۹۵﴾☆☆

کون کہتا ہے کہ تعلیم زماں خوب نہیں
ایک ہی بات فقط کہنا ہے یاں حکمت کو
دو اسے شوہر و اطفال کی خاطر تعلیم
قوم کے واسطے تعلیم نہ وہ عورت کو

☆☆﴿۱۰۹۶﴾☆☆

سب سعی میں مصروف ہیں حاصل کی نہ پوچھو
مغرب کے خضر ساتھ ہیں منزل کی نہ پوچھو
ہے بحر مباحث میں رواں کشتی امید
لہروں کی چک دیکھ لو ساحل کی نہ پوچھو

☆☆﴿۱۰۹۷﴾☆☆

منزل گور تک پہنچنا ہے
خواہ چھکڑا ہو خواہ موٹر ہو

☆☆﴿۱۰۹۸﴾☆☆

زمیں سے فیض نامحدود کا کیونکر تحمل ہو
ترقی دینوی یہ ہے کہ اوروں کو تنزل ہو
یہی بنیاد ہے دنیا میں جوہر ظلم و غفلت کی
تو اس سے محترز رہنے میں کیوں تنجھکو تامل ہو
طلب دنیا کی کر اتنی کہ طاعت ہو سکے رب کی
مصیبت ہے یہ شرط اس میں کہ شوکت ہو تحمل ہو
حکومت کی طلب کا بھی یہی مقصود ہے اصلی
کہ روحانی طریقوں سے خلائق کو توسل ہو

ترقی ہے جو روحانی وہی مدوح ہے اکبر
کہ ہو ہر جزو کو آسودگی اور شرکت کل ہو

☆☆﴿۱۰۹۹﴾☆☆

وزن نامحدود میزان نظر میں خوب ہے
نام کی خاطر تر شکہ تولہ ماشا کیوں بنو
دین حق ہے آنکھ زینت ہے تماشائے جہاں
تم تماشائی رہو اکبر تماشا کیوں بنو

☆☆﴿۱۱۰۰﴾☆☆

خواہ صاحب کو تم سلام کرو
خواہ مندر میں رام
بھائی جی کا فقط یہ مطلب ہے
جس میں روپیہ ملے وہ کام کرو

☆☆﴿۱۱۰۱﴾☆☆

پڑھ دیا اکبر مغموم نے یہ شعر بلغ
جب کہا اس سے کہ اس بزم میں کچھ تم بھی کہو
چمین کے ساتھ ہم اس وقت بھی رہ سکتے ہیں
شرط یہ کہ فقط پیٹ ہو اور آنکھ نہ ہو

☆☆﴿۱۱۰۲﴾☆☆

اک دل لگی ہے وقت گزرنے کے واسطے
دیکھو تو ممبروں کے ذرا ایر پھیر کو
ایسی کمیٹیوں سے ہے پھل کا امیدوار

اکبر درخت سمجھا ہے پتوں کے ڈھیر کو

☆☆﴿۱۰۳﴾☆☆

مذہب کی لپ لپ پوت سے دیتی نہیں ہے عقل
بس عشق ہی مٹاتا ہے اس کی کرید کو
دین خدا کے نور کا جلوہ نصیب ہو
دل کی نگاہ پائے جو وحدت کے بھید کو

☆☆﴿۱۰۴﴾☆☆

رنگ زمانہ طرز طبائع کا بھی ہے پاس
تقویٰ کا گو خیال بہت ہے جناب کو
مرعوب ہو گئے ہیں ولایت سے شیخ جی
اب صرف منع کرتے ہیں دہی شراب کو

☆☆﴿۱۰۵﴾☆☆

اس کو سنتا ہوں اس پہ جھکتا ہوں
کوئی دعویٰ ہو یا کوئی درگاہ
ایک اور اک دو مگر زبان پہ ہے
دل میں ہے لا الہ الا اللہ

☆☆﴿۱۰۶﴾☆☆

لباس و اتحاد و دین و غیرت ایک لقمے میں
نئی تہذیب کا یہ پیٹ ہے یا رب کہ ملکا ہے

☆☆﴿۱۰۷﴾☆☆

پڑھے اس جا جہاں تاثیر ملت جا نہیں سکتی

بے اس جا کہ آواز اداں آ نہیں سکتی
تمہیں کو ناز ہو اے نوجوانو اس طریقے پر
مری امید تو نغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

☆☆﴿۱۰۸﴾☆☆

انسان کا علم کامل سابق میں تھا نہ اب ہے
لیکن نئی طرح کا اک بحر بہہ رہا ہے
مرزا غریب چپ ہیں ان کی کتاب ردی
بدھو اکڑ رہے ہیں صاحب نے یہ کہا ہے

☆☆﴿۱۰۹﴾☆☆

محو اضافہ وہ بت کھیٹ پرست ہے
کہتا ہے آخرت کا یہی بندوبست ہے
اپنے عیب پر تو ذرا بھی نظر نہیں
اوروں پہ اعتراض میں ہر وقت مست ہے

☆☆﴿۱۱۰﴾☆☆

نئی تہذیب کی عورت میں کہاں دین کی قید
بے حجابی جو ہو اس میں تو قباحت کیا ہے
نور اسلام نے سمجھا تھا مناسب پردہ
شع خاموش کو فانوس کی حاجت کیا ہے

☆☆﴿۱۱۱﴾☆☆

جناب ہی کو مناسب ہے یہ سول لائن
نیاز مند کو تو شہر ہی میں راحت ہے

زمانہ ہے کہ وہ دشمن ہے صاف گوئی کا
زبان ہے کہ نہیں ماننی مصیبت ہے

☆☆﴿۱۱۲﴾☆☆

مرغی نے کہا خوب کسی کمپ میں لٹ کے
اٹھا وہی اچھا ہے کہ بچا جسے کھٹ کے
دیوار شکستہ نے ترقی کی دعا کی
گرووں کی عنایت سے سڑک بن گئی کٹ کے

☆☆﴿۱۱۳﴾☆☆

کیوں اپنے سر پہ زحمت بے سود لیجئے
کنسل کے بدلے گھر میں اچھل کود لیجئے
کھاپی کے گھر میں بیٹھے اور گائیے بھیجئے
کاشی سے جل پراگ سے امرود لیجئے
ہو وضع اپنے دیس کی مال اپنے دیس کا
بہتر ہے راہ منزل بہبود لیجئے

☆☆﴿۱۱۴﴾☆☆

ہوائے کوچہ مشرق کی موجیں یاد ہیں ہم کو
وہی تھی منزل راحت وہی رفتار اچھی تھی
نئی محفل کو نکلانی تو گویا طوق گردن ہے
وہی بت خانہ بہتر تھا وہی زمار اچھی تھی

☆☆﴿۱۱۵﴾☆☆

شونئی یہ لیڈروں کی یہ ملت کی ابتری

تاریک شب میں کشمکش برق و ابر ہے
محفوظ مثل انجم تاباں ہیں وہ بزر
ذوق صلوة جن کو ہے اور تاب صبر ہے

☆☆﴿۱۱۶﴾☆☆

ہر چند کہ ہے مس کا لونڈر بھی بہت خوب
ہیگم کا مگر عطر حنا اور ہی کچھ ہے
سائے کی بھی سن سن ہوں اگلیر ہے لیکن
اس شوخ کے گھونگرو کی صدا اور ہی کچھ ہے

☆☆﴿۱۱۷﴾☆☆

ان عزیزوں کا عمل اکبر محل غور ہے
کہہ رہے کچھ اور ہیں اور ہو رہا کچھ اور ہے
آنفل حالت پہ ہے ان کا مدار زندگی
مذہبی ترکیب باقی ہے نہ سوشل طور ہے
قیمت کوڑ سے بڑھکے دیتے ہیں ٹھڑے کے دام
بے حس کا میکہ ہے غفلتوں کا دور ہے

☆☆﴿۱۱۸﴾☆☆

دل اس کے ساتھ ہے کہ خدا جس کے ساتھ ہے
لیکن خبر نہیں کہ خدا کس کے ساتھ ہیں
البتہ پیش چشم ہے قانون عافیت
جو نیک اور شریف ہے وہ اس کے ساتھ ہے

☆☆﴿۱۱۹﴾☆☆

مل کا آنا ہے غل کا پانی ہے
 آب و دانے کی حکمرانی ہے
 اک ادا سے کہا مسوں نے کم آن
 تیر کی مجھ میں اب روانی ہے

☆☆﴿۱۱۲۰﴾☆☆

مشرق میں ولادت پر راضی نہ تھے یہ بندے
 چارا ہی مگر کیا تھا فطرت جو یہاں جن دے
 جب چاند کی چالاکي گھٹ بڑھ میں نظر آئی
 تقدیر کے چمکایا سورج نے دئے چندے
 جو جس کے مناسب تھا گردوں نے کیا پیدا
 یاروں کے لیے عہد چڑیوں کے لیے پھندے
 خم ہو کے ہلال آیا گردوں نے کہا حضرت
 ہو جلیئے گا فرہ چکر تو لگیں چندے

☆☆﴿۱۱۲۱﴾☆☆

میزان نظر میں اپنی قوت تو لے
 خالی الفاظ کی دکان کیوں کھولے
 اللہ کو مان لے ولییں کیسی
 اکبر سے کہو کہ خود تو ثابت ہو لے

☆☆﴿۱۱۲۲﴾☆☆

حکومت اس کی آئی کی مرضی اس کے سبب کام اور دھندے
 کہاں کے انگش کہاں کے نیو خدا کی دنیا خدا کے بندے

☆☆﴿۱۱۲۳﴾☆☆

عجیب معنی نازک ہیں اس مقولے میں
نظر وسیع جو ہو بندگی میں شاہی ہے
خدا کے ساتھ نہیں ہو تو کچھ نہیں ہو تم
خدا کے ساتھ اگر ہو تو پھر خدا ہی ہے

☆☆﴿۱۱۲۴﴾☆☆

واقف ہوں ان بتوں کے مکرو فریب سے میں
سب ہیں یہ دل کے پتھر اور آنکھ کے ریلے

☆☆﴿۱۱۲۵﴾☆☆

یہ سڑک کس سمت میں آخر نکالی جائے گی
آنے والی نسل کس سانپے میں ڈھالی جائے گی
نفس کی جو ہیں ترنگیں ان میں ہے گو ایک جوش
تا کجا لیکن یہ موج خروش مقالی جائے گی
جھاڑ کر دامن الگ ہو جائیں خاصان طریق
ورنہ یہ توفیق بھی دل سے اٹھالی جائے گی
خود پرستوں کو مبارک ہ یہ ایوان رفیع
دل شکستوں میں کوئی مسجد بنالی جائے گی
ان ستونوں سے نہ سنبھلے گی تری سقف حرم
خطہ تر سایہ گر بنیاد ڈالی جائے گی

☆☆﴿۱۱۲۶﴾☆☆

میری نسبت جو ہوا ارشاد وہ میں نے سنا

یہ تو کہئے اپنی نسبت آپ کی کیا رائے ہے

☆☆﴿۱۱۷﴾☆☆

اے شوق وضع مغربی درما فتندی ابتری
ہر چند مشقت می کنم لیکن تو زان بالاتری
شخم شهید جلوہ با افتادہ درکمپ شما
باشد کہ از بہر خدا سوئے شہیداں بنگری
حسرت نکاہت ناز من مرکز طبع راز من
ہر نغمہ ات بر ساز من حقا عجائب دلیری
تو سینہ شستی دل شدم ٹیچر شدی بیوپل شدم
تا کس گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری
ہر چند بانو بستہ ام از طعن اکبر خستہ ام
لطفے خاص کن پیدا بحق نیچری
آن را کہ تاجر دیدہ تازی از و بشنیدہ
شد نوکری فن پدر اردو زبان مادری
اے ہانوے خلوت نشیں تاکے بہ قیدن وایں
از پردہ بیروں آویں ناز زمان لشکری

☆☆﴿۱۱۸﴾☆☆

اعزاز بڑھ گیا ہے آرام گھٹ گیا ہے
خدمت میں ہے وہ لیزی اور ناچنے کو ریڑی
تعلیم کی خرابی سے ہو گئی بالآخر
شوہر پرست بی بی پبلک پسند لیڈی

☆☆﴿۱۱۲۹﴾☆☆

آپ اکبر لاکھ عشق خوش کلامی کیجئے
کتنا ہی اظہار اعزاز دوائی کیجئے
دوستی کی آپ سے فرصت نہیں اس شوخ کو
یا کھسکئے سامنے سے یا غلامی کیجئے

☆☆﴿۱۱۳۰﴾☆☆

کہاں ہم میں جماعت اور طاعت
شکستہ ہو گئے سابق کے رشتے
نہیں ہے کچھ شکایت لیڈروں کی
کہ جیسی روح ہے ویسے فرشتے

☆☆﴿۱۱۳۱﴾☆☆

کلی برگد تھا جن کا براتی
ان کی قبر پر پھول نہ پاتی
عبرت ہے یہ دوبا گاتی
ستر پوت بہتر ماتی
ہندو کے اتفاق کو گنگا ہی گائے ہے
مرزا کے اتفاق کو مجلس کی ہائے ہے
البتہ شیخ جی کا کوئی مرکز اب نہیں
ہر پیر ہر جوان کی جداگانہ رائے ہے

☆☆﴿۱۱۳۲﴾☆☆

لات و عزی سے چھٹے تو زید و خالد میں پھنسے

فائدہ کیا خلق کو پہنچا در اسلام سے
انتظام دہر کہتا ہے کہ یہ اک بھید ہے
کام رکھ تو اپنے دل میں بس خدا کے نام سے

☆☆﴿۱۱۳۳﴾☆☆

تصویر اصل سے نہیں رکھتی مطابقت
تصویر ادھر کھینچی اور ادھر تم بدل گئے
تصویر میں کی فانی و ماضی پہ ہے نگاہ
ذرات جسم حال کے سانچے میں ڈھل گئے

☆☆﴿۱۱۳۴﴾☆☆

جو پوچھا مجھ سے دور چرخ نے کیا تو مسلمان ہے
میں گھبرایا کہ اس دریافت میں کیا رمز پنہاں ہے
کروں اقرار تو شاید یہ بے مہری کرے مجھ سے
اگر انکار کرتا ہوں تو خوف قہر یزادوں ہے
بالآخر کہہ دیا میں نے گو مسلم تو ہے بندہ
ولیکن مولوی ہرگز نہیں ہے خاناماں ہے

☆☆﴿۱۱۳۵﴾☆☆

سکہ ٹٹھا رہا تھا قرآن جب عرب پر
اس وقت پڑ رہی تھی بنیاد سلطنت کی
اس وقت میں ہو موزوں کیا مذہبی ترانہ
جب پاؤں شیخ کا ہے اور لے ہی ان کی گت کی

☆☆﴿۱۱۳۶﴾☆☆

میرے فراغِ دل پہ تعجب نہ کیجئے
پھیلے نہ پاؤں ہیں نہ ذرا اپنا ہاتھ ہے
کیا آپ نے ہنوز کسی سے سنا نہیں
جس نے کیا ہے صبرِ خدا اس کے ساتھ ہے

☆☆﴿۱۳۷﴾☆☆

وجد میں لائے گا یہ مضمون اہل ذوق کو
دھوم تھی روزِ ازل اس سیدِ ذبیحہ کی
جب رکے آثارِ فطرت کہہ کے حرفِ لا الہ
فور احمد سے اٹھی آوازِ لا اللہ کی

☆☆﴿۱۳۸﴾☆☆

عشاق کو بھی مالِ تجارت سمجھ لیا
اس قہر کو ملاحظہ اللہ کیجئے
بھرتے ہیں میری آہ کو فونو گراف میں
کہتے ہیں فیس لیجئے اور آہ کیجئے

☆☆﴿۱۳۹﴾☆☆

ہستی ہے خوب اکبرِ ناخوب یہ خودی ہے
دونوں میں فرق کرنا عرفاں بس یہی ہے
نئی خود میں لیکن ہستی کا حس ہو جس کو
کتنی قومی بہ ظاہر یہ بحثِ فلسفی ہے
کیونکر جہانِ صورت اس مسئلے کو نبھے
یہ عالمِ معانی بلائے زندگی ہے

ہوش و حواس گم ہیں لیکن زبان عارف
توحید کا مزا ان لفظوں میں لے رہی ہے

☆☆﴿۱۴۰﴾☆☆

یہی بخش رہی سب میں وہ کیسے ہیں وہ کیسے تھے
یہی سنتے ہوئے گذری وہ ایسے ہیز وہ ایسے تھے
عمل اوروں ہی کے دیکھا کئے یہ نیک یہ بد ہیں
ترقی خود نہ کی کچھ رہ گئے ویسے کہ جیسے تھے

☆☆﴿۱۴۱﴾☆☆

پاس انفاس ہو اگر ملحوظ
ہر نفس راہ کامرانی ہے
سانس لینے کا ورنہ کیا حاصل
صرف اک مشغل زندگانی ہے

☆☆﴿۱۴۲﴾☆☆

عاشقی ان کی نہیں ہے عقل سے بالکل جدا
اہل دل وہ بھی ہیں لیکن دل بدن کے ساتھ ہے
وہ نہیں ہیں میرے چاک حبیب و دامان میں شریک
ہے جنوں ان کو بھی لیکن پیرہن کے ساتھ ہے
آہوئے عنائے دشت ہو کے وہ قائل نہیں
آکھ ان کی آہوئے دشت فتن کے ساتھ ہے
مجھ کو الجھانے کو کافی ہوگئی سنبل کی شان

جوش سودا ان کا زلف پر شکن کے ساتھ ہے
یہ نہیں تو کچھ نہیں باتیں ہی باتیں ہیں فقط
ہر زباں اپنے جدا طرز سخن کے ساتھ ہے

☆☆﴿۱۴۳﴾☆☆

جس نے یہ بات کس اور طرح جانی ہے
اس کے نزدیک یہ بے مثل ہے لائقانی ہے
جس نے اشعار ہی میں رنگ تصوف دیکھا
وہ بھی کہہ دے گا یہ اک رندی روحانی ہے

☆☆﴿۱۴۴﴾☆☆

بس اتنی بات ہے سامع ہو مذاق سخن
مجال کیا کہ مرے شعر پر اچھل نہ پڑے
اب اپنے وعظ میں دنیا سے دل کسی کا نہ پھیر
قلی گدام کی بھرتی میں تاخلف نہ پڑے

☆☆﴿۱۴۵﴾☆☆

خوب اک ناصح مشفق نے یہ ارشاد کیا
بزم میں اس نے تعلیٰ جو کل اکبر کی سنی
نہ تری فوج نہ شاگرد نہ پیرو نہ مرید
نہ تو ارجن ہے نہ سقراط رشنی ہے نہ منی
کس تلیں پر ہیں ترے نقش کے آثار عیاں
نوٹ بک تیری شکستہ تری پنسل ہے گھنی
فکر سے ذکر سے عبرت سے تجھے کام نہیں

واہ وا کے لیے لفظوں کی دکان تو نے جتنی
 طبع میں تیری وہی خامی حرص دنیا
 آتش خوف خدا سے نہ جلی ہے نہ بھنی
 خود پرستی ہے بہت خلق کی خدمت کم ہے
 دل دہی کم ہے تو ہے دل ٹھنپی چار گنی
 نکیہ بر جائے بزرگاں نتواں زوہہ گزاف
 مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی

☆☆﴿۱۱۳۶﴾☆☆

کتنا ہی ذوق سخن ساز سخن ٹھیک کرے
 کتنی ہی کوئی کسی امر کی تحریک کرے
 میں تو کہتا ہوں یہی اور کہوں گا بھی یہی
 بات وہ خوب کہ جو اللہ سے نزدیک کرے

☆☆﴿۱۱۳۷﴾☆☆

کتنا ہی ذوق سخن ساز ٹھیک کرے
 کتنی ہی کوئی کسی امر کی تحریک کرے
 میں تو کہتا ہوں یہی اور کہوں گا بھی یہی
 بات وہ خوب کہ جو اللہ سے نزدیک کرے

☆☆﴿۱۱۳۸﴾☆☆

کب کہتا ہوں میں شیخ معزز نہ نہ رہیں گے
 البتہ یہ ہے خوف کہ مرکز نہ رہیں گے
 سچ کہتا تھا معمار کسی وقت میں اکبر

اٹھا دو فتنہ اب یہ مرے گز نہ رہیں گے

☆☆﴿۱۱۴۹﴾☆☆

مادہ سب میں یہ ہو اک خیال خام ہے
اک مذاق طبع ہے جس کا تصوف نام ہے
وہ تو ہے معذور جس کے دل میں اس کا ذوق ہو
اس سے خالی جس کا دل ہو اس پہ کیا الزام ہے

☆☆﴿۱۱۵۰﴾☆☆

تعلیوں کو طبیعت ربک۴ کرتی ہے
جو دل شکستہ ہیں ان کو سلک۵ کرتی ہے

ملا ہوں خاک میں خود اس سبب سے میری نظر
گر کے قصر بگولے ارکٹ۶ رتی ہے

☆☆﴿۱۱۵۱﴾☆☆

محنت کی فکر ادھر ہے ترود ہے کام کا
دل میں ادھر ترنگ بھی ہے خود سری بھی ہے
صنعت بھی محو سعی ہے فطرت بھی مست ناز
باغ جہاں میں نیل بھی ہے تیزی بھی ہے

☆☆﴿۱۱۵۲﴾☆☆

کہاں اردو و ہندی میں زر نقد
وہی اچھا ہے جو گنتا منی ہے
مرے نزدیک تو بے سود یہ بحث

میان ہمدم کے و چتا منی ۵۸ ہے

☆☆﴿۱۱۵۳﴾☆☆

حامی میں تصوف کا دل و جاں سے ہوں لیکن
ارواح پرستی کو تصوف نہیں کہتے
دنیا کی مجھے فکر ہے غم اس کا نہیں ہے
سن لو کہ ترود کو تاسف نہیں کہتے
پاکیزہ ہوا ڈھونڈتا ہوں سانس کی خاطر
اس شوق صفائی کو تکلف نہیں کہتے

☆☆﴿۱۱۵۴﴾☆☆

پارک میں زر دے کے مانی سے گل بے بولیا
مال ضائع کرنے کا تم کو ہے مانگولیا
شیخ کے دامن کو اکبر نے دیا بوسا جو گل
ہم نے برکت کے لیے اک مس کا سایا چھولیا

☆☆﴿۱۱۵۵﴾☆☆

قوم پر ممبری کا فیر ہوا
کل جو اپنا تھا آج غیر ہوا
شیخ جی مر گئے کمیٹی میں
غل مچا خاتمہ بنیر ہوا

☆☆﴿۱۱۵۶﴾☆☆

اک پیر نے تہذیب سے لڑکے کو ابھارا

اک پیر نے تعلیم سے لڑکی کو سنوارا
 پتلون میں وہ تن گیا یہ سائے میں پھیلی
 پاجامہ غرض یہ ہے کہ دونوں نے اتارا
 کچھ جوڑ تو ان میں کے ہوئے ہال میں رقصاں
 باقی جو تھے گھر ان کا تھا انلاں کا مارا
 بہرا وہ بنا کمپ میں یہ بن گئیں آیا
 بی بی نہ رہیں جب تو میاں پن بھی سدھارا
 دونوں جو کبھی ملتے ہیں گاتے ہیں یہ مصرعہ
 آغاز سے بدتر ہے سر انجام ہمارا

☆☆﴿۱۵۷﴾☆☆

اگرچہ ہے ذوق تمکنت کا لحاظ رکھتا ہوں سلطنت کا
 خدا نے قائم کئے ہیں درجے خیال ہے حد منزلت کا
 زبان کھولوں تو سوچ لوں گا کہ دل کہاں تک ہے اس کا ساتھی
 قدم بڑھاؤں ت دیکھ لوں گا جو منتہائے ہے مری سکت کا
 میں کب ہوں نعمات دل سے غافل نہیں ہوں سازوں پہ پھر بھی مائل
 برا جو کھینچ جائے گا کوئی سر تو لطف جانا رہے گا گت کا
 وہ قوم کی شرط ہی نہیں ہے زباں کہیں ہے مکاں کہیں ہے
 ستون ہی جب نہیں میسر تو کیا دکھاؤں میں ٹھاٹھ چھت کا
 سنوارے خود آپ ہی نے پتلے اور ان میں کنجی لگائی غریبی
 لگے وہ جب مانپنے اچھلنے کسی کو پھینکا کسی کو پٹکا

☆☆﴿۱۵۸﴾☆☆

کیوں نہ اپنے دل کو ہو ان سے ملاپ
 لاث صاحب ہیں ہمارے مائی باپ
 ان کے حق میں بھی دعا کرتے ہیں ہم
 مندروں میں جب کبھی کرتے ہیں باپ
 ان کی بڑھتی سب مناتے ہیں یہاں
 خواہ وہ ہوں خواہ ہم ہوں خواہ آپ
 ہر طرف سامان ہیں آرام کے
 کھل گئی ہے ہر طرف ہر شے کی شاپ
 ہو گئے روشن حدود آسمان
 علم چمکا ہو گئی تاروں کی ناپ
 ساری دھرتی دب گئی سائنس سے
 لگ گئے پاپ گیا دنیا سے پاپ
 حضرت وعظ ہیں راضی رقص پر
 دیر کیا ہے اب پڑے طلبے چہ تھاپ

☆☆﴿۱۱۵۹﴾☆☆

مہر لیگم صف مسجد مرا درکار نیست
 جان بیا ہو چکا ہے حاجت غم خوار نیست
 ہمنشیں من اگر شاعر بنا شد گومباش
 باگزٹ کا راست مارا منقبت درکار نیست

☆☆﴿۱۱۶۰﴾☆☆

عجب بے تمیزی ہے اس دور کی

زمانے کو دیکھ اور شیو شیو پکار
 پیسے سے کہتے ہیں اب پی کو چھوڑ
 ضرورت ترقی کی ہے کیو پکار

☆☆﴿۱۱۶۱﴾☆☆

اونٹ نے برگڈ میں کل گردن اٹھائی تھی ذرا
 ہو چکی تھی اس کو کمریٹ میں اک مدت دراز
 وہ یہ سمجھا تھا مسلم ہیں ہماری نیکیاں
 خوش دلی سے آپ فرمائیں گے اس کو سرفراز
 منزل مقصود اس کو سجدہ گاہ خلق تھی
 وہ تو تھا اک بارکش اور سالک راہ حجاز
 آپ نے ناحق سزا وار سزا سمجھا اسے
 آپ اسے گردن کٹی تجھے جو تھا اک پاکناز
 یا الہی ہم غریبوں کا کہاں ہو اب نباہ
 بدگماں اُشتر سے جب ہیں حضرت انجن نواز

☆☆﴿۱۱۶۲﴾☆☆

یورپ کو پالی میں عجلت کی کیا ضرورت
 ہے ملتوی قیامت تقسیم ایشیا تک

☆☆﴿۱۱۶۳﴾☆☆

یکے ذی علم در اسکول روزے
 فتاد از جانب پبلک بدستم
 بدد گفتم کہ کفری یا بلائی

کہ پیش اعتقادات تو ہستم
 بگفتا مسلم مقبول بودم
 دلے یک عمر با طرد نشستم
 جمال نیچری درمن اثر کرد
 در نہ من ہماں شخیم کہ ہستم

☆☆﴿۱۶۴﴾☆☆

نئے بزرگوں کو میں نے جانچا نیا ہی پایا بس ان کا سانچا
 اگرچہ شیریں نفس بہت ہیں مگر سراپا وہ کیک ہی ہیں

☆☆﴿۱۶۵﴾☆☆

تو تلاوت میں ہے مصروف تو پھر کیا یہ خیال
 کیوں ہے تجھ سے بت سرکش کو بتائیں بے حد
 کیا نہیں تو نے سنا قول بزرگان اے دوست
 دیو بکر یزد ازاں قوم کہ قرآن خواند

☆☆☆

رباعیات

☆☆﴿۱۶۶﴾☆☆

کیا فرض ہے یہ کہ ہم فٹھائی سے رہیں
 لازم کیا ہے بلند ادائی سے رہیں
 کافی ہے خدا کی یاد اک گوشت میں
 روٹی مل جائے اور صفائی سے رہیں

☆☆﴿۱۶۷﴾☆☆

اس بت نے کہا کہ تو ہے بے علم و خرد
 کھول آنکھ زمانے کے موافق ہو جا
 آخر میں کھلا کہ اس کا مطلب یہ تھا
 اللہ کو چھوڑ مجھ پر عاشق ہو جا

☆☆﴿۱۶۸﴾☆☆

آبادہ حریف ہیں ستانے کے لیے
 اور دکھ میں شریک ہونے والا نہ رہا
 زندہ ہوں تو مجھ پہ ہنسنے والے ہیں بہت
 مر جاؤں تو کوئی رونے والا نہ رہا

☆☆﴿۱۶۹﴾☆☆

عالم نے یہاں قبول ورد کو جانا
 دیکھا دنیا کو نیک و بد کو جانا
 عاقل وہ ہے کہ جس نے ہنگام عمل
 اپنی قوت کو اپنی حد کو جانا

☆☆﴿۱۷۰﴾☆☆

اکبر اس بات میں نہ کر فکر بہت
 منطق کے گھر میں کچھ نہیں اس کا علاج
 مذہب کے قبول میں زیادہ ہیں دخیل
 سوشل اثرات اور افتاد مزاج

☆☆﴿۱۷۱﴾☆☆

مذموم ہے رمز و طعنہ و اکبر و حسد

رکھو یہ روش کرے جو اللہ مدد
ہم رنگ سے ارتباط باصدق و صفا
بے میل سے اعزاز بے کینہ و کد

☆☆﴿۷۲﴾☆☆

آرزو کے لیے زباں درازی ہے بری
روٹی نہ ملے تو نل مچانا جائز
اس وقت میں ہے یہی نصیحت اچھی
اس ساز پہ ہے یہی ترا ناجائز

☆☆﴿۷۳﴾☆☆

سمجھیں نہ حضور تھرڑ والوں کو حقیر
انجن کو وہی ہے جس کی ہم سب کو ہے آس
اسٹیشن گورنک ہے یہ فٹ و سکند
بعد اس کے موافق عمل ہوگا کلاس

☆☆﴿۷۴﴾☆☆

دنیا کی ہوس دھرم کا لیتی ہے جو رنگ
دقت ہوتی ہے جاتری ہوتے ہیں تنگ
گنگا جی کا بہاؤ تو یکساں ہے
آفت ہے مگر پراگ والوں کی یہ جنگ

☆☆﴿۷۵﴾☆☆

مذہب کا معاشرت سے ہے ربط کمال
دونوں جو ہوں مختلف تو آرام محال

پہلے یہ مسئلہ سمجھ لیں احباب
بعد اس کے رفاہ کا کریں دل میں خیال

☆☆﴿۱۷۶﴾☆☆

انداز سلف کو یک قلم بھولی قوم
ہے سالک راہ غیر معمولی قوم
جمیعت دین و دل سے کچھ کام نہیں
قوی اسکول ہے اور اسکولی قوم

☆☆﴿۱۷۷﴾☆☆

میں ہوں یا آپ جناب برہم ۵۹
دنیا کی روش سے سب ہیں درہم برہم
بے تاب ہے زخم ہائے دل سے مشرق
یا رب تری رحمتیں بنیں اب مرہم

☆☆﴿۱۷۸﴾☆☆

قرآن و حدیث میں ہے ڈوبا واعظ
چسپاں ہو مگر یہ اس کا مضمون کہا
گھر پہلے بنا کے خانہ داری سکھلا
ملت ہی نہیں ہے جب تو قانون کہاں

☆☆﴿۱۷۹﴾☆☆

میں کب کہتا ہوں وہ مسلمان نہیں
سب میں چکے ہوئے ہیں لافانی ہیں

میں تو اتنا ہی کر رہا تھا دریافت
قوی ہیں کہ مذہبی کہ روحانی ہیں

☆☆﴿۱۸۰﴾☆☆

فطری خوبی ہے بتا فالج
بہل داخل ہے میوزیکل کالج ہیں
داخل میں نوائے سازی کس کو ہے خبر
عرشہ ہر سر کو ہے مگر خارج میں

☆☆﴿۱۸۱﴾☆☆

پابند اگرچہ اپنی خواہش کے رہو
لائل سبکدوش تم برٹش کے رہو
قانون سے فائدہ اٹھانا ہے اگر
حاجی نہ کسی خراب سازش کے رہو

☆☆﴿۱۸۲﴾☆☆

ہے ان کی جہیں اور بتوں کی درگاہ
ہیں شرک خفی میں بتا شام و پگاہ
کس کو یہ خیال ہے کہ مومن کے لیے
قرآن میں ہے اَھْدُ حُبًّا لِلّٰہ

☆☆﴿۱۸۳﴾☆☆

منکر کے خیال میں پریشانی ہے
اس کا منشا فقط ہوس رانی ہے
دنیا فانی ہے وہ بھی ہے اس کا مقرر

لیکن نہ سمجھ سکا کہ کیوں فانی ہے

☆☆﴿۱۸۴﴾☆☆

روشن سینے میں شمع ایماں کر دے
دل تیری طرف رہے وہ سماں کر دے
دنیا سے ہو بے خبر ترے شوق میں روح
یا رب اکبر پہ زیت آساں کر دے

☆☆﴿۱۸۵﴾☆☆

اک روز بھی تارک تگ و دونہ ہوئے
فارغ از بحث گندم و جو نہ ہوئے
جمیت دل کہاں حریصوں کو نصیب
تلافی ہی رہے کبھی سو نہ ہوئے

☆☆﴿۱۸۶﴾☆☆

ہر اک سے سنا نیا فسانا ہم نے
دیکھا دنیا میں اک زمانہ ہم نے
اول یہ تھا کہ واقفیت پہ تھا ماز
آخر یہ کھلا کہ کچھ نہ جانا ہم نے

☆☆﴿۱۸۷﴾☆☆

ظاہر تری رحمت نہفتہ ہو جائے
بیدار ہمارا بخت خفتہ ہو جائے
کھلایا ہوا ہے دل ہمارا یا رب
بھیج ایسی ہوا کہ وہ شگفتہ ہو جائے

☆☆﴿۱۱۸۸﴾☆☆

ہر ساعت رخت بستہ دنیا میں رہے
مغموم و ملول و خستہ دنیا میں رہے
عاشورہ ہے ہر روز پس از قتل حسینؑ
مومن اب دل شکستہ دنیا میں رہے

☆☆﴿۱۱۸۹﴾☆☆

دیکھا قدرت کا کارخانہ ہم نے
علی طاقت کو پست جانا ہم نے
از بسکہ ضرور تھا کوئی طرز عمل
نبیوں نے جو کچھ کہا وہ مانا ہم نے

☆☆﴿۱۱۹۰﴾☆☆

جب نور یقین نہیں بصیرت کیسی
طاقت ہی نہیں دلوں میں ہمت کیسی
اسلام نئی روش میں کیا ہو یک رخ
مسجد ہی نہیں تو پھر جماعت کیسی

منشویات

☆☆﴿۱۱۹۱﴾☆☆

دور کوہ لب ساحل سے جو گزری اک موج
کوہ نے اس سے کہا تو نے نہ دیکھا مرا آوج
مجھ سے مل کر تجھے جانا تھا برائے دم چند

بولی سالک کبھی کرتے نہ ساکن کو پسند
 ہیں بڑے آپ مگر اپنی جگہ سے ہیں اٹل
 اپنی رفتار میں کیا فائدہ ڈالوں میں خلل
 ہنس کے اس بحث پہ بولا کسی جانب سے حباب
 پوچھئے موج سے ہے بھی اسے رک جانے کی تاب
 اپنے بس ہی میں نہیں ہے یہ تعلق کیسی
 اضطراری ہے روش شان ارادی کیسی
 بہہ گئی موج یہ کہہ کر کہ میں مغرور نہیں
 تجھ میں اے کوہ مگر روشنی طور نہیں
 بلبل ٹوٹ گیا کوہ بھی خاموش رہا
 وہی حیرت رہی دریا کا وہی جوش رہا

☆☆﴿۱۱۹۲﴾☆☆

آزادی	کا	شور	مبارک
یہ	تقلیدی	زور	مبارک
میرا	تو ہے	اور ہی	نظر
میں	تو یہ	کہتا ہوں	اکبر
عارف	کو	بیہوشی	زیبا
عاقل	کو	خاموشی	زیبا

☆☆﴿۱۱۹۳﴾☆☆

میں بھی گریبونیٹ ہوں تو بھی گریبونیٹ
 علمی مباحثے ہوں ذرا پاس آ کے لیٹ

دونوں نے پاس کر لئے ہیں سخت امتحان
ممكن نہیں کہ اب ہو گوئی ہم سے بدگماں
بولی یہ کج ہے علم بڑھا جہل گھٹ گیا
لیکن یہ کیا خبر ہے کہ شیطان ہٹ گیا

☆☆﴿۱۱۹۴﴾☆☆

کہتے تھے سابق میں سب اوپر خدا نیچے حضور
اس مقولے کو مگر بدلیں گے اب اہل شعور
زیر پا ہے ریلوے اور سر پہ ہے انجن کی بھاپ
اب یہ کہنا چاہیے نیچے بھی آپ اوپر بھی آپ

☆☆﴿۱۱۹۵﴾☆☆

مشرقی کو ہے ذوق روحانی
مغربی میں ہے میل جسمانی
کہا منصور نے خدا ہوں میں
ڈارون بولے بوڑھا ہوں میں
ہنس کے کہنے لگے مرے اک دوست
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

ووٹ بازی

☆☆﴿۱۱۹۶﴾☆☆

جب اک بھائی تھے اس منصب پر ممتاز
تو پھر کیوں آپ نے کی جست و پرواز
لگے کہنے کہ رہنے دیجئے پند

مرا کیا بس مریداں مے پرانند

☆☆﴿۱۱۹۷﴾☆☆

درخت جڑ پہ ہے قائم استوار بھی ہے
کبھی خزاں ہے اور اس پر کبھی بہار بھی ہے
خلاف اس کے کرے گی خرد جو بے صبری
نہیں اٹھانے کا نیچر حکومت جبری
بنائے عظمت قومی ہے فطرتی اے یار
اسی بنا سے ہے وابستہ ہر خزاں و بہار
خیال و قعت ملت کا جس پہ ہے غالب
طریق راحت ذاتی کا وہ نہیں طالب
طریق حکمت و تزئیں ہر ایک رنگ میں ہے
نہ سمجھو یہ کہ فقط مغربی ہی ڈھنگ میں ہے
نگاہ غور کرو سوئے ٹرکی و ایراں
نئی بنا پہ حریفوں نے کر دیا ویراں
تمہارے دل میں یہ کیا وہم کیا گماں آئے
تمہارے جسم میں کیوں دوسرے کی جان آئے
جو تو نے بھائیوں کا اپنے ساتھ چھوڑ دیا
تو دنگیر نے تیرا بھی ہاتھ چھوڑ دیا
جو بات ٹھیک ہے کہتا ہوں اسے کھل کر
کہ سلطنت نہ سہی تم رہو تو مل جل کر

☆☆﴿۱۱۹۸﴾☆☆

سمجھا رہا تھے مجھ کو بکٹ کی وہ گردشیں
 خود کر رہے تھے تک کی ٹٹ سے سازشیں
 نقشے میں دیکھتا تھا وہ پیتے تھے جامِ مے
 میں نے کہا حضور یہ مضمون عجیب ہے
 ہیں خود تو مست بادہ عشرت کے خم سے آپ
 الجھا رہے ہیں مجھ کو ستاروں کی دم سے آپ
 بولے کہ اس زمیں میں کوئی اور شعر بھی
 میں نے کہا یہ بات مے ذہن میں بھی تھی
 اللہ رے ارتقائے سگان در حضور
 کلی تو سے تم ہوئے تھے ہوئے
 ہنس کر کہا انہوں نے الٹ بحث کا ورق
 گانے لگے وہ گیت میں پڑھنے لگا سبق

☆☆﴿۱۱۹۹﴾☆☆

خامشی سے نہ تعلق ہے نہ تمکین کا ذوق
 اب حسینوں میں بھی پاتا ہوں میں اسٹیج کا شوق
 شانِ سابق سے یہ مایوس ہوئے جاتے ہیں
 بت جو تھے دیر میں ناقوس ہوئے جاتے ہیں

☆☆﴿۱۲۰۰﴾☆☆

جب نکیرین آئے مری قبر میں بہر سوال
 میں نے یہ چاہا کہ لکھوا دوں انہیں سب اپنا حال
 ہاتھ پاکٹ میں جو ڈالا مجھ کو حیرت ہوگئی

یعنی تھی جو نوٹ بک وہ اس سفر میں کھو گئی
 کہہ دیا میں نے کہ میں اب ہر طرح معذور ہوں
 رہ گئی دنیا میں میری نوٹ بک مجبور ہوں

☆☆﴿۱۲۰﴾☆☆

منشی کہ کلاک یا زمیندار
 لازم ہے کلکٹری کا دیدار
 ہنگامہ یہ ووٹ کا فقط ہے
 مطلوب ہر اک سے دستخط ہے
 ہر سست مچی ہوئی ہے بل چل
 ہر در پہ یہ شور ہے کہ چل چل
 ٹم ٹم ہو کہ گاڑیاں کہ موٹر
 جس پر دیکھو لدے ہیں ووٹر
 شاہی وہ ہے یا چیمبری ہے
 آخر کیا شے یہ ممبری ہے
 نیو ہے نمود ہی کا محتاج
 کونسل تو ہے ان کی ہی جن کا ہے راج
 کہتے جاتے ہیں یا الہی
 شوشل حالت کی ہے تباہی
 ہم لوگ جو اس میں پھنس رہے ہیں
 اغیار بھی دل میں ہنس رہے ہیں
 دراصل نہ دین ہے نہ دنیا

بچرے میں پھدک رہی ہے نیا
 اسکیم کا جھولنا وہ جھولیں
 لیکن یہ کیوں اپنی راہ بھولیں
 قوم کے دل میں کھوٹ ہے پیدا
 اچھے اچھے ہیں ووٹ کے شیدا
 کیوں نہیں پڑتا عقل کا سایہ
 اس کو سمجھیں فرض کٹایہ
 بھائی بھائی میں ہاتھ پائی
 سلف گورنمنٹ آگے آئی
 پاؤں کا ہوش اب فکر نہ سر کی
 ووٹ کی دھون میں بن گئے پھر کی

☆☆﴿۱۲۰۲﴾☆☆

ہاون تو ہے ہوس کا دستہ ہے پالسی کا
 لیکن ادھر تصور جاتا نہیں کسی کا
 ہے کوفت لیکن اس پر مسرور ہو رہے ہیں
 ہر سو اچھل رہے ہیں اور چور ہو رہے ہیں
 اس قبلہ رو جماعت کا انتشار دیکھو
 اس باغ میں خزاں کی اکبر بہار دیکھو
 لکھے گا کلک حسرت دنیا کی ہسٹری میں
 اندھیر ہو رہا ہے بجلی کی روشنی میں

☆☆﴿۱۲۰۳﴾☆☆

یہیں کے پیدا یہیں کی رگت یہیں کی بولی یہیں کا کھانا
 تو پھر قناعت ہو کیوں سروں میں ہر اک کو بہتر ہے دس گانا
 رہے فرنگی سو ان کی سیوا ہر ایک پر آپ فرض کر دیں
 جو خاص مطلب ہوں اپنے اپنے الگ الگ جا کے عرض کر دیں
 جو باہمی بحث ہو تو باہم ہم اس پہ قتل قبول کر لیں
 جو فیصلہ ہو قبول کر لیں جو خار بھی ہو تو پھول کر لیں
 ہر اورانہ محبتیں ہوں۔ جنہیں مزے سے خوشی منائیں
 نہیں ہے اس میل کا یہ مطلب کہ ہم گورنمنٹ کو ستائیں

☆☆﴿۱۲۰۴﴾☆☆

نیچر کو ہوئی خواہش زن کی اور نفس نے چاہا رشک پری
 شیطان نے دی ترغیب کہ ہاں لذت تو ملے زانی ہی سہی
 نیچر کی طلب بالکل ہے بجا اور نفس کی خواہش بھی ہے روا
 شیطان کا ساتھ الہتہ برا اور خوف خدا ہے اس کی دوا
 نیچر کی تو حد میں تقویٰ ہے اور نفس پہ کچھ الزم نہیں
 ہاں ساتھ اگر شیطان کا ہو تو نیک تو انجام نہیں

☆☆﴿۱۲۰۵﴾☆☆

دراصل نفس کی چالاکیاں ہیں گھاتیں ہیں
 جو دیکھئے تو دکھاوے کی ست باتیں
 نہ قوم کی تمہیں الفت نہ قوم کا ہے وجود
 فقط یہ پلٹکل اجرات کا ہے تصور

تمہارے سامنے کچھ مغربی ضوابط ہیں
 یہ اسم و فعل نہیں ہے فقط روابط ہیں
 نہ قوم ساتھ تمہارے نہ تم ہو قوم کے ساتھ
 تمہارا پیٹ تمہارا منہ اور تمہارا ہاتھ
 خدا پرست کے تیوری ہی اور ہوتے ہیں

خطا معاف وہ جواہر ہی اور ہوتے ہیں

☆☆﴿۱۲۰۶﴾☆☆

کسی درجے میں دنیا کے اگر کوئی معزز ہے
 سمجھتا ہے کہ یہ اعزاز ہی بس میرا مرکز ہے
 مگر ایسا سمجھنا ہے سراسر اس کی نادانی
 وہ عزت اک تماشہ ہے وہ حالت اس کی ہے فانی
 پناہ نفس بے شک ہے مگر مرکز نہیں دل کا
 اسی پر مطمئن رہنا ہیں ہے کام عاقل کا
 مگر یہ اس کی نادانی ہے کم فہمی کی ہیں باتیں
 یہ بے عقلی کے دن ہیں اور غفلت کی ہیں راتیں
 بشر اک نوبت ہستی میں جب مایوس ہوتا ہے
 حقیقت اپنی تب کھلتی ہے دل محسوس ہوتا ہے
 اگر یاد خدا مرکز ہے تسکین اس کو ہوتی ہے
 وگرنہ بے کسی میں جان اندرتن کے روتی ہے

☆☆﴿۱۲۰۷﴾☆☆

ایمان پہ ہے قائم جو رہا پیدا ہوئی آخر شکل کوئی
بالکل ہی سکوں اس میں جو نہ ہو پھر دائرہ تحقیق کہاں
ہر بات پہ جس نے شک ہی کیا وہ صرف پریشان باطن تھا
پرکار سے نقش اس وقت بنا اک جزو جب اس کا ساکن تھا

☆☆﴿۱۲۰۸﴾☆☆

مخلوق ہی کا محو یہ ہے رب کا ذکر کیا
مطلب ہی کا غلام ہے مذہب کا ذکر کیا
غیرت ہی جب نہیں ہے تو ایمان ہو چکا
انسان ہی نہیں ہے مسلمان ہو چکا

☆☆﴿۱۲۰۹﴾☆☆

خس کی یہ معذرت ہے موجوں کے ساتھ ہم ہیں
موجیں یہ کہہ رہی ہیں قدرت کے ہاتھ ہم ہیں
دیرا رواں ہیں ہر سو جھٹھے ابل رہے ہیں
جس راہ لگ گئے ہیں اس راہ چل رہے ہیں

☆☆﴿۱۲۱۰﴾☆☆

غم سے عبرت کا نور حاصل ہے
غم نہایت بھلی دل ہے
غم سے مطلب وہ غم جو داغ بنے
نہ وہ جو رسم کا چراغ بنے

☆☆﴿۱۲۱۱﴾☆☆

مذہب ہے امر قومی سمجھو نہ فعل ذاتی

مخدور سب ہیں اس میں گنگو ہوں یا وفاقی
 شیعہ ہوں خواہ سنی لالہ ہوں یا برہمن
 مذہب کو مورثوں سے سب پاتے ہیں عموماً
 پولیٹیکل ضرورت بے شک تھی اس کی اول
 اب اس طرف توجہ لازم ہے صرف سوشل
 اچھا برا نہ کہہ دو تم مذہبی بنا پر
 اخلاق اس کے دیکھو اصلی تو یہ ہے جوہر
 تعلیم ہے جو عمدہ صحبت اگر ہے اچھی
 پاؤ گے اس کو اچھا طینت اگر ہے اچھی
 ناری ہے یا کہ ناجی اس کا بیاں نہیں ہے
 سوشل طریق یہ ہے اور وہ تو راز دیں ہے

☆☆﴿۱۲۲﴾☆☆

جناب فاطمہؓ کے مرتبے کا کیا کہنا
 ہمیشہ چاہیے ان پر درود خواں رہنا
 جناب حیدرؓ کرار کی ہیں بی بی
 حسنؓ حسینؓ کی ماں ہیں رسول کی بیٹی

☆☆﴿۱۲۳﴾☆☆

ذرے ہیں چند جن کو صنعت ابھارتی ہے
 اک خاک عبرت آگئیں لیکن پکارتی ہے

اس انجن میں ہم بھی اک رات جل چکے ہیں
تم شمع بن رہے ہو اور ہم پگھل چکے ہیں

☆☆﴿۱۲۴﴾☆☆

ہر طرح راحت تھی مجھ کو دانت سے
قافیہ ان کا ملا تھا آنت تھا
صحت اب بگڑی تو ان میں درد ہے
اس طرف دیکھو تو معدہ سرد ہے
خواب راحت کس کو کھانا کون کھائے
رات بھر کرتا رہا ہوں ہائے ہائے
درد کے آگے رہا منجن بھی گرد
مصطکی بھی رہ گئی باروئے زرد

☆☆﴿۱۲۵﴾☆☆

یوں تو دونوں ہی ہیں مصروف عبادت میں مگر
ایک نکتہ ہے نظر چاہیے جس پر اکبر
اہل ظاہر تو فقط حکم خدا پاتے ہیں
اہل باطن تپش دل کی دوا پاتے ہیں

☆☆﴿۱۲۶﴾☆☆

بے حد اس بات سے ہوں جلتا
مجھ سے مرا دل نہیں بہلتا
ہے شوق سوسائٹی میں مستی
کیا خاک ہے یہ خدا پرستی

☆☆﴿۱۲۱﴾☆☆

عزالت سے پناہ چاہتا ہوں
گپ شپ ہی کی راہ چاہتا ہوں
اللہ کے واسطے جو ملتے
بے شبہ گل مراد کھاتے

☆☆﴿۱۲۱۸﴾☆☆

کہاں کا گیان اور دھیان کیسا خدا کہاں کا کہاں وشنو
عمل کے بدلے اس کا نل ہے ہمیں و بشنو ہمیں و بشنو
صدائے فونو گراف بشنو ہمیں تماشاے لپ برقی
زیںہ و دل مجو تجلی خموش کن شمع ہائے شرقی

☆☆﴿۱۲۱۹﴾☆☆

رہنما باطن کا ہو کوئی خضر یہ خوب ہے
اس خضر پر سب سے لڑنا یہ مگر معیوب ہے
اپنے اپنے خضر سے ہر ایک رکھے دل کو شاد
نام ہے اللہ واحد کا برائے اتحاد

☆☆﴿۱۲۲۰﴾☆☆

اک اٹھا کشور کشائی کے لیے
اک اٹھا حق کی صفائے کے لیے
جنگ میں دنیا رہی القصہ غرق
ہاں سکندر اور موسیٰ کے ہے فرق

☆☆﴿۱۲۲۱﴾☆☆

حافظ شیراز کا کیا پوچھنا تھے خوش بیاں
 ان کا یہ مطلع ہے اب تک انجمن ہیں برزباں
 دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیرما
 چیست یاران طریقت بعد ازین تدبیرما
 حضرت اکبر بھی لیکن اس زمانے میں ہیں فرد
 ان کا یہ مطلع کوئی پڑھتا تھا کل با آہ سرد
 دوش از صحن حرم آمد بہ کالج قوم ما
 دیدنی گردیدہ است اکنون صلوة و صوم ما

☆☆﴿۱۲۲۲﴾☆☆

ایک ہی موج قضا میں غفلتیں بہہ جائیں گی
 سرکشوں کی گردنیں اپنی جگہ رہ جائیں گی
 ساتی بزم فنا کا لب پہ کپ آنے تو دو
 کبر کی اڑ جائے گی قلعی وہ تپ آنے تو دو

☆☆﴿۱۲۲۳﴾☆☆

بدن طاہر ہو اور توحید دل میں
 تو ہم اچھے ہیں اپنے آب و گل میں
 تکلف نہ رکھے گی ہم کو طہارت
 جھکا ہی دے گی دل طاعت پہ وحدت

☆☆﴿۱۲۲۴﴾☆☆

اس کا گھوڑا جس کی کاٹھی
 بھینس اسی جس کی لاٹھی

زور بٹھا دے تھانے تھانے
 دنیا دیکھے دنیا مانے
 تجھ کو تو ہے خالی چھینا
 اس سے اچھا ہر کو چپنا

☆☆﴿۱۲۲۵﴾☆☆

غلط بالکل یہ دعویٰ ہے خدا جو جان سکتے ہیں
 مگر یہ صاف ظاہر ہے خدا کو مان سکتے ہیں
 تعجب کیا اسے محدود ہستی نے نہیں جانا
 تعجب ہے اگر محتاج ہستی نے نہیں مانا

☆☆﴿۱۲۲۶﴾☆☆

دبیر میں وہ دوڑے بے تحاشا
 لگا ہونے ترقی کا تماشہ
 زباں گنجینۂ لفظی میں لکھ لٹ
 چلی اسپینج کے میدان میں بگ ٹٹ
 ہوئی جب جنوری روکڑ کی طالب
 رپٹ نکھوا گیا قومی محاسب
 مفاعیلین مفاعیلین فعوین!
 مفاعیلین مفا عیلین فعوین!

☆☆﴿۱۲۲۷﴾☆☆

قوت طبع اگر صرف کرو اے اکبر
 تو فقط دشمن توحید پہ لازم ہے نظر

کیوں چے طعن کسی مسلم بدنام کو ڈھونڈ
 بحث کرنا ہے تو بیگانہ اسلام کو ڈھونڈ
 باہمی کش مکش و طعن کا ہنگام نہیں
 کید اغیار سے مسلم جب آرام نہیں

☆☆﴿۱۲۲۸﴾☆☆

اتحاد مذہبی اہل جہاں میں ہے محال
 بہر اصلاح انتظار اس کا ہے اک وہم و خیال
 اختلاف باہمی سے چاہیے قطع نظر
 ورنہ ظل غیر سے ہرگز نہ پاؤ گے مفر
 لعن و طعن آپس میں سمجھو عقل و مروی کے خلاف
 عادتیں ہیں ہٹری ہے سب کو تم رکھو معاف
 ہاں عمل اس پر کرو جس کو کہ خود سمجھو صحیح
 محترز اس سے رہو جس کو غلط سمجھو صریح
 زور سے دیتی ہے دنیا یہ نہیں تو کچھ نہیں
 حکم سے چلتا ہے کہنا یہ نہیں تو کچھ نہیں

☆☆﴿۱۲۲۹﴾☆☆

ہو جاؤ کھڑے کہیں جو قوموا
 بیٹھے جو رہیں فلا تلموموا
 آنر کہ قیام یا قعود است
 بگزار کہ مایل سجد است

☆☆﴿۱۲۳۰﴾☆☆

یہ عزم ترا سچی سے دمساز ہو کیوں کر
 اسباب نہ ہوں جمع تو آغاز ہو کیوں کر
 اسباب کرے جمع خدا ہی کا ہے یہ کام
 طالب ہو خدا ہی سے دعا ہی کا ہے یہ کام
 بے طاعت و نیکی نہیں تاثیر دعا کچھ
 آنے کی نہیں کام فقط حرص و ہوا کچھ
 منظور اگر کبر و تفاخر کا سبق ہے
 تخصیص تری کیا ہے حریفوں کو بھی حق ہے
 یہ کش کش فطرت دنیا ہے مسلسل
 اک آج اگر صاحب طاقت ہے تو اک کل
 نیکی کی طرف رخ ہو یہی ناموری ہے
 کھوٹے کو جدا کر دے وہی بات کھری ہے

☆☆﴿۱۲۳۱﴾☆☆

ہیں جو کمزور وہ قاضی سے مدد مانگتے ہیں
 اور جو ہیں کور وہ ماضی سے مدد مانگتے ہیں
 مرد بیٹا کو فقط ارض و سما کافی ہے
 یہی نظارہ پئے یاد خدا کافی ہے
 یاد رکھو کہ یہ ہے ملت ابراہیمی
 اتنا ہی کہہ دیا آواز ہے بہتر دہمی

☆☆﴿۱۲۳۲﴾☆☆

آغاز یہ تھا کہ دل بڑھا تھا

جو بت تھا نگاہ پر چڑھا تھا
انجام یہ ہے کہ مر رہے ہیں
اللہ اللہ کر رہے ہیں

☆☆﴿۱۲۳۳﴾☆☆

راویوں کا اور شاعر کا بتاؤں تم کو فرق
آسمان مطلب و معنی پہ دونوں ہی ہیں برق
وہ سنایا کرتے ہیں تم کو کہ کس نے کیا کہا
یہ یہ کہتا ہے کہ مجھ سے میرے حس نے کیا کہا

☆☆﴿۱۲۳۴﴾☆☆

اگرچہ لوگوں نے لکھا ہے حال بعد وفات
مگر کوئی بھی نہیں کہہ سکا یقینی بات
جو ٹھیک بات ہے وہ ہم کو ہوگئی معلوم
ہمارے شعر کی دنیا میں مچ گئی ہے دھوم
بتائیں آپ سے مرنے کے بعد کیا ہوگا
پلاؤ کھائیں گے احباب فاسخا ہوگا

☆☆﴿۱۲۳۵﴾☆☆

میسر جب آجائے خوان نعیم
تو لازم ہے شکر خدائے کریم
بہت ہے یہ بیجا کر کھا کر پلاؤ
کیونکہ تم تنجن بھی کچھ ہو تو لاؤ

☆☆﴿۱۲۳۶﴾☆☆

سلف کی بھی تھی اک پوکھل مد
مگر اس وقت کی تھی مختصر حد
بہت کم تھے رسائی کے دلائل
الگ تھے اپنی قوت میں قبائل
تو اپنے وقت کا جغرافیہ دیکھ
یہ مضمون اور اپنا قافیہ دیکھ

☆☆﴿۱۲۷﴾☆☆

ترجے والے کرتے ہیں محنت
پالیتے ہیں اپنی اجرت
سینے ہو جاتے ہیں خالی
بھرتی جاتی ہے الماری
دل کا کورس تو ٹھہرا غربی
لب پر اردو ہو یا عربی

☆☆﴿۱۲۸﴾☆☆

ادھر برگڈ کا ملا ہے ادھر مندر کا صوفی ہے
نہ اس میں بیوقوفی ہے نہ اس میں بیوقوفی ہے
ادھر وہ بھی اٹھائے نازمستان حکومت کا
ادھر یہ بھی بنا ہے راز پیران طریقت کا
فلک کھولے گا ان پر جب کبھی میدان مردی کا
تو قصہ ختم ہوگا ذہن کی آوارہ گردی کا

☆☆﴿۱۲۳۹﴾☆☆

اک مصیبت میں ہے سادھو ہے کوئی یا سیٹھ ہے
ہے تو یہ ساون مگر حکم خدا سے جیٹھ ہے
کچ تو ہے گردوں کو راہ مہربانی کیوں ملے
آگ جب یورپ میں بر سے ہم کو پانی کیوں ملے
یا الہی جلد ہو باران رحمت کا نزول
یہ دعا لازم ہے سب کو چھوڑ کار فضول

☆☆﴿۱۲۴۰﴾☆☆

مذہب کے باب میں کوئی کس کو بدل سکے
یہ تو وہ کر سکے کہ جو حس کو بدل سکے
حس امر فطرتی ہے خدا ہی کی شان ہے
منطق سے پہلے عادت و حس کی اٹھان ہے
میلان طبع ہوتا ہے قائم شروع میں
پھر اس کے آگے رہتی ہے منطق رکوع میں
اس کے خلاف کچھ جو کہیں وہ شاف ہے
یا جبر یا وہ مصلحتوں کا نفاذ ہے

☆☆﴿۱۲۴۱﴾☆☆

انفلونزا چڑھا چوگان بازی اب کہاں
اسپتالی ہو رہے ہیں اسپ تازی اب کہاں
چارے کی قلت ہوئی تو نیل بھی مرنے لگے
انفلونزا ہو کر نیل بھی مرنے لگے

آدمی بھی تنگ ہیں اور جانور بھی زیر ہیں
عقل کی سڑکوں پہ بھی بیماریوں کے ڈھیر ہیں

☆☆﴿۱۲۳۲﴾☆☆

کیا کھلے گیہوں کی منڈی کیا دکان جو لگے
موت کے دھڑکوں میں بہتر ہے خدا سے لو لگے
ہم میں ٹیڑھا پن جو آجائے تو وہ سیدھا کرے
دیوتا بگڑیں تو پھر سرکار اس کو کیا کرے

☆☆﴿۱۲۳۳﴾☆☆

سب کو لازم ہے دعا مانگیں خدا سے رات دن
حد زیادہ کی نہیں کم از کم سات دن

☆☆﴿۱۲۳۴﴾☆☆

ہو اگر اکبر تمہیں شوق صراطِ مستقیم
دیکھ لو قرآن میں من یخصم باللہ کو

☆☆﴿۱۲۳۵﴾☆☆

یاد آ رہی ہے مجھ کو موسیٰ کی گفتگو اب
ہوں محو ا سْتَعِیْذُوا بِاللّٰہِ وَاَصْبِرُوا اب

☆☆﴿۱۲۳۶﴾☆☆

طاعت باری سے دل کو شاد رکھ
اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ یاد رکھ

☆☆☆

فرزند مہاراجہ کشن پرشاد وزیراعظم حیدرآباد دکن کی موت پر

☆☆﴿۱۲۷﴾☆☆

رحلت فرزند سے ہیں راجہ صاحب درد مند
شاد کا دل اس مصیبت سے بہت ناشاد ہے
اکبر خونیں جگر اس غم میں ہے خود بتا
اس کے لب پر بھی نغان و آہ ہے فریاد ہے
حرف تسکین و تسلی کیا زباں پر لائے وہ
شاد خود صوفی ہیں ان کو درس حکمت یاد ہے
رحمت حق پر نظر ہے اور یہی ہے التماس
منزل ہستی کی یہ اک فطرتی افتاد ہے
لطف اشفاق خدا کی گود میں پلتا ہے وہ
جنت الفردوس اس کے دم سے اب آباد ہے
اس تصور میں رہے مہراج کی طبع بلند
یعنی اب عثمان پرشاد آسمان پر شاد ہے

☆☆☆

علامہ شبلی نعمانی

☆☆﴿۱۲۸﴾☆☆

مشتاق ترا اکبر رنجور بہت ہے
افسوس یہی ہے کہ دکن دور بہت ہے

☆☆﴿۱۲۹﴾☆☆

لفظوں میں اجتماع نہ معنی میں نور ہے
ویران آج کو چرین السطور ہے

شبلی کا خامہ صفحہ ہستی سے اٹھ گیا
اب مد آہ و لوح دل ماصبور ہے

☆☆﴿۱۲۵۰﴾☆☆

شبلی ہی اٹھ گئے تو میں اب جاؤں کس کے پاس
شعر و سخن کی بزم نظر آتی ہے اداس
ڈھونڈھا جو دل نے ماہ سال انتقال
پھرنے لگا نگاہ میں یار سخن شناس

۱۳۳۲ھ

☆☆☆

سر علی محمد صاحب راجہ محمود آباد

☆☆﴿۱۲۵۱﴾☆☆

میں حضرت ساحر آج اک حصن کمال
ہے مخزن حکمت و خرد ان کا خیال
اشعار اکبر کے کیوں نہ ہوں یاد ان کو
راجہ کے گھر میں موتیوں کا کیا کال

☆☆☆

سید فضل الحسن حسرت موہانی

☆☆﴿۱۲۵۲﴾☆☆

تھا دل حسرت بھرا ارمان میں
ہم نے لکھ بھیجا انہیں موصاف میں

بھائی صاحب رکھ دو تم اپنا قلم
ہاتھ میں لو اب تجارت کا علم
ہوپکی غیروں سے خوشی کی بہار
بس دکھاؤ اب سودیشی کی بہار
کام کو اٹھو چڑھاؤ آستیں
لا یُضَيِّعَ اللَّهُ اجْرَ الْمُحْسِنِينَ

☆☆☆

والدہ ڈاکٹر محمد اقبال کی رحلت پر

☆☆☆ (۱۲۵۳ھ) ☆☆☆

حضرت اقبال میں جو خوبیاں پیدا ہوئیں
قوم کی نظریں جو ان کے طرز کی شیدا ہوئیں
یہ حق آگاہی یہ خوش گوئی یہ ذوق معرفت
یہ طریق راستی خود داری بے تمکنت
اس کے شاہد ہیں کہ ان کے والدین ابرار تھے
باخدا تھے اہل دل تھے صاحب اسرار تھے
جلوہ گر ان میں انہیں کا ہے یہ فیض تربیت
ہے ثمر اس باغ کا یہ طبع عالی منزلت
مادر محرومۂ اقبال جنت کو گئیں
چشم تر ہے آنسوؤں سے قلب ہے اندوہ گیس
روکنا مشکل ہے آہ و زاری و فریاد کو
نعمت عظمیٰ ہے ماں کی زندگی اولاد کو

اکبر اس غم میں شریک حضرت اقبال ہے
 سال رطت کا بیاں منظور اسے فی الحال ہے
 واقعی مخرومہ ملت تھیں وہ نیکو صفات
رطت مخرومہ سے پیدا ہے تاریخ وفات

۲۳ ھ ۱۳

☆☆☆

مہدی صاحب کی رطت پر

☆☆﴿۱۲۵۳﴾☆☆

فخر ملت تھے مہدیؑ مرحوم

کیوں نہ غم ان کا ہو ہر اک دل کو
 سال رطت کا مادہ اکبر
 مومن پاک بے نظیر لکھو

☆☆﴿۱۲۵۵﴾☆☆

صدمہ فرقت میں کر کے بتا
 آج ہاشمؑ عازم جنت ہوا
 قوت بازوئے عشرت چل بسی
 اور مرا نور نظر رخصت ہوا

☆☆﴿۱۲۵۶﴾☆☆

چوک کی مسجد آلہ آباد میں ممتاز ہے
 شہر میں سارے مسلمانوں کو اس پر ناز ہے

وسعت و رفعت میں تھی محسوس لیکن کچھ کمی
 تنگ ہوتی تھی جگہ جب ہوں زیادہ آدمی
 دین میں راسخ ہیں عبدالکافی نیکو صفات
 ان کی باتوں میں اثر ان کے ارادوں میں ثبات
 کی انہیں نے سعی دل سے اور لگائی حق سے لو
 ہوگئی آخر خدا کے فضل سے تعمیر نو
 ہوگئی کافی جگہ اسلام کے اقبال سے
 کہہ رہی ہے مسجد اب اپنی زبان حل سے
 مسجد کافی کی شان آسانی دیکھئے
 خاکساروں کی بلندی کی نشانی دیکھئے

☆☆☆

مرثیہ ہاشم مرحوم

۵ جون ۱۹۱۲ء

☆☆☆﴿۱۲۵﴾☆☆☆

آغوش سے سدھارا مجھ سے یہ کہنے والا
 ابا سنائے تو کیا آپ نے کہا ہے
 اشعار حسرت آگئیں کہنے کی تاب کس کو
 اب ہر نظر ہے نوحا ہر سانس مرثیا ہے

☆☆☆

آگرہ کا ایک مقدمہ

(ایک میم نے شوہر کو زہر دیا۔ ایک صاحب نے اپنی میم کو قتل کیا)

حال مسز کلاک و مسٹر فلم کھلا
 تھا کل بیان پیش عدالت کھلم کھلا
 ان کو کرایا قتل اور ان کو پلایا زہر
 تہذیب مغربی کی یہ تکمیل اور قہر
 پردے پہ اعتراض ہو اور زہر ہو دوا
 پالیمپی^{۶۲} پہ طعن ہو اور یہ ستم روا
 لاکھوں مقدمات ہوئے بغض کھل گئے
 گذرا زمانہ یاد کے دامن سے دھل گئے
 فتنے کا ہے قصور نہ مشتون کا قصور
 سب کچھ ہے یہ خرابی قانون کا قصور
 پردہ نہیں طلاق میں آسانیاں نہیں
 جاؤ کہیں تعدد ازواج یاں نہیں
 فطرت کا اقتضا جو ہے کس طرح وہ رکے
 پھر کیوں گناہ جرم کی جانب نہ دل جھکے
 آسان ہو طلاق تو دل شاد کیجئے
 بے قتل غیر اپنا گھر آباد کیجئے
 پردہ جو ہو تو ایسے مواقع بھی کم ملیں
 کیوں بزم ے میں شوخ نگاہیں بہم ملیں
 قانون میں روا ہو اگر دوسرا

پھر کیوں یہ قتل زوجہ اولی کا ہو مباح
 جب پردہ و طلاق و تعدد روا نہیں
 پھر بد معاشیوں کے سوا کچھ روا نہیں
 جانیں ہزاروں جاتی ہیں بچے بلکتے ہیں
 مستان مے جگہ سے بھلا کب سر کہتے ہیں
 مغرب کا دل جو خواہر مشرق کے ساتھ ہے
 یہ بھی گھروں میں ان کے لیے ملتی ہاتھ ہے
 اکثر یہی ہے حالت قانون مغربی
 آزادیوں کی قید میں روح ان کی ہے پھنسی
 بس ظاہری نمود چمک اور ادا میں ہے
 دل کی خبر نہیں ہے کہ وہ کس ہوا میں ہے
 لیکچر ہے اس طرف تو ادھر شبی بھی ہے
 اس سمت ناچ ہے تو ادھر خود کشی بھی ہے
 تعلیم عورتوں کی ضروری ہے لاکلام
 لیکن جو بے اثر ہے تو بس دور سے سلام
 ہم کو کمال شوق سے تعلیم دیجئے
 لیکن کچھ اپنے گھر کی بھی اصلاح کیجئے
 ہم فائدہ اٹھائیں گے مغرب کے راج سے
 لیکن پناہ مانگیں گے ایسے رواج سے

☆☆﴿۱۲۵۸﴾☆☆

(حسب فرمائش محمد عبدالرشید صاحب آرزو سودا گردانی)

دماغ کے لیے خوشبو کا کھیل اچھا ہے
ہوا بھی مست ہوئی ہے کہ تیل اچھا ہے

☆☆﴿۱۲۵۹﴾☆☆

الف دین صاحب وکیل کیمپلور کی کتاب
الف دین نے خوب لکھی کتاب
کہ ب دین نے پائی راہ صواب

☆☆﴿۱۲۶۰﴾☆☆

بست روزہ پیر سید عشرت ۶۳ حسین

کی موت پر
نظر امید کی اک غنچہ دلکش کو تکتی تھی
فلک نے ناشگفتہ اس کو لیکن کر دیا
رخصت
سمجھ میں کچھ نہیں آتا ظلم اس باغ
بہ صد حیرت کہی تاریخ رمز گلشن
ہستی کا فطرت

۱۳۳۶ھ

چندت مدن موہن صاحب مالوی کی
فرمائش پر

محرم اور دسہرہ ساتھ ہوگا
نباہ اس کا ہمارے ساتھ ہوگا
خدا ہی کی طرف سے ہے یہ سنجوگ
تو کیوں رکھیں نہ باہم صلح ہم لوگ

☆☆﴿۱۲۶۱﴾☆☆

مالوی کا مال کچھ اور مالوی کا مول کچھ
 کہتے ہیں بازار میں اکبر سے تو بھی بول کچھ
 بولا وہ دنیا کا سودا تو فقط اک کھیل ہے
 عمدگی ہے مال میں اور مول میں جب میل ہے

☆☆﴿۱۲۶﴾☆☆

مرے عزیز ہیں شیعہ میں کس طرح یہ کہوں
 کہ میں ہوں خوش جو ہوئی ان کی درگاہ جدا
 دلی دعا ہے مگر یہ کہ رکن قوم رہیں
 گریجنیٹ وہ ہوں سب کے ساتھ خواہ جدا
 بنائے کالج شیعہ الگ ہوئی بھی تو کیا
 وہی ہے منزل مقصود گو ہے راہ خدا
 برائے دولت و آمر ہے ایک ہی مرکز
 نہیں ہے اب بھی طریق حصول جاہ جدا
 یہ دونوں سایہ الطاف مغربی میں ہیں
 نہیں ہے فضل الہی سے بادشاہ جدا
 جو نسخہ تھا رزولوشن کا ہے ادھر بھی وہی
 نہ کوئی حصن جدا ہے نہ ہے سپاہ جدا
 یہ دونوں اب بھی بدستور پیر بھائی ہیں
 نہیں ہے حرج جو ہو جائے خاتماہ جدا
 ٹرین ایک ہے پھر کیا جو دو ٹکٹ گھر ہوں
 کہ اپنا بیگ سنبھالیں ملے پناہ جدا

وہ شیخ کی تھی ترقی یہ مجتہد کا عروج
 نئے طریق کے ہیں خوب دو گواہ جدا
 شب وصال کے نئے الگ چھڑے دو سمت
 جنہیں ہے ہجر وہ کر لیں گے اپنی آہ جدا
 عجب نہیں جو بلندی و اتحاد بڑھے
 دکھائے رنگ جو دنیا کو انتباہ جدا
 ہزار دور ہوں اپنے جو ہیں وہ اپنے ہیں
 کسی کی آنکھ سے ہوتی نہیں نگاہ جدا
 مگن ہیں ٹیچر و انجینئر رہے ذاکر
 وہ کر ہی لیں گے کسی طور سے نباہ جدا
 ثواب نیک خیالی بھی پائے گا اکبر
 سوسائٹی میں بزرگوں کی واہ واہ جدا

☆☆☆

خواجہ حسن نظامی

☆☆﴿۱۲۶۳﴾☆☆

حسن نظامی کو میں نے دیکھا شریف خلعت فقیر طینت
 عمل ہے اپنے ہی عنصروں میں اگرچہ دہلی کی ہے ذہانت
 عنانِ اندیشہ ہائے مضطر ادھر ادھر گو کبھی مڑی بھی
 وہ دستِ دل ہے کہ جس سے چھوٹی کبھی نہ جبلِ اُتینِ وحدت
 ضمیر ہیں ان کے ہے تصوف معاشرت میں ہیں بے تکلف

فروع جو کچھ بھی پیش آئیں اصول میں ان کے ہے قناعت

☆☆﴿۱۲۶۳﴾☆☆

وفات دختر جناب منشی افتخار حسین صاحب کاروی ڈپٹی کلکٹر لکھنؤ

چل بسی وہ دختر گل پیرہن
ہو گیا ویراں ہمارا باغ آہ
سال رحلت کی کہوں اے افتخار
دیکھتے ہی ہیں جگر میں داغ آہ

☆☆﴿۱۲۶۵﴾☆☆

نغان کہ سوخت زخم جان افتخار حسین
دلش فردہ شد از جور عالم فانی
عشیم فاطمہ دخت عزیز و نور نظر
نہال نورس و زیبا باغ امکانی
جمال صورت معنی خمیر ہستی او
بہ خلق نجم سعادت بخلق لاغابی
نغان کہ دست اجل پنجہ زد بدامن اود
کشید رخت اقامت ز عالم فانی
بہار گلشن ہستی ہنوز نادیدہ
پرید طائر روحش بحکم یزدانی
فراق لخت جگر را زوالدین پرس
چہ برہما کہ میقلند سوز پنهانی

ہزار شعلہٴ حسرت کہ سرزو ازولہا
ہزار اشک مصیبت کہ کرو طغیانی
چو فکر سال وفا تش مہوم از سر آہ
شیم خلد شدہ گفت فضل رحمانی

☆☆﴿۱۲۶۶﴾☆☆

یہ تھا قول حمید اترے تھے جب وہ تحت شاہی سے
جو پیش آیا ہے پیش آیا ہے تقدیر الہی سے
جو راز روس اترے تحت سے ان کا یہ شکوہ تھا
انہیں نے دی دغا ہم کو ہمیں جن پر بھروسا تھا
انہیں قولوں نے کھینچا عبرت و حسرت کا نقشہ بھی
انہیں سے ہے عیاں طرز خیال دین و دنیا بھی

☆☆﴿۱۲۶۷﴾☆☆

خدا کے بندہ صالح فقی محمد خاں
سپر علم و خرد کے ہیں اختر تاباں
کتاب ان کی یہ ہے ہادی طریق صواب
ما ہے ہم کو یہ گنج جواہر خوش آب
جو غنچہ قلب کا تاریخ کی طلب ہیں کھلا
کلید خلق و سعادت میں سال طبع ملا

۳۵ ھ ۱۳

☆☆﴿۱۲۶۸﴾☆☆

نور باطن بڑھ گیا اعجبہٴ اسرار سے

دل نے پائی تقویت اس روح کے مخوار سے
 پردہ غفلت اٹھا دیتے ہیں وہ مضمون یہ ہیں
 پھیر دیتے ہیں طبیعت دہر کے بازار سے
 ہیں مصنف اس زمانے کے بڑے عالی خیال
 واقعی یہ ہے کہ ہیں وہ فرقہ اہرار سے
 بند ہے اس وقت چشم عبرت و عرفاں تمام
 ہاں لیا ہے کام انہوں نے دیدہ بیدار سے
 ہے بجا اعجوبہ اسرار کی نسبت یہ قول
 دولت ایماں بڑھی تصنیف گوہر بار سے

☆☆﴿۱۲۶۹﴾☆☆

حسب فرمائش سید منظور حسن صاحب اختر زیدی مصنف قیصر ہدیہ

حیدری

کس قدر پر نور ہے یہ نظم مدح بو تراب
 یہ بلاغت حیرت افزایہ صفات لاجواب
 اس قصیدے سے ہوئے روشن زمیں و آسمان
 اوج معنی پر دل اختر سے اکلا آفتاب

☆☆﴿۱۲۷۰﴾☆☆

جناب سید مہدی حسن فحستہ صفات
 بلند مرتبہ علم مصدر حسنات
 سدھارے دار فنا سے وہ سوئے خلد بریں
 منہ وفات کا خواہاں ہوا جو قلب حزیں

پڑھا یہ ہاتھ غنی نے مصرعہ جید
مقیم خلد بریں مہدیؑ حسن سید

۱۳ ۳۷

☆☆☆

پیشن گوئی

☆☆☆ (۱۲۷۱) ☆☆☆

ماجدؑ کو آپ سمجھیں بیگانہ طریقت
دل میں مرے تو ہے اک امید کا قصیدہ
ہیں غالباً وہ مصداق اس شعر با اثر کے
ارشاد کر گیا ہے اک مرد برگزیدہ
من پاک باز عشقم ذوق فنا چشیدہ
آہوئے دشت ہویم ازما سوا رسیدہ

☆☆☆ (۱۲۷۲) ☆☆☆

مسٹر برن چیف سیکرٹری گورنمنٹ یو پی فارسی اردو کے ماہر مصنف کے بڑے
قدر شناس کلام عارفانہ و حکیمانہ کے شیدا

شاعروں میں جب آیا مرا ٹرن
پڑھ دیا میں نے پیش حضرت برن
اردو فارسی میں آپ ہیں برق
آپ ہی سے ہے نور مطلع شرق
صاحب فیض و لطف و علم ہیں آپ

عزت افزائے اہل علم ہیں آپ
 حق تعالیٰ کو مانتے ہیں آپ
 قدر طاعت کی جانتے ہیں آپ
 فخر و ناز آپ کے لیے ہے مباح
 اک زمانہ ہے آپ کا مداح
 آپ سے مل کے دل کو راحت ہے
 ایسا حاکم خدا کی رحمت ہے
 آپ کا دل ہے مخزن ہمہ اوست
 جو ملا آپ سے بنا وہ دوست
 ہے بلند آپ کے کرم کا علم
 ہیں مرید آپ کے سب اہل قلم
 ساز بزم آپ کا رہے برتر
 ہو مبارک ترانہ اکبر

☆☆﴿۱۲۷﴾☆☆

ہنگامہ سید عشرت حسین جونپور

فضل ہو اللہ کا ہوں جمع سالے سائیاں
 وہ اچھالیں بال یہ چمکائیں اپنی بالیاں
 لمپ کی ہو جگمگاہٹ اور بجے فونو گراف
 عشق جھوما کریں بچے بچائیں تالیاں
 گھر رہے آباد سمدھی اور سمدھن خوش رہیں
 ڈومنی انعام پائے گائے پیاری گالیاں

گرد بنگے کے رہے سرسبز ہر شاخ درخت
 نہر کے پانی سے لہراتی رہیں سب نالیاں
 ڈھیر ہو پھولوں کا گلہستہ بنائے باغباں
 پیڑ پھل دیتے رہیں مانی لگائیں ڈالیاں
 سونے چاندی کی بہیں موجیں لہن کے ہاتھ سے
 لیں بلائیں اور دعائیں دیں انہیں گھر والیاں
 نل مچائیں کھیل میں بچے رہے بنگے میں دھم
 میہمانوں کے لیے پکوان کی ہوں تھالیاں
 جھانک کر دیکھیں تو جج صاحب کا دل بھی ہنسل
 کمرے کی دیوار میں دواک بنی ہو جالیاں

☆☆﴿۱۷۷﴾☆☆

محمد موسیٰ صاحب برادر خرد و شمس العلماء مولوی

امجد علی صاحب ایم اے کے نام

بھیجی جو تم نے مجھ کو پہنچی
 شربت کی نظر ہے اس سے پہنچی
 منہ میں رکھ کر جو میں نے چوسا
 بولی یہ زبان واہ موسیٰ

عطائے شمشیر بشیخ شاہد حسین صاحب، رکیس

اودہ پہ صلمہ خدمات ایام جنگ

حسن کو ابروئے خمدار مبارک ہووے
 مرے شاہد کو یہ تلوار مبارک ہووے

ترجیع بند

☆☆﴿۱۷۵﴾☆☆

ذکرِ رسول ﷺ پاک ہے فخرِ زبانِ انس و جن
روح کو اس سے ہے سرورِ قلب ہے اس سے مطمئن
ولولہٗ دلِ جوانِ قوتِ خاطرِ مسن
سُنے اگر بہ گوشتِ ہوش درِ ملک ہے رات دن
صلیٰ علیٰ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلٰی مُحَمَّدٍ
نہرِ رکوع ہے یہی شوقِ جودِ اسی سے ہے
حالتِ ذوق و وجد کا دل میں درودِ اسی سے ہے
وہنِ خدائے پاک کی شان و نمودِ اسی سے ہے
منعِ خیر ہے یہی ہمتِ جودِ اسی سے ہے
صلیٰ علیٰ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلٰی مُحَمَّدٍ
ہے یہ وہ نامِ خاک کو پاک کرے نکھار کر
ہے یہ وہ نامِ خار کو پھول کرے سنوار کر
ہے یہ وہ نامِ ارض کو کر دے سما ابھار کر
اکبرِ اسی کا ورد تو صدق سے بے شمار کر
صلیٰ علیٰ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلٰی مُحَمَّدٍ
شافعِ غاصیاں ہیں وہ تائبوں کے کفیل ہیں

فیضِ رسانِ خلق ہیں حائی بے عدیل ہیں
 شکل میں وہ جمیل ہیں شان میں وہ خلیل ہیں
 منظرِ نور حق ہیں وہ مہبطِ جبریل ہیں
 صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
 سینہ بت ہے ان سے شقِ کفر کے دل میں تیر ہیں
 حکمِ خدا کے ہیں مطیعِ دین کے دشگیر ہیں
 راحتِ جان و روح ہیں روشنیِ ضمیر ہیں
 خلق ہے ان سے مستفیدِ ہادی بے نظیر ہیں
 صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
 حالتِ ملک و قوم پر ہوں شب و روز بیقرار
 دین سے دل و پھیر دیں ایسے سبب ہیں بے شمار
 مرکزِ طبع کیا بنے جس سے ہو کم یہ انتشار
 آئی صداِ فلک سے یہ پڑھ تو اسی کو بار بار
 صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
 رہنے دے آسمان اگر تجھ سے ہے برسرِ جفا
 ہو نہ ملول تجھ سے ہے دولت و جاہ اگر خفا
 مسلکِ مستند یہ ہے چھوڑ نہ تو رہِ صفا
 نصیحتِ حفظِ دین یہ ہے یہی ٹھیک فلسفا
 صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

☆☆﴿۱۲۶﴾☆☆

نگرانیِ مراحلِ کبھی ایسی تو نہ تھی

تند موج لب ساحل کبھی ایسی تو نہ تھی
 بدگمانی تری قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی
 بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
 جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

☆☆﴿۱۲۷﴾☆☆

کرتی ہے خلق کو لیائے لبرٹی مفتوں
 ہند کے دل کو لبھا لیتا ہے مل کا یہ فسوں
 لاپت بھی ہوئے شاید کہ اسیر و مخروں
 پائے کوہاں کوئی زنداں میں نیا ہے مینوں
 آتی آواز سلاسل کبھی ایسی تو نہ تھی
 پیشتر اس سے طبائع کے نہ تھے یہ پہلو
 کہیں اشیان کی تھی لہر کہیں موج وضو
 اے مس سیمتیں و ماہ جبین و گل رو
 تری آنکھوں نے خدا جانے کیا کیا جادو
 کہ طبیعت مری مائل کبھی ایسی تو نہ تھی

☆☆☆

تعلیم نسواں ۶۱

☆☆﴿۱۲۸﴾☆☆

تعلیم عورتوں کو بھی دینی ضرور ہے
 لڑکی جو بے پڑھی ہو تو وہ بے شعور ہے

حسن معاشرت میں سراسر فتور ہے
 اور اس میں والدین کا بے شک قصور ہے
 ان پر فرض ہے کہ کریں کوئی بندوبست
 چھوڑیں نہ لڑکیوں کو جہالت میں شاد و مست
 لیکن ضرور ہے کہ مناسب ہو تربیت
 جس سے برادری میں بڑھے قدرو منزلت
 آزادیاں مزاج میں آئیں نہ تمکنت
 ہو وہ طریق جس میں ہو نیکی و مصلحت
 ہر چند ہو علوم ضروری کی عالمہ
 شوہر کی ہو مرید تو بچوں کی خامہ
 مذہب کے جو اصول ہوں اس کو بتائے جائیں
 باقاعدہ طریق پرستش سکھائے جائیں
 اوہام جو غلط ہوں وہ دل سے مٹائے جائیں
 سکے خدا کے نام کے دل میں بٹھائے جائیں
 عصیاں سے محترز ہو خدا سے ڈرا کرے
 اور حسن عاقبت کی ہمیشہ دعا کرے
 تعلیم خوب ہو تو نہ آئے گی دام میں
 خالق پہ لو لگائے گی وہ اپنے کام میں
 خیرات ہی سے ہوگی غرض و غام میں
 اس کو سکھایا جائے یہ واضح کلام میں
 اچھا برا جو کچھ ہے خدا ہی کے ہاتھ ہے

نیکی اگر کرے گی تو فطرت بھی ساتھ ہے
 تعلیم ہے حساب کی بھی واجبات سے
 دیوار پر نشان تو ہیں واجبات سے
 یہ کیا زیادہ گن نہ سکے پانچ سات سے
 لازم ہے کام لے وہ قلم اور روات سے
 گر کا حساب سیکھ لے خود آپ جوڑنا
 اچھا نہیں ہے غیر پہ یہ کام چھوڑنا
 کھانا پکانا جب نہیں آیا تو کیا مزا
 جوہر ہے عورتوں کے لیے یہ بہت بڑا
 لندن کے بھی رسالوں میں میں نے یہی پڑھا
 مطبخ سے رکھنا چاہیے لیڈی کو سلسلہ
 وقت آپڑے تو گاڑھے گزی میں بھی عذر
 گھر کے لیے طعام پزی میں بھی عذر کیا
 سینا پرونا عورتوں کا خاص ہے ہنر
 دزدی کی چوریوں سے حفاظت پہ ہو نظر
 عورت کے دل میں شوق ہے اس بات کا اگر
 کپڑوں سے بچے جاتے ہیں گل کی طرح سنہر
 کسب معاش کو بھی یہ فن ہے کبھی مفید
 اک شغل بھی ہے دل کے بہلنے کی امید
 سب سے زیادہ فکر ہے صحت کی لازمی
 صحت نہیں درست تو بے کار زندگی

کھانے بھی بے ضرر ہوں صفا ہو لباس بھی
 آتف ہے جو گھر کی صفائی میں کچھ کمی
 تعلیم کی طرف ابھی ادراک قدم بڑھیں
 صحت کے حفظ کے جو قواعد ہیں وہ پڑھیں
 پبلک میں کیا ضرور کہ جا کر تہی رہو
 تقلید مغربی پہ عبث کیوں ٹھنی رہو
 دانا نے دھن دیا ہے تو دل سے غنی رہو
 پڑھ لکھ کے اپنے گھر ہی میں دیوی بنی رہو
 مشرق کی چال ڈھال کا معمول اور ہے
 مغرب کے نازو رقص کا اسکول لہر ہے
 دنیا میں لذتیں ہیں نمائش ہے شان ہے
 ان کی طلب میں حرص میں سارا جہان ہے
 اکبر سے یہ سنو کہ جو اس کا بیان ہے
 دنیا کی زندگی فقط اک امتحان ہے
 حد سے بڑھ گیا تو ہے اس کا عمل خراب
 آج اس کا خوشنما ہے مگر ہوگا کل خراب

☆☆☆

نعت

☆☆﴿۱۷۹﴾☆☆

مدح سرور کونین میں خامہ اٹھاتا ہوں
 خیال کفر کی ظلمت پہ اک بجلی گراتا ہوں

شب اوبام ہے شمع یقین محفل میں لانا ہوں
 چراغ طور ایمن کوہ معنی پر جلانا ہوں
 الہی شوخی برق تجلی وہ زبانم را
 قبول خاطر موسیٰ نگاہاں کن بیانم را
 محمد پیشوا اور رہنمائے خلق و عالم ہیں
 معزز ہیں مقدس ہیں معظم ہیں مکرم ہیں
 فروغ محفل ہستی میں نور عرش اعظم ہیں
 حبیب حق ہیں ممدوح ملک ہیں فخر آدم ہیں
 انہیں کے رنگ سے رنگ گل ہستی کی زینت ہے
 انہیں کی بو سے عطر آگیاں بنی آدم کی طینت ہے
 انہیں کے دل کو آگاہی ہوئی تھی راز فطرت پر
 انہیں کی طبع کو وجد آگیا تھا ساز فطرت پر
 وہی چشم خدا ہیں محو تھی انداز فطرت پر
 انہیں کا ناز غالب آگیا تھا ناز فطرت پر
 وقائع ان کے عزم و فکر کے سانچے میں ڈھلتے تھے
 ذرائع غیت سے تکمیل مقصد کو نکلتے تھے
 وہ نظریں ساقی میخانہ یزدان پرستی تھیں
 وہ آنکھیں مظہر انوار راز بزم ہستی تھیں
 انہیں پر بدلیاں خالق کی رحمت کی برستی تھیں
 اسی محفل کی بچشیں خلد کے پھولوں میں بہتی تھیں
 اسی سرکار نے رتبہ بڑھایا طبع انساں کا

اسی دربار نے خلعت پہنایا نور ایماں کا

☆☆﴿۱۲۸۰﴾☆☆

نہ سمجھا پھر ہر اک نے آب و سنگ و نار کو حاکم
طبائع ہو گئے تحقیق موجودات کے عازم
جو تھے صنایع تاثیر عناصر کے ہوئے عالم
پرستاران عنصر نے عناصر کو کیا خادم
ہوئی توحید بالا جڑ کئی عنصر پرستی کی
پڑی بنیاد اسی ارشاد سے علمی ترقی کی

☆☆﴿۱۲۸۱﴾☆☆

غلط سمجھا گیا دعویٰ بتوں کی فاعلیت کا
یقین پیدا ہوا حکم خدا کی کاملیت کا
بڑھا نور بصر گذرا زمانہ جاہلیت کا
بجا ڈنکا زمانے میں بشر کی قابلیت کا
اشارہ عقل کی جانب کلام حق میں واضح ہے
یہی قرآن درگنجیہ فطرت کے فاتح ہے

☆☆﴿۱۲۸۲﴾☆☆

معافی ان کے روشن تھے اندھیرے میں اجالے میں
سما جاتا تھا خوف ان سے تعرض کرنے والے ہیں
وہ یوں اصحاب میں تھے جس طرح ہو چاند ہالے میں
مصنّف میل کو لکھنا پڑا اپنے رسالے میں
محمد ﷺ کی وہ نظریں تھیں کہ دل میں راہ کرتی تھیں

زباں میں فصاحت تھی کہ قومیں واہ کرتی تھیں
قدم ان کے لیے تھے بہر حال مشکل مسائل نے
ہدایت ان سے حاصل کی جہاں میں طبع مائل نے
جوابوں میں تشفی پائی ان سے طبع سائل نے
نہایت ہی فصاحت سے لکھا ہے کارِ لائل نے
جو طاقت رات کو دن کو رات کرتی تھی
وہ طاقت یعنی یہ فطرت خود ان سے بات کرتی تھی
معاشرہ دیکھ کر شان ان کی ان کو شاہ کہتا تھا
مسافر راہ پا کر ان کو خضر راہ کہتا تھا
مخاطب معترف ہوتا تھا حق آگاہ کہتا تھا
مخالف کو حسد تھا پھر بھی دل میں واہ کہتا تھا
دل کافر میں بھی قدر ان کی تھی ان کا ادب کچھ تھا
زبے شانِ نبوت کچھ نہیں اور سب کچھ تھا
جواہر خانہ اس چشمِ کرم سے سینہ بنتا تھا
حقائق کا خرد کا علم کا گنجینہ بنتا تھا
لطفانت سے صفا سے نور سے آئینہ بنتا تھا
علوئے فکر سے عرش بریں کا زینہ بنتا تھا
مرید ان کے نہ تھے مشتاق دنیا کی تگ و دو کے
قدم انلاک پر پڑتے تھے اس ہادی کے پیرو کے
قلوب ان کی نظر کے رعب ہوش افزا سے ہلتے تھے
چمن ان کے سخن کے فیض بے ہمتا سے کھلتے تھے

ہجوم خلق تھا راہ طلب میں شانے چھلتے تھے
 بشر کی کیا حقیقت ہے فرشتے جھک کے ملتے تھے
 فلک تھا دم بخود بادِ مخالف چل نہ سکتی تھی
 خدا کی بات تھی نالے کسی کے ٹل نہ سکتی تھی

☆☆﴿۱۲۸۲﴾☆☆

خلقت کی مصلحت ہے بہم کچھ یہ پیار
 ورنہ ہر ایک اپنی طرف بیقرار ہے
 جو ذرہ ہے یہاں اسے اک انتشار ہے
 مرجع تمام خلق کا پروردگار ہے
 ہر آن میں ہے شانِ خدائے قدیر کی
 ہر ایک سمت ک صدا ہے اِلَکَ الْکَیْمِ کی

☆☆﴿۱۲۸۳﴾☆☆

اب تو یاری کا اسی پر رہ گیا ہے انحصار
 جس کا حاسد ہے اس کا جو ہو حاسد تیرا یار
 واسطے اللہ کے ہو دوستی وہ اب کہاں
 جنگ جب تک تھی بتوں سے نام تھا اللہ کا
 اب تو ہر اک ہے مجاور اک جدا درگاہ کا
 واسطے اللہ کے ہو دوستی وہ اب کہاں
 ہاں تجارت اور پالیٹکس میں دیکھیں جو سود
 چند روزہ متفق ہوں ورنہ اے شیخ و ہنود
 واسطے اللہ کے ہو دوستی وہ اب کہاں

متفرقات

☆☆﴿۱۲۸۵﴾☆☆

الایا لکھا الساقی مکن تصنیف ناول ہا
دروغ آساں نمودا دل ولے افتاد مشکل را

☆☆﴿۱۲۸۶﴾☆☆

جن لوگوں کا قومی کوئی مرکز نہیں ہوتا
ان میں کا کوئی فرد معزز نہیں ہوتا

☆☆﴿۱۲۸۷﴾☆☆

سند کیسی جمال ان میں اگر ہے ہوگا خود ظاہر
کوئی سائیکلٹ سے خوبصورت ہو نہیں سکتا

☆☆﴿۱۲۸۸﴾☆☆

آپ کی کارروائی پہ میں کیا دوں الزام
کر ہی کیا سکتے ہیں اب آپ حماقت کے سوا

☆☆﴿۱۲۸۹﴾☆☆

جس سے ملتی تھی انہیں دل میں بزرگوں کے جگہ
وہ ادب لڑکوں کے دل سے آج کل جاتا رہا

☆☆﴿۱۲۹۰﴾☆☆

حال دل خوب کہا ہے یہ زباں کا دعویٰ
دل سے پوچھو تو وہ کہتا ہے کہ کچھ بھی نہ کہا

☆☆﴿۱۲۹۱﴾☆☆

شیخ نااں ہیں کہ برگڈ کو برتنا ہی پڑا

اس پرانے سورت کو بھی مل میں کتنا ہی پڑا

☆☆﴿۱۲۹۲﴾☆☆

جو اصل و نقل سے واقف ہے اس نے دل کو ہے روکا
مبارک ہو تمہیں کو چائنا لڈو کے فوٹو کا

☆☆﴿۱۲۹۳﴾☆☆

پئے ممبری جو ابے سمجھ اس کو خون اچھا
یہ بجا ہے قول شاعر گزٹ جنون اچھا

☆☆﴿۱۲۹۴﴾☆☆

مسلمانوں کا وہ آئین طبع مستقل بدلا
چھٹی عربی گیا قرآن زباں بدلی تو دل بدلا

☆☆﴿۱۲۹۵﴾☆☆

ہوٹل میں برہمن نے اگر بھوگ لگایا
سمجھو کہ دھرم کو یہ بڑا روگ لگایا

☆☆﴿۱۲۹۶﴾☆☆

میں نے حری کھانے پر ٹوکا تھا تو وہ جھنجھلاتے تھے
اور آج جناب واعظ نے چوران سے فقط افطار کیا

☆☆﴿۱۲۹۷﴾☆☆

کیونکر خدا کے عرش کے قائل ہوں یہ عزیز
جغرافیے میں عرش کا نقشہ نہیں ملا

☆☆﴿۱۲۹۸﴾☆☆

فرقت نے کہا کہ جاگئے آپ

کھٹل نے کہا کہ بھاگئے آپ

☆☆﴿۱۲۹۸﴾☆☆

نبی امیہ سے تھے تنگ قبل ازیں سادات
ستانے آئے ہیں اب شیخ کو نبی کالج

☆☆﴿۱۲۹۹﴾☆☆

الفاظ ثقیلہ کو مغرب نے کیا خارج
اب دم کی جگہ ملت مندے کی جگہ کالج

☆☆﴿۱۳۰۰﴾☆☆

کب میں کہتا ہوں الگ ہو سارا قصہ چھوڑ کر
کر طلب دنیا مگر صاحب کا حصہ چھوڑ کر

☆☆﴿۱۳۰۱﴾☆☆

قلم ہے ان کو اگر داو نہ دوں میں لیکن
اپنے مداح کا مداح نہ ہونا بہتر

☆☆﴿۱۳۰۲﴾☆☆

ہم ڈنر خواہی وہم آروغ صاف
ایں خیال است و محال است دگرزاف

☆☆﴿۱۳۰۳﴾☆☆

کیا پوچھتے ہو اکبر شوریدہ سر کا حال
خفیہ پولس سے پوچھ رہا ہے کمر کا حال

☆☆﴿۱۳۰۴﴾☆☆

تذکرے ان کی خوش اخلاقی کے بہت سنتا ہوں

جتنے راوی ہیں مگر سب ہیں وہ ارباب نشاط

☆☆﴿۱۳۰۵﴾☆☆

عدو کے شت سے بچتے نہیں ہیں
یہ کالے ہیں مگر کوئے نہیں ہیں

☆☆﴿۱۳۰۶﴾☆☆

تھیٹر والیاں دنیا میں ہر سو عیش کرتی ہیں
جہاں رقماں ہوئیں دل لیتی ہیں بل کیش کرتی ہیں

☆☆﴿۱۳۰۷﴾☆☆

سائنس کا مطلب ہے کہ نیچر کو نیچوڑیں
اس بت کی یہ خواہش ہے کہ اکبر کو نیچوڑیں

☆☆﴿۱۳۰۸﴾☆☆

دیکھتے رہتا ہے کب تک ملتوی یہ قصد حج
گھر کی جانب سے تو اطمینان ہونے کا نہیں

☆☆﴿۱۳۰۹﴾☆☆

مصلح قوم ہوں امت کے نگہبان نہیں
پہلے اللہ مگر خود تو مسلمان بنیں

☆☆﴿۱۳۱۰﴾☆☆

دفع دل سے اثر پاس کیا کرتے ہیں
رزولوشن ہی بس اب پاس کیا کرتے ہیں

☆☆﴿۱۳۱۱﴾☆☆

گوشہ مسجد میں کار شیخ اب بنتا نہیں

پیٹ گو تسکین پا جائے مگر تنہا نہیں

☆☆﴿۱۳۱۲﴾☆☆

خدا کی راہ میں اب ریل چل گئی اکبر
جو جان دینا ہو انجن سے کٹ مرواک دن

☆☆﴿۱۳۱۳﴾☆☆

مسلمان تو وہ ہے جو ہے مسلمان علم باری میں
کروڑوں یوں تو ہیں لکھے ہوئے مردم شماری میں

☆☆﴿۱۳۱۴﴾☆☆

گروہی دیکھ کر ہم کو لہو کے گھونٹ پیتے ہیں
جو سچ پوچھو تو ہم بھگوان کی کرپا سے جیتے ہیں

☆☆﴿۱۳۱۵﴾☆☆

صل کا اس بت خود میں سے کوئی منٹ کہاں
صرف بو سے میں بھلا سلف گورمنٹ کہاں

☆☆﴿۱۳۱۶﴾☆☆

صداقت کے نشان اس مصرعہ اکبر میں ملتے ہیں
کلیں سائنس سے چلتی ہیں دل مذہب سے ہلتے ہیں

☆☆﴿۱۳۱۷﴾☆☆

خدا کی راہ میں پہلے بسر کرتے تھے سختی سے
محل میں بیٹھ کر اب عشق قومی میں تڑپتے ہیں
زمیں اچھی شعاع مہر کا جس پر اتر پہنچے
وہی دل خوب ہیں جو گرمی عرفاں سے تپتے ہیں

☆☆﴿۱۳۱۸﴾☆☆

ملکی خیال جب ہے تو ہو ساز ملک بھی
بیلا لیا ہے اس نے تو ہم بین کیوں نہ لیں
رسماً تو ایک یوسہ ہے کافی دم و داغ
لیکن مزا جو آئے تو دو تین کیوں نہ لیں
(مصرعہ طرح یہ تھا) (بی بی نے دل لیا تو سر دین کیوں نہ لیں)
لطف ہے واعظ کو اکبر قوم خود مختار میں
وقت کیوں کھوتا ہے اپنا کمپ کے بازار میں

☆☆﴿۱۳۱۹﴾☆☆

ہمارے کلی خیالوں کو وہ مستحسن سمجھے ہیں
بجز اس کے کہ ہم شیطان کو دشمن سمجھتے ہیں

☆☆﴿۱۳۲۰﴾☆☆

ہم اردو کو عربی کیوں نہ کریں اردو کو وہ بھاشا کیوں نہ کریں
جھگڑے کے لیے اخباروں میں مضمون تراشا کیوں نہ کریں
آپس میں عداوت کچھ بھی نہیں لیکن اک اکھاڑا قائم ہے
جب اس سے ٹلک کا دل پہلے ہم لوگ تماشہ کیوں نہ کریں

☆☆﴿۱۳۲۱﴾☆☆

ممبر علی مراد ہیں یا سکھ ندبان میں
لیکن معائنے کو وہی تابدان ہیں

☆☆﴿۱۳۲۲﴾☆☆

ہم ریش دکھاتے ہیں کہ اسلام کو دیکھو

مس زلف دکھاتی ہے کہ اس لام کو دیکھو

☆☆﴿۱۳۲۳﴾☆☆

یہ خوب مصرعہ اکبر ہے اس کو شوق سے گاؤ
جو تم کو منہ نہ لگائے تم اس سے دل نہ لگاؤ

☆☆﴿۱۳۲۴﴾☆☆

محو پرواز ہیں گلشن میں جو تھے زمزمہ سنج
فیض صیاد نے بخشی یہ ترقی ان کو

☆☆﴿۱۳۲۵﴾☆☆

پرہیز سے تھا مو صحت کو بھگوان کی ہر دم جاپ کرو
اسکول کمیٹی میں ہے پھنسا تم اپنی ترقی آپ کرو

☆☆﴿۱۳۲۶﴾☆☆

ہجر کی شب یوں ہی کاٹو بھائیو
ان کا فوٹو لے کے چاٹو بھائیو

☆☆﴿۱۳۲۷﴾☆☆

انگلش سے بھی ہم کہتے ہیں انصاف کرو نعمت چکھو
جب تم کو خدا خوش رکھتا ہے تم خلق خدا کو خوش رکھو

☆☆﴿۱۳۲۸﴾☆☆

قوم کے غم میں ڈر کھاتے ہیں حکام کے ساتھ
رنج لیڈر کو بہت ہے مگر آرام کے ساتھ

☆☆﴿۱۳۲۹﴾☆☆

جو چاہتے ہیں کئے عمر اعتدال کے ساتھ

بٹھا رہے ہیں وہ بسکٹ کا جوڑ وال کے ساتھ

☆☆﴿۱۳۲۰﴾☆☆

وہی صاحب عمل ہیں شرع و دیں جن کا وظیفہ ہے
یہ صلح کل فقیری فقرہ یا شاہی لطیفہ ہے

☆☆﴿۱۳۲۱﴾☆☆

سمجھتے تھے جو ان کو ان کی گردن تم نے کل ماری
سمجھ لو آج بیکار ان کتابوں کی یہ الماری

☆☆﴿۱۳۲۲﴾☆☆

کچھ اس کا غم نہیں آفس میں ہو کہ مل میں رہے
شکم کے ساتھ نہ پھیلے حدود دل میں رہے

☆☆﴿۱۳۲۳﴾☆☆

شیطان نے ترکیب تنزل یہ نکالی
ان لوگوں کو تم شوق ترقی کا دلا دو

☆☆﴿۱۳۲۴﴾☆☆

عزیز لڑتے ہیں آپس میں یہ ستم کیا ہے
خدا کی مار سے ووٹوں کی مار کم کیا ہے

☆☆﴿۱۳۲۵﴾☆☆

ماہ جون میں یاد قانون کیجئے
اور گوارا خفت نوں کیجئے

☆☆﴿۱۳۲۶﴾☆☆

فرنگی سے کہا پنشن بھی لے کر بس یہیں رہئے

کہا جینے کو آئے ہیں یہاں مرنے نہیں آئے

☆☆﴿۱۳۲۷﴾☆☆

کافی ہیں امیروں کو قوانین گورمنٹ
مذہب کی ضرورت تو غریبوں کے لیے ہے

☆☆﴿۱۳۲۸﴾☆☆

کالج سے جنہیں امیدیں ہیں مذہب کو بھلا کیا مانیں گے
مغرب کو تو پہچانا ہی نہیں قبلے کو وہ کیا پہچانیں گے

☆☆﴿۱۳۲۹﴾☆☆

تم بن گئے ہو صاحب مرزا غریب ٹھہرے
پھر ان کو کیا تم ان کے گھر کے قریب ٹھہرے

☆☆﴿۱۳۳۰﴾☆☆

میم نے شیخ کو ڈانٹا تو پکارے وہ غریب
دیکھئے توپ نے لاٹھی کو دبا رکھا ہے

☆☆﴿۱۳۳۱﴾☆☆

تمہارے حسن میں سائنس کا بھی دل الجھتا ہے
کمر کو دیکھ کر وہ خطِ اقلیدس سمجھتا ہے

☆☆﴿۱۳۳۲﴾☆☆

نہایت قابلیت سے مجھے ثابت کیا مردہ
مناسب داد دینا ہے مجھے یا رب کہ رونا ہے
ندا آئی مناسب ہے کہ جینا اپنا ثابت کر
خوشدل یا شکایت دونوں ہی میں وقت کھتا ہے

☆☆﴿۱۳۲۳﴾☆☆

نزول وحی مغرب نوجوانوں پر ہے اے اکبر
زبانیں کالجوں کی کھل گئیں اب آپ چپ رہئے

☆☆﴿۱۳۲۴﴾☆☆

مذہب سوسائٹی ہے اور دین آخرت ہے
پلیٹکل جو پوچھو طاقت ہے اور سکت ہے

☆☆﴿۱۳۲۵﴾☆☆

قائل تقدیر یہ تھے قائل تدبیر وہ
یہ قضا سے اور وہ اپنی حماقت سے مرے

☆☆﴿۱۳۲۶﴾☆☆

دو حروف میں ہیں دفتر تجھ کو اگر نظر ہے
مذہب مرید کن ہے سائنس میں اگر ہے

☆☆﴿۱۳۲۷﴾☆☆

کرتا ہوں ہر اینٹ پر نوے رکا رہتا ہے کام
تنگ ہے وہ شوخ مجھ تاتخ داں مزدور سے

☆☆﴿۱۳۲۸﴾☆☆

بھائیو گیہوں کا آنا ڈھائی آنہ سیر ہے
پھر عجب کیا ابن آدم زندگی سے سیر ہے

☆☆﴿۱۳۲۹﴾☆☆

جو چاہتا ہے زمین کو لالہ زار کرے
برائے سعی وہ موسم کا انتظار کرے

☆☆﴿۱۳۵۰﴾☆☆

بھائی عربی دوست ہندو بادشاہ انگریز ہے
آپ کی فکر ترقی انتشار انگیز ہے

☆☆﴿۱۳۵۱﴾☆☆

دل میں اب نور خدا کے دن گئے
ہڈیوں میں فاسفورس دیکھئے

☆☆﴿۱۳۵۲﴾☆☆

یہ یگ پارٹی کی بنا کس غرض سے ہے
واللہ یہ علاج لو بد تر مرض سے ہے

☆☆﴿۱۳۵۳﴾☆☆

ان میں موج مغربی مجھ میں ہوائے شرق ہے
حضرت گزٹ میں غرق ہیں بندہ غزل میں برق ہے

☆☆﴿۱۳۵۴﴾☆☆

اب تو چنڈت جی کا ہانی مارک ہے
دل میں لے کر مانتیں ہے پارک ہے

☆☆﴿۱۳۵۵﴾☆☆

بدن کو کچھ سمجھ سکتے ہو نشتر اور شعاعوں سے
مگر آساں نہیں تشریح استعداد روحانی

☆☆﴿۱۳۵۶﴾☆☆

رکن محفل وہ ہوئے رنگ بدل دینے سے
بات میری بھی بنی رہ گئی چل دینے سے

☆☆﴿۱۳۵۷﴾☆☆

ہہ قول اہل مغرب یہ زمانہ ہے ترقی کا
مجھے بھی شک نہیں اس میں کہ غفلت کی جوانی ہے

☆☆﴿۱۳۵۸﴾☆☆

اس بت کے لب و رخ کا لیا بوسہ پس از عقد
مجھ شاعر مشرق کا ہنی مون بھی ہے

☆☆﴿۱۳۵۹﴾☆☆

تجربہ خود ہی بنا دیتا ہے مرشد اکبر
سچ کہا آپ نے پیری میں مریدی کیسی

☆☆﴿۱۳۶۰﴾☆☆

نہ پوچھو ہم سے اکبر حالت سائنس و مذہب کو
وہاں ابجد پہ ہنگامہ ہے یاں ضلع پہ بیہوشی

☆☆﴿۱۳۶۱﴾☆☆

ہر شخص میں جوش خود سری ہے
سوشل حالت کی اتھری ہے

☆☆﴿۱۳۶۲﴾☆☆

عجب حالت ہے شیخ ہند کی اطفال کی نسبت
جوانی بھی یہیں گذرے بچپن بھی بت پرستی ہے

☆☆﴿۱۳۶۳﴾☆☆

جب غور کیا تو مجھ پہ یہ بات کھلی
وقت میں وہ ہیں کہ جو نہ صاحب نہ قلی

☆☆﴿۱۳۶۴﴾☆☆

کالج و اسکول کی پکتی ہے ہر سو تو مڑی
چار دوئی آٹھ ہیں اور فاکس معنی لومڑی

☆☆﴿۱۳۶۵﴾☆☆

پہلے ہوتا تھا وصال اور اب ہے مرگ نیچری
عرس کا اب اس لیے ہے نام ایسی دوسری

☆☆﴿۱۳۶۶﴾☆☆

دلیری سکھاتے ہیں ہم کو یہ کہہ کر
جہنم سے دونا بڑی بزدلی ہے

☆☆﴿۱۳۶۷﴾☆☆

مری کھیتی تو اک مدت ہوئی چڑیوں نے چگ لی ہے
میں کیوں پوچھوں جگہ ٹھاکر کی جمنہ ہے کہ ہگلی ہے

☆☆﴿۱۳۶۸﴾☆☆

نظر میں تیرگی ہے اور رگون میں ناتوانی ہے
ضرورت کیا ہے پردے کی جہاں بے کا پانی ہے

☆☆﴿۱۳۶۹﴾☆☆

ہمارے مصلح اگر یہی ہیں بل ہی دیں گے مزاج لیلیٰ
یہ مشوے دے رہے ہیں حضرت کہ بھیج دو قیس کو بریلی

☆☆﴿۱۳۷۰﴾☆☆

مرا ٹٹو زیادہ مشرق ہے شیخ صاحب سے
کہ وہ موٹر پہ چڑھتے ہیں یہ موٹر سے بھڑکتا ہے

☆☆﴿۱۳۷۱﴾☆☆

صبا نے جارج کو مڑہ بھی سنایا ہے
محافظ حرم اب آپ کی رعایا ہے

☆☆﴿۱۳۷۲﴾☆☆

نہیں ملنے کی اب فطرت سے لے ان کے ترانے کی
ہدایت مرشدوں نے کی ہے ان کو کپ اڑانے کی

☆☆﴿۱۳۷۳﴾☆☆

شاپ میں سب جمع ہیں مجھ سے نہ پی پی کیجئے
آپ اس بوتل کو میرے گھر میں وی پی کیجئے

☆☆﴿۱۳۷۴﴾☆☆

ماسٹر کی بحث اگر مانیں نتیجہ ہے بھی
اب ہیں اچھے جانور پہلے مرے انسان تھے

☆☆﴿۱۳۷۵﴾☆☆

ٹڑخا دیا ہر ایک کو مغرب نے پاس کر کے
سید بھی کورے کھسکے برسوں مساس کر کے

☆☆﴿۱۳۷۶﴾☆☆

جمال صورت و معنی میں بحث وردو کد کیسی
گل و بلبل کے حق میں کیا شہادت اور سند ہے

☆☆﴿۱۳۷۷﴾☆☆

نہ دعوے کی ضرورت ہے نہ کوئی روک سکتا ہے
کسی میں فطرتی جوہر جو ہو وہ خود چمکتا ہے

☆☆﴿۱۳۷۸﴾☆☆

اتحاد مذہبی کا شوق گو ہے نیچرل
اس زمانے میں مگر کچھ اور ہے طرز عمل

☆☆﴿۱۳۷۹﴾☆☆

پہلے سنتے تھے صدائیں مرد میدان کون ہے
اب تو یہ سرگوشیاں ہیں میری گویاں کون ہے

☆☆﴿۱۳۸۰﴾☆☆

وہی ہنسائے وہی رُلائے وہی جگائے وہی سلائے
وہی بگاڑے وہی سنوارے وہی نکالے وہی بلائے
اسی سے خوش رہ اسی کا غم کرا سی کو دیکھ اور اسی میں غم ہو
دعا اسی سے ثنا اسی کی جو گر تو چپ ہو سنبھل جو تم ہو
جہان فانی کے کل کوائف اسی کی قدرت کے ہیں لطائف
اسی کی رحمت پہ کوئی غافل اسی کی عظمت سے کوئی
دلوں کا مالک نظر کا حاکم سمجھ کا صانع خرد کا بانی
جہاں اسی کا جلال اسی کا اسی کو زیبا ہے لن ترانی

☆☆﴿۱۳۸۱﴾☆☆

خواہشیں کھو دیتی ہے صبر و تکلیب
خواہشوں میں ہوتے ہیں اکثر فریب
ہمنشیں کے نفس کے شیطان کے
خود غرض احباب کے سلطان کے
پہلے آپ اصلاح خواہش کیجئے

بعد ازاں دنیا سے سازش کیجئے

☆☆﴿۱۳۸۲﴾☆☆

ضرورت نے کیا قائم جو پاس اور قفل کا پھندا
تو مشیت استخواں نے مشیت پر کو کر دیا چندا
ہمائے اوج عزت کا مگر حق اب تو غالب ہے
شرف اس کا رہے محفوظ غیرت اس کا طالب ہے

☆☆﴿۱۳۸۳﴾☆☆

اس چیز کا کیا کہنا تھا جس نے دلوں کو نیک کیا
لاکھوں ہی طبائع کو کھینچا ہموار کیا اور ایک کیا
جو قوم کو اتر کرتے ہیں اب ان اثروں میں رونا ہے
معلوم نہیں کیا مطلب ہے معلوم نہیں کیا ہونا ہے
تعلیم جنہوں نے پائی ہے وہ بد تو نہیں ہیں بے حس ہیں
دعویٰ جو ہیں رسم و مذہب کے سب ان کے یہاں سے ڈمس
ہیں

کیوں دولت و قوت کی ہے کمی اس کے تو سب پیچیدہ ہیں
کچھ اس کو سمجھ سکتے ہیں وہی بوڑھے جو زمانہ دیدہ ہیں
لیکن یہ جو سوشل آفٹ ہے طوفان بپا ہے فتنوں کا
بے مبری ملت کی یہ ہوا اک قہر ہے جس کا ہر جھونکا
اس کا جو سبب ہے سن لو اسے سب پردہ عیاں ہے ظاہر ہے
الفاظ صریح و وضاح ہیں یہ مطلع اکبر حاضر ہے
تعلیم جو دی جاتی ہے ہمیں وہ کیا ہے فقط بازاری

جو عقل سکھائی جاتی ہے وہ کیا ہے فقط سرکاری

☆☆﴿۱۳۸۴﴾☆☆

گئے برہمن کے پاس لے کر جو اپنے جھڑے کو شیجہ سنی
بگڑ کے بولا کہ جاؤ بھانگو ملکش تم بھی ملکش وہ بھی
بڑھی جو تکرار تو وہ لے کر انہیں فرنگی کے پاس پہنچا
وہ بولا بس دور ہو یہاں سے کہ تم بھی نیو ہو وہ بھی نیو
فلک نے آخر ہر اک کی سن کر کہا کہ تم سب ہو مست غفلت
سمجھ لو اس کو کہ تم بھی فانی ہو وہ بھی فانی ہے یہ بھی فانی

☆☆﴿۱۳۸۵﴾☆☆

برگڈ کے مولوی کو کیا پوچھتے ہو کیا ہے
مغرب کی پالیسی کا عربی میں ترجمہ ہے

☆☆﴿۱۳۸۶﴾☆☆

نہ تیر انگلی ہے نہ اب حکم رانی
نہ وہ وضع ملت نہ قرآن خوانی
نہ باہم ادب ہے نہ وہ مہربانی
یہی کہتی پھرتی ہے لڑکے کی مانی
ہر اک شاخ میں پاس یہ اے بوا ہے
مرا لال کالج کا کا کا تو ہے

☆☆﴿۱۳۸۷﴾☆☆

پنجر کی آمدی رہی درکنا
ہوا ڈاک گاڑی میں بھی اغتشار

جولی ریل والوں نے راہ فرار
 ٹریک کا ہے بند سب کاروبار
 کئی دن سے سوئی ہے ای آئی آر
 یہ سچ کہہ گیا شاعر نامدار
 بیک گردش چشم نیلوفر
 نہ انجن بجا ماند نہ انجینری

☆☆﴿۱۳۸۸﴾☆☆

اٹھ گیا پردہ تو اکبر کا بڑھا کون سا حق
 بے پکارے جو مرے گھر میں چلا آتا ہے
 بے حجابی مرے ہمسائے کی خاطر سے نہیں
 صرف حکام سے ملنے میں مزا آتا ہے

☆☆﴿۱۳۸۹﴾☆☆

قدر دانوں کی طبیعت کا عجب رنگ ہے آج
 پلبلیوں کو ہے یہ حسرت کہ وہ الو نہ ہوئے

☆☆﴿۱۳۹۰﴾☆☆

اک غزل میں اتفاقاً میرا اک مصرعہ یہ تھا
 دیدہ عبرت سے رنگ دیر فانی دیکھئے
 کوئی بول اٹھا زوال حسن بہت مقصود ہے
 اس سخن میں بدشگونی کی نشانی دیکھئے
 عارفانہ شاعری بھی آج کل دشوار ہے
 بزم دنیا میں یہ زور بدگمانی دیکھئے

☆☆﴿۱۳۹۱﴾☆☆

کہنا ہے مجھے کو جو کچھ سنئے گا اس صدی میں
پوچھا کہ اس صدی میں کیوں چپ رہو گے جی میں
بولے کہ یہ صدی ہے اس بحث اور بیاں میں
کہنا ہے جو کہیں ہم کوئی زبان میں
سن کر یہ بات ان سے ہر اک کو آیا چکر
ایک صاحب بصیرت چلتے ہوئے یہ کہہ کر
پیر فلک نہ کیوں کر ابواب بحث کھولے
جیتے رہیں گرو جی زندہ رہیں یہ بھولے

☆☆﴿۱۳۹۲﴾☆☆

پہلے کام اپنا پالیسی کرتی ہے
ہمدردی طبع بے حس کرتی ہے
تنگی ہوتی ہے جب بہت خلقت پر
فطرت خود اٹھ کے ناشی کرتی ہے

☆☆﴿۱۳۹۳﴾☆☆

زبان سنسکرت اس وقت پنڈت جی سے کہتی ہے
کہ اچھا ہے مری الفت تمہارے دل میں رہتی ہے
میں خوش ہوں گی بلا شک تم اگر مجھ کو جلاؤ گے
مگر وہی پلاؤ گے کہ گنگا جل پلاؤ گے
جیوں گی میں کہ پھر تم کو ملاؤں دیوتاؤں سے
بھراؤ گے مجھی کو یا کہ دنیا کی بلاؤں سے

اگر شوق عبادت ہے تو میں موجود ہوں اب بھی
اگر دنیا کا سودا ہے تو کب میں اسے سے راضی تھی

☆☆﴿۱۳۹۴﴾☆☆

پیدا جو ہوئے یہ نل مچانے والے
دل ان کا نہیں ہیں ہم بڑھانے والے
لیکن بہ ادب کریں گے یہ عرض کہ ہیں
اس فن کے حضور ہی سکھانے والے

☆☆﴿۱۳۹۵﴾☆☆

فکر ساری کی ہے ونگن کی
اب تو دھن ہے انہیں فرنگن کی

☆☆﴿۱۳۹۶﴾☆☆

فتا کے دور میں عبرت کو بھی قیام نہیں
نشان ہی نہ رہے جب تو یاد کیا آئے

☆☆﴿۱۳۹۷﴾☆☆

دلی خواہش تو ہے بیشک کہ ایک اور ایک دو کہیے
مگر کہنے کو ہوں موجود سب کچھ آج جو کہیے
بتان مغربی کی مدح و ذم کی بحث نازک ہے
سکوت اس وقت اولیٰ ہے نہ لیس کہتے نہ نو کہتے

☆☆﴿۱۳۹۸﴾☆☆

گو ڈر جدید روشنی کے شعلوں کی ہے یہ
پردے کی احتیاج ہے کیا اس بناؤ پر

جب شمع ہو تو اس کی حفاظت ضرور ہے
فانوس کو کیر کھ نہیں سکتا الاؤ پر

☆☆﴿۱۳۹۷﴾☆☆

نام میرا دفتر اعزاز سے خارج ہے اب
پارک کی زینت میں میری قبر بھی خارج ہے اب

☆☆﴿۱۳۹۸﴾☆☆

یہ دال لب گنگ کبھی گل نہیں سکتی
کلو کے پٹاخے سے بلا ٹل نہیں سکتی

☆☆﴿۱۳۹۹﴾☆☆

انہی سے کہا میں نے مجھے تو نے ڈسا کیوں
بولا کہ بلا لاٹھی کے تو بن میں بسا کیوں
پاؤں میں تو مہندی ہے لگی شوق ڈنر کی
حیران ہوں اکبر نے کمر کو یہ کسا کیوں

☆☆﴿۱۴۰۰﴾☆☆

پیٹ مصروف ہے کلر کی میں
دل ہے ایران اور ترکی میں

☆☆﴿۱۴۰۱﴾☆☆

بعض مسلم تو ایسے ہیں موجود
منہ جو لحم بقر سے موڑتے ہیں
فوجی گورے مگر رکیں کیوں کر
جان بل کب گنو کو چھوڑتے ہیں

☆☆﴿۱۴۰۲﴾☆☆

نہ وہ جان کے ہیں نہ ہیں تن کے دشمن
فقط ہیں ہمارے میاں پن کے دشمن
جو ہوں دوست اپنے کہاں وہ میسر
نفیست ہیں اس وقت کے دشمن

☆☆﴿۱۴۰۳﴾☆☆

تقاعد نہیں ہے تو ایمان رخصت
عبادت نہیں تو مسلمان رخصت

☆☆﴿۱۴۰۴﴾☆☆

یہ آپ کا فرمانا ہے بجا قرآن بھی ہے اللہ بھی ہے
مشکل تو یہ ہے لیکن کہ ادھر آ کر بھی ہے اور تنخواہ بھی ہے

☆☆﴿۱۴۰۵﴾☆☆

ہر طرف برپا ہے طوفان عناد و اختلاف
برہمن اور شیخ سوشل سازو سامان کیا کریں
پالسی مغرب پر تعصب ہے سوار
اس کو ہندو کیا کریں اس کو مسلمان کیا کریں

☆☆﴿۱۴۰۶﴾☆☆

تقلید حریف میں جو پہنچے نقصان
افسوس اس کا ہو کیوں دل ملت میں

☆☆﴿۱۴۰۷﴾☆☆

مسجد کی مصیبتوں میں دیتے امداد

ہوئل میں پڑ تو شیخ جی کیوں دوڑیں

☆☆﴿۱۲۰۸﴾☆☆

کانٹے بونے لگے اب شکسیر پڑھ کر عزیز
گل کھلائیں گے کہاں تک یہ گلستان والے

☆☆﴿۱۲۰۹﴾☆☆

سگے بدنہال و نشہ مے رفل بدست و غرور در سر
کدھر ہوا ہے یہ عزم قاتل خدا کرے خیر جان اکبر

☆☆﴿۱۲۱۰﴾☆☆

ہو گیا ہے الہلال کھلے آما جگہ تیر غرب
اس نئے دور فلک کی چاند ماری دیکھئے

☆☆﴿۱۲۱۱﴾☆☆

کھینچو نہ کمانوں کو نہ تلوار نکالو
جب توپ مقابل ہے تو اخبار نکالو

☆☆﴿۱۲۱۲﴾☆☆

ضبطی پرچہ توحید^{۱۸} ہوئی فیر یہ ہے

قل هو اللہ احد ضبط نہیں خیر یہ ہے
نور ایماں کی ضرورت نہیں سمجھا سائنس
وجہ خاموشی شمع حرم و دیر یہ ہے
مغربی پارک میں چکر کے سوا کچھ بھی نہیں
دل رنگین کی ہوا کھاؤ بڑی سیر یہ ہے

☆☆﴿۱۴۱۳﴾☆☆

قید ہر کروٹ پہ ہر بوسے پہ اک مضمون ہے
عشق مس کیا ہے نرا قانون ہی قانون ہے
گو نئی نظریں مبارک باد دیں اس لطف پہ
میں تو کہتا ہوں کہ شامت اس کی جو مفتون ہے

☆☆﴿۱۴۱۴﴾☆☆

صاف کہتا ہوں رہیں خوش یا ہوں ناخوش مولوی
آسمان اب چاہتا ہے مولوی کش مولوی

☆☆﴿۱۴۱۵﴾☆☆

بابو صاحب کا یہ ہے شکوہ افلاس بجا
سچ تو کہتے ہیں کہ مچھلی نہ سہی بھات تو ہو

☆☆﴿۱۴۱۶﴾☆☆

چاہو بھلا جو اس کا ہرگز نہ تم سکھاؤ
بحث حقوق انسان نیٹو آف انڈیا کو

☆☆﴿۱۴۱۷﴾☆☆

حج کو کیوں کر جائے کارخانگی کو چھوڑ کر
اتنی کثرت ہو جو چواہوں کی تو بلی کیا کرے

☆☆﴿۱۴۱۸﴾☆☆

بھلا کا پوچھنا ہے شان اکبر کا زمانے میں
کہ نیٹو بھی ہے ہندوستانی بھی مسلمان بھی

☆☆﴿۱۴۱۹﴾☆☆

شیخ جی کے دونوں بیٹے باہر پیدا ہوئے
ایک ہیں خفیہ پولیس میں ایک پھانسی پاگئے

☆☆﴿۱۳۲۰﴾☆☆

قوت زیر حراست سے نہیں پیدا نہیں شکوہ
جب لیا لیسنس وہ رعب رفل جاتا رہا

☆☆﴿۱۳۲۱﴾☆☆

باوجود اس نیکی کے بدگمانی اس قدر
میں نے کی اللہ سے فریاد آڑے آیاویں
ڈائری میں ہو گیا تھا اختلاف اندراج
لڑ گئے خفیہ پولس سے کل کرانا کا تبیں

☆☆﴿۱۳۲۲﴾☆☆

سول سرجن تو ساڑھے سات سے پہلے نہیں اٹھتے
ولیکن ان کے مرغے کی سر خیزی نہیں جاتی

☆☆﴿۱۳۲۳﴾☆☆

اے ذہن عرب گوشت مکن صلح عجم را
ایں نغمہ نشید است و گر صورت و نعم را

☆☆☆

ضمیمہ

☆☆﴿۱۳۲۴﴾☆☆

در بحر زندگی دلم آہے کشید رفت

برقے بگو میش کہ در ا برے طپید و رفت
 داغ دل است رنگ فنا اندریں چمن
 سبزہ دمید و مرد گل تر رسید و رفت

☆☆﴿۱۳۲۵﴾☆☆

اس وعدہ خلافی پہ کرو غور کسی دن
 ہر روز یہ کہہ دیتے ہو اب اور کسی دن
 ہر لذت دنیا پہ وہ جھک پڑتے ہیں فی الفور
 آفت میں پھنسائے گی یہ فی الفور کسی دن

☆☆﴿۱۳۲۶﴾☆☆

خیال حالت قومی سے دل کو پست کرتا ہوں
 مگر جب اپنا بنگلہ دیکھتا ہوں جست کرتا ہوں

☆☆﴿۱۳۲۷﴾☆☆

مورخ اور صوفی میں یہی ہے فرق اے اکبر
 کہ وہ مصروف ماضی ہے اور اس کو حال آتا ہے

☆☆﴿۱۳۲۸﴾☆☆

ڈاڑھی خدا کا نور ہے بے شک مگر جناب
 فیشن کے انتظام صفائی کو کیا کروں

☆☆﴿۱۳۲۹﴾☆☆

نکال دیں تو در فیض عام چھٹتا ہے
 جو منہ لگائیں تو ان کا گدام لٹتا ہے
 سکھائیں کیوں نہ یہ فقر و فنا رعایا کو

کہ حرص بڑھتی ہے اس سے نہ دم ہی گھٹتا ہے
 کریں یہ خاک لشینوں کی طبع کو ہموار
 کہ جس طریق سے کنکر سڑک پہ کثا ہے

☆☆﴿۱۴۳۰﴾☆☆

نہ کٹ لٹ ہیں نہ یاں کاٹا چھری ہے
 مگر گھی ہے تو کھچری کیا بری ہے
 کہاں مسجد میں وہ اگلے سے مسلم
 خدا کے نام کی خانہ پری ہے
 ترقی پا کے وہ برگد میں پہنچے
 کسی کو کیا کہ جب تنہا خوری ہے
 یہ لیڈر گا رہا ہے حمد کے گیت
 مگر آواز بالکل بے سری ہے

☆☆﴿۱۴۳۱﴾☆☆

عقد سے کیا ہوں وہ خوش کہتی ہے بیوی ان کی
 بے نماز آئے تو کب ہاتھ لگانے دوں گی
 میں مسلمان کی لڑکی ہوں مسلمان ہوں خود
 سامنے بھی انہیں واللہ نہ آنے دوں گی
 ساس کہتی ہیں کہ پرستواؤں کی سمجھا کے نماز
 ایسے مسٹر کو بھلا ہاتھ سے جانے دوں گی

☆☆﴿۱۴۳۲﴾☆☆

دھن دیس کی تھی جس میں گاتا تھا اک دہاتی

بسکٹ سے ہے ملائم پوری ہو یا چپاتی
 شانِ نماز اکبر شاہانہ ہو چلی ہے
 مسجد الگ نبائیں اپنی میاں وفاقی

☆☆﴿۱۴۳۳﴾☆☆

جو ایرشپ پر چڑھتے تو ایسے کہ بس ہمیں ہیں خدا نہیں ہے
 جو ایرشپ سے گرے تو ایسے کہ لاش کا بھی پتا نہیں ہے
 حیات دنیا کو آیتوں میں خدا نے لہو و لعب بتایا
 کسی کو ہو کچھ تامل اس میں ہمیں تو شبہ ذرا نہیں ہے

☆☆﴿۱۴۳۴﴾☆☆

گپیں اڑانے کو اک وادی عمل تو ہے
 ہمارے واسطے اک ناز کا محل تو ہے
 الہی رکھ تو سلامت ہمارے لیڈر کو
 کہ بزم قوم میں اس سے چہل پہل تو ہے
 چلا ہی لیں گے کسی کھیت میں بہ حکم حضور
 خدا کے فضل سے محفوظ اپنا بل تو ہے

☆☆﴿۱۴۳۵﴾☆☆

اسے اقرار اغوا ہے یہ اغوا کو چھپاتے ہیں
 علیہ اللعن ہے شیطان لیکن ان سے اچھا ہے
 بہت مبہم تمہارا مصرعہ ثانی ہے اے اکبر
 اشارہ ہے کدھر شیطان آخر کن سے اچھا ہے

☆☆﴿۱۴۳۶﴾☆☆

جو سچی بات ہے کہہ دوں گا بے خوف و خطر اس کو
 نہیں رکھنے کا میں ہرگز پری ٹوکے کہ جن ٹوکے
 امار آتے جو کابل سے تو پڑتے سب کے حصے میں
 امیر آئے تو ہم کو کیا مزے ہیں لارڈ منٹو کے

☆☆﴿۱۴۷﴾☆☆

شاهی و حکومت کی ہے اصلی یہی بیوٹی
 ہر طور سے انسان سمجھ لے اسے ڈیوٹی
 حاکم میں اگر ناز ہے اور عیش پرستی
 حاکم میں اگر بادۂ نخوت کی ہے مستی
 کتنا ہی زبردست و بلند اس کا ہو پایا
 ہرگز نہ کہیں گے اسے اللہ کا سایہ
 حاکم کو ضروری ہے مذاہب کی اعانت
 اللہ کی ہو جس سے پرستش بہ فراغت
 با ایں ہمہ کرنا ہے مجھے صاف یہی عرض
 حاکم کی اطاعت ہے بہر حال تمہیں فرض
 دنیا یہ بنی ہے بچے تیاری عقبہ
 بیجا ہے حکومت کا جو ہر اک کو ہو سودا
 یہ ملک نہ فطرت کا ہے شیدا نہ خدا کا
 دادا کا کہیں بت ہے کہیں رسم کا خاکا
 جو شرک میں ڈوبا ہے نہ پھولا نہ پھلے گا
 غیروں ہی کی امداد سے کام اس کا چلے گا

☆☆﴿۱۳۳۸﴾☆☆

مجھ میں اب زور ناتوانی ہے بہت
با ایں ہمہ ان کو بدگمانی ہے بہت
خاموش رہو تو سانس لینے دیں گے
اتنی بھی یہ ان کی مہربانی ہے بہت

☆☆﴿۱۳۳۹﴾☆☆

میرنشی رضا حسین خاں صاحب نے سلسلہ مراسلت میں مجھ کو یہ شعر لکھ
بھیجا تھا

چشمے داریم و عالمے در نظرم
دیگرچہ معلم و کتابم باید
میری طبیعت میں اس شعر نے ایسا پہچان پیدا کیا کہ اشعار ذیل موزوں
ہو گئے

اے آنکہ فسانہ گوئی از دیر و حرم
ایں دفتر تست باعث درد سرم
بگذار مرا بہ عالم ازراہ کرم
چشمے داریم و عالمے در نظرم
دیگرچہ معلم و کتابم باید

☆☆﴿۱۳۴۰﴾☆☆

جانے زمنے طہور دارم دردست
جانم بہ سرود عاشقی بیخود و مست
نے طالب نغمہ ام نہ من بارہ پرست

تار نفس است ویا دے از عہد است
دیگرچہ معنی و شرابم باید

☆☆﴿۱۴۴۱﴾☆☆

یہ کہتے تھے اک لالہ باوقار
کہ عربی حروف اب تو ہم پر ہیں بار
رکی ہے انہیں سے ہماری نمود
یہ کھسکیں تو ثابت ہو اپنا وجود
کہاں کا حرام اور کہاں کا حلال
ہے حائے حلی رہیں رام لال

☆☆﴿۱۴۴۲﴾☆☆

رقبہ تمہارے گاؤں کا میلوں ہوا تو کیا
رقبہ تمہارے دل کا تو دو انچ بھی نہیں

☆☆﴿۱۴۴۳﴾☆☆

بوائے وفا نہیں ہے مسوں کے اصول میں
بس رنگ دیکھ لیجے گیلے کے پھول میں

☆☆﴿۱۴۴۴﴾☆☆

روتا تھا میں اس غم میں کہ حالت تو ہے ایسی
اور اس کا کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے

☆☆﴿۱۴۴۵﴾☆☆

ہو اس کا بھلا جس نے کہا دل کو قوی رکھ
جو تجھ پر گذرتی ہے خدا دیکھ رہا ہے

☆☆﴿۱۴۵۱﴾☆☆

عالم وحدت میں کثرت رنگ دکھلانے لگی
ہوش کے لکڑوں سے میں میں کی صد آنے لگی

☆☆﴿۱۴۵۲﴾☆☆

جو بات صاف ہے کہتا ہوں بے دریغ اس کو
نہ مجھ کو کام ہے ٹھکرائی سے نہ شیخی سے
زیادہ زینت دنیا بھی ہے فساد انگیز
جنون جنگ ہے پیدا اسی ترقی ہے

☆☆﴿۱۴۵۳﴾☆☆

اب حدیث لیڈری ہے عمر راوی ہو چکی
آفت ارضی کی شدت ہے سماوی ہو چکی
پند ہے کونوا عباد اللہ اخوانا کی خوب
ووٹ بازی پر مگر یہ پند حاوی ہو چکی

☆☆﴿۱۴۵۴﴾☆☆

خلوت ناز میں کیا شان خود آرائی ہے
حسن خود عالم حیرت میں تماشائی ہے

☆☆﴿۱۴۵۵﴾☆☆

میرے اس مصرع پہ سب کی واہ ہے
ہوش میں ہوں زندگی اللہ ہے

☆☆﴿۱۴۵۶﴾☆☆

جب غم ہوا چڑھا لیں دو بوتلیں اکٹھی

ما کی دوڑ مسجد اکبر کی دوڑ بھی

☆☆﴿۱۲۵۷﴾☆☆

چلا جاتا تھا اک ننھا سا کیڑا رات کاغذ پر
بلا قصد ضرر اس کو ہٹایا میں نے انگلی سے
مگر ایسا وہ نازک تھا فوراً پس گیا بالکل
نہایت ہی خفیف اک داغ کاغذ پر رہا اس کا

☆☆﴿۱۲۵۸﴾☆☆

بھی وہ روشنی میں شمع کی کاغذ پہ پھرتا تھا
ابھی یوں مٹ گیا ایک جنبش انگشت انساں سے
لیا میرے سوا نوٹس ہی کس نے اس کا دنیا میں
نہ تھی فطرت کی کیا کاری گری اس کے بنانے میں
نسب نامہ بھی اس کا عالم ذرات میں ہوگا
یہی تھی اس کی ہستی اور اس میں اس کی مستی تھی
نہ ماتم کرنے والا ہے نہ لائف لکھنے والا ہے
وہ دھبہ درس عبرت دے رہا ہے مجھ کو اے اکبر
معاذ اللہ کیا سمجھا ہے تو نے اپنی وقعت کو
تجھے بھی صفحہ روئے زمیں سے ایک دن آخر
مٹا دے گی کوئی تحریک فطرت حکم باری سے
عجب حیرت سے میں ہوں دیکھتا اس داغ کاغذ کو
مری نظروں میں تو نقشہ یہ ہے دنیائے فانی کا
صریحاً جسم تھا اک جان تھی احساس تھا اس میں

اور اب دھبا سا ہے کیا جانے کوئی کیسا دھبا ہے
 عجب کیا ہے جو سمجھے کوئی پنسل کی لکیر اس کو
 معاذ اللہ معاذ اللہ سنائے کا عالم ہے
 بہت جی چاہتا ہے روؤں اس ہستی کے دھبے پر
 یہ ہیں برسات کے دن تیسری بھاؤں گذرتی ہے
 میں اپنا غم غلط کرتا ہوں کچھ اشعار لکھنے سے
 اصل کاغذ جس پر دھبا ہے حسن نظامی دھلوی لے گئے اس کا
 فوٹو انہوں نے چھاپا ہے

☆☆﴿۱۳۵۹﴾☆☆

پوچھے کوئی اگر تصنیف کیا
 کہ دو اکبر کہ لفظ بے معنی
 پوچھے کوئی شریعت کیا
 کہ دو اکبر کا لفظ بامعنی
 پوچھے کوئی اگر تصوف کیا
 کہ دو اکبر کہ معنی بے لفظ

☆☆﴿۱۳۶۰﴾☆☆

ہمارے شیخ صاحب کا عمل کتنا مناسب ہے
 ادھر برگڈ بھی لٹو ہے ادھر جنت بھی واجب ہے

☆☆﴿۱۳۶۱﴾☆☆

مطبع کی یاں مدد نہ کتابوں کا زور ہے
 میخانہ دل ہے اس کی شراہوں کا زور ہے

☆☆﴿۱۴۶۲﴾☆☆

فدا ہوں ہادیان دین و ملت کے نشانوں پر
پرستش میں مگر تقلید ابراہیم کرتا ہوں
فروغ روئے انسانی بھی ہے اور شمس تاباں بھی
مگر میں لا احب الا فلین تعلیم کرتا ہوں
در دل اہل دل کا جب کھلا ہو جانب عرفاں
تو بیشک فیض روحانی کو بھی تسلیم کرتا ہوں

☆☆﴿۱۴۶۳﴾☆☆

اک بحث میں الجھ کر دنیا کا کام چھوڑا
چھوڑی سحر نہ اس نے ہنگام شام چھوڑا
ہر فلسفی نے لیکن عمر اپنی ختم کر دی
جو بحث اٹھائی اس کو بس ناتمام چھوڑا
اکملت کا اشارہ کافی ہے تجھ کو اکبر
پھر دل کا کیا ہے مرکز جب یہ مقام چھوڑا

☆☆﴿۱۴۶۴﴾☆☆

عجم کی زینتیں سیکھیں مباحث عرب سیکھیں
زمانے کی ترقی جو سکھائے ان کو سب سکھیں
مگر اک التماس ان نوجوانوں سے میں کرتا ہوں
خدا کے واسطے اپنے بزرگوں کا ادب سکھیں

☆☆﴿۱۴۶۵﴾☆☆

دل کو فطرت سے ہے تعلق

مذہب کا اثر زبان پر ہے
چاہو جو شناخت نیک و بد کی
موقوف یہ امتحان پر ہے

☆☆﴿۱۳۶۶﴾☆☆

دنیا کی بے وفائی سے اکبر ملول ہے
لیکن زیادہ اس کا تصور فضول ہے

☆☆﴿۱۳۶۷﴾☆☆

اب تک وہ رو رہا ہے میں سمجھا تھا رو چکا
اتنی سمجھ نہیں کہ مرا وقت ہو چکا

☆☆﴿۱۳۶۸﴾☆☆

جن میں ہر گام پہ اک دام بلا ہے درپیش
نفس کو تو انہیں باتوں میں مزا آتا ہے
اس کمیٹی میں نہیں روح کی لذت کا خیال
ممبر اٹھ جاتے ہیں جب ذکر خدا آتا ہے

☆☆﴿۱۳۶۹﴾☆☆

بہتر سمجھے ہو تم جو خاموش کو
یہ بھی نہ کہو کہ خامشی بہتر ہے

☆☆﴿۱۳۷۰﴾☆☆

الف بے تے ہی کو پڑھ کر میں سمجھا
الف اللہ کا اور ماسوا بہت

☆☆﴿۱۳۷۱﴾☆☆

نہ ازل کی رہی یاد اور نہ ابد کی ہے خبر
آفریں تجھ پہ مجھے ہوش میں لانے والے

☆☆﴿۱۴۷۲﴾☆☆

بے حد وہ خفا ہیں اکبر سے اور اس کی دعا یہ ہے کہ انہیں
اللہ بصیرت ایسی دے اپنی غلطی کو دیکھ سکیں

☆☆﴿۱۴۷۲﴾☆☆

علم پر گو غرور بیجا ہے
جاہلوں سے ہے اجتناب روا

☆☆﴿۱۴۷۳﴾☆☆

شیخ برگڑ کہتے ہیں مذہب ضروری ہے مگر
فائدہ مذہب کا جو کچھ ہے اسی دنیا میں ہے

☆☆﴿۱۴۷۴﴾☆☆

وہ خرافات پر ہیں داد طلب
واہ واہ پر عجب مصیبت ہے

☆☆﴿۱۴۷۵﴾☆☆

حضرت کی شعر گوئی کچھ مستند نہیں ہے
کہنے کی ایک حد ہے بکنے کی حد نہیں ہے

☆☆﴿۱۴۷۶﴾☆☆

حقیقی اور مجازی شاعری میں فرق یہ پایا
کہ وہ جامے سے باہر ہے یہ پا جامے سے باہر ہے

☆☆﴿۱۴۷۷﴾☆☆

کیا خبر غلد سے کیوں حضرت آدم نکلے
ہم تو مصروف ہیں گیہوں کی خریداری میں

☆☆﴿۱۲۷۸﴾☆☆

لاکھ چھانٹیں وہ مذہبی باتیں
فرق ہے شیخی و کلرکی میں

☆☆﴿۱۲۷۹﴾☆☆

لیڈر کو دیکھتا ہوں تصوف پہ معترض
کالج کے کیزے پڑ گئے دلق فقیر میں

☆☆﴿۱۲۸۰﴾☆☆

اصطلاح بت بے پیر اسی پر ہے درست
جس کا مرشد نہیں استاد نہیں پیر نہیں

☆☆﴿۱۲۸۱﴾☆☆

تعلیم اس کی اچھی جو اپنے گھر میں خوش ہو
مذہب اسی کا اچھا جس کو پولس نہ پکڑے

☆☆﴿۱۲۸۲﴾☆☆

طاغون کی بدولت ان کو بھی ارتقا ہے
جو مارتے تھے مکھی اب مارتے ہیں چوہے

☆☆﴿۱۲۸۳﴾☆☆

تمہاری شاعری یہ پھل جھڑی ہے یا پڑا قاقا ہے
یہ حافظ ہی کی محفل ہے جہاں کا ساوا قاقا ہے

☆☆﴿۱۲۸۴﴾☆☆

تم خدا کو خوش کرو سب کی خوشامد چھوڑ کر
باخدا حاکم جو ہوگا خود ہی خوش ہو جائے گا

☆☆﴿۱۲۸۵﴾☆☆

فرما گئے ہیں یہ خوب بھائی گھوڑن
دنیا روٹی ہے اور مذہب چورن

☆☆﴿۱۲۸۶﴾☆☆

نا ملائم کیوں کہو اور کیوں سنو
بات یہ ہے چپ کرو یا چپ رہو

☆☆﴿۱۲۸۷﴾☆☆

سبھی ہوئی باتوں نے پریشان کیا ہے
مشتاق ہوں اس کا جو سمجھ میں نہیں آتا

☆☆﴿۱۲۸۸﴾☆☆

قائل ہمہ اوست کا ہے اکبر
محسوس مگر ہمہ نہیں ہے
کرتا ہوں مضمون یہ مغرب سے نقل
بولتا ہے علم اور سنتی ہے عقل

☆☆﴿۱۲۸۹﴾☆☆

کالج کے مفتیوں سے کل کہہ رہے تھے اکبر
بسکٹ سے باز آنا رہبانیت نہیں ہے

☆☆﴿۱۲۹۰﴾☆☆

کہتے ہیں کہ تم قوم سے قم کیوں نہیں کہتے

کہہ دو یہ مناسب ہے تو تم کیوں نہیں کہتے

☆☆﴿۱۴۹۱﴾☆☆

یہی ان کے عقائد ہیں یقین اس کا نہیں ہوتا
جو کرتے ہیں نہ کرتے یہ اگر ان کو یقین ہوتا

☆☆﴿۱۴۹۲﴾☆☆

فرمان کسے بودہ در ہاکہ چنین سفتم
گفتند بگو گفتم گفتند مگو خفتم

☆☆﴿۱۴۹۳﴾☆☆

سایہ مدت ہوئی غبارہ بنا
پانچوں میں بھی اب بھری ہے ہوا

☆☆﴿۱۴۹۴﴾☆☆

جو کہہ رہا ہے خود اس کو نہیں ہے وہ محسوس
غرض کہ داد ہی پالے اثر سے ہو مایوس

☆☆﴿۱۴۹۵﴾☆☆

رجز تو تو نے سنائی رہ عمل کو بھی دیکھ
پرانے قصے تو ہیں یاد آج کل کو بھی دیکھ

☆☆﴿۱۴۹۶﴾☆☆

یاں نہ منطق ہے کتابوں کے نہ پٹارے ہیں
جوش ہے دل میں مضامین کے فوارے ہیں

☆☆﴿۱۴۹۷﴾☆☆

مغربی تعلیم ہو اور ہوم رولی بات ہو

لطف موسم ہے یہی مینڈک ہو اور برسات ہو

☆☆﴿۱۴۹۸﴾☆☆

دین پر جب ہم نے دینا کو مقدم کر دیا
دینوی درجے کو بھی اللہ نے کم کر دیا

☆☆﴿۱۴۹۹﴾☆☆

خوب عالم ہے زمانے کو جہاں دُھل نہیں
بزم توحید میں یہ گردش ایام کہاں

☆☆﴿۱۵۰۰﴾☆☆

سر جھکا رکھ سر اٹھانے کی جگہ اے دل کہاں
چاند ماری ہو رہی ہے بدر کی منزل کہاں

☆☆﴿۱۵۰۱﴾☆☆

خرج کیا روپیہ جو کاغذ کا چلا
غم نہ کھا روٹی تو گیہوں کی رہی

☆☆﴿۱۵۰۱﴾☆☆

ہے حوادث کا محبان الہی پر بھی فیر
ہاں حساب دوستاں درگور اگر کیئے تو خیر

☆☆﴿۱۵۰۲﴾☆☆

نبوت کا زمانہ اور تھا اب اور جھرمٹ ہے
وہاں سینے میں قرآن یہاں سینے میں بسکت ہے

☆☆﴿۱۵۰۳﴾☆☆

کیا ترقی کہ بہم جس سے بڑھے بعض و نفاق

فرہی کیا ہے اگر غلط ہے فاسد پیدا

☆☆☆﴿۱۵۰﴾☆☆☆

اس وقت مولویت صوفی سے بھڑگئی ہے
اغیار کو ہو مژدہ آپس میں چھڑگئی ہے
ملا کو زعم ہے یہ داعم چراگلویم
صوفی کو یہ کہ دارم پائے چرا نہ پویم
ملا یہ کہہ رہے ہیں میرا رسالہ دیکھو
صوفی کا ہے اشارہ میرا پیالہ دیکھو
ملا پکارتے ہیں منطق کی جنگ اچھی
صوفی کا ہے ترانہ حق کی ترنگ اچھی
ملا یہ کہہ رہے ہیں قرآن ہی سے بڑھے
صوفی یہ کہہ رہے ہیں معنی سمجھ کے پڑھے
اس جنگ میں ہے بے شک نادانی سیاسی
یہ بات ہے یقینی ہرگز نہیں قیاسی
گو قید ظاہری کی پاتے ہیں ان میں قلت
وہ بھی جماعتیں ہیں وہ بھی ہے نظم ملت
دینی طریق میں تو ہر سمت اب کمی ہے
مجلس میں ہے تزلزل ہیلوں میں برہمی ہے
کہتے ہیں کر رہے ہیں ہم یہ رفاہیشن
دیکھا نہیں تھا لیکن مردوں پہ آپریشن
بازو قوی جو رکھتے ہوتی اگر حکومت

اس وقت شاید آتی کچھ کام یہ خصوصیت
 تنگی رزق نے تو چرخے دیئے ہیں کتوا
 کیسی دلیل شرعی کیسا خرد کا فتویٰ
 ہوتا رہے گا نشتر پہلے چلائے تو
 جانِ حزیں کو ان کے تن سے ملائے تو
 ہے ہاتھ میں قلم بھی منہ میں زبان بھی ہے
 لیکن یہ دیکھئے تو حضرت میں جان بھی ہے
 وضع کہن کا مٹا اس کی یہ رت نہیں ہے
 تیغے سے توڑو تم ایسا یہ بت نہیں ہے
 اس وقت کیا تمہاری یہ خوش خیالیاں ہیں
 آپس میں گالیاں ہیں غیروں کی تالیاں ہیں
 بہتر ہے کام لینا نغمات موعظت سے
 رو کو گئے کو لیکن ایسی چلت پھرت سے
 شیعہ ہوں خواہ سنی ملا ہوں خواہ صوفی
 بے سود جنگ باہم ہے سخت بے وقوفی
 باتیں نئی کہاں سے لا کر کوئی کہے گا
 تم بھی وہی رہو گے وہ بھی وہی رہے گا
 دیکھو ذرا تنزل تو خود ہی زور پر ہے
 مقفوف کب یہ حالت آپس کے شور پر ہے
 وقت نزاع باہم ہرگز نہیں ہے یارو
 اللہ کو پکارو اللہ کو پکارو

☆☆﴿۱۵۰۵﴾☆☆

وہ خود آرائی کہاں خوشیوں کی تمہید اب کہاں
رسم ادا کر دیتے ہیں مل لیتے ہیں عید اب کہاں

☆☆﴿۱۵۰۶﴾☆☆

دانے کو ہے حق نشوونما اس سے تو نہیں انکار مجھے
لیکن یہ بتاؤ مجھ کو خدا وہ کھیت میں ہے یا پیٹ میں ہے

☆☆﴿۱۵۰۷﴾☆☆

چلتی نہیں کچھ اپنی کوئی ہزار چاہے
ہوتا ہے بس وہی جو پروردگار چاہے
بے رونقی اکبر میں ہو شریک آکر
جو موسم خزاں میں رنگ بہار چاہے

☆☆﴿۱۵۰۸﴾☆☆

یہ پرچہ جس میں چند اشعار ہیں ارسال خدمت ہے
ہمارے لخت دل ہیں آپ کا مال تجارت ہے

☆☆﴿۱۵۰۹﴾☆☆

کہوں کیا ہستی باری میں شک ہونے کے کیا معنی
یہی سمجھا نہیں میں آج تک ہونے کے کیا معنی

☆☆﴿۱۵۱۰﴾☆☆

تہائی میں بھی فکر جماعت کی جی میں ہے
دنیا میں میں نہیں ہوں یہ دنیا مجھی میں ہے

☆☆﴿۱۵۱۱﴾☆☆

شاگرد ڈارون تو خدا ہی نے کر دیا
اکبر مگر نہیں ہے مداری کے ہاتھ میں

☆☆﴿۱۵۱۲﴾☆☆

اگرچہ دعوئے اسلام ہے مگر بالفعل
سوا خدا کے ہمارا کوئی گواہ نہیں

☆☆﴿۱۵۱۳﴾☆☆

چھوڑنا ممکن ہے اکبر شوخی گفتار کو
ترک حق گوئی ہے مشکل محرم اسرار کو

☆☆﴿۱۵۱۴﴾☆☆

جوانی نے تو اپنے واسطے ہم کو اٹھایا تھا
بڑھاپا تو بٹھائے اب خدا کے واسطے ہم کو

حواشی

- ☆ : ۱۔ بحر طویل مخصوص بہ عرب، فاعلین مفاعیلین۔ فاعلین مفاعیلین
☆ : ۲۔ ارتقاء۔
☆ : ۳۔ مسئلہ تنازع لبقا۔
☆ : ۴۔ جہاز
☆ : ۵۔ ٹیکوکار
☆ : ۶۔ فاسق۔ گنہگار
☆ : ۷۔ یہ بھی ایک اخبار کا نام ہے لکھنؤ سے نکلتا تھا (Indian Daily
Telegraph) مرتب
☆ : ۸۔ صابون
☆ : ۹۔ غلطی
☆ : ۱۰۔ طائر خوبصورت زرد رنگ
☆ : ۱۱۔ نہیں نہیں
☆ : ۱۲۔ مشین
☆ : ۱۳۔ Hedge
☆ : ۱۴۔ Second Language
☆ : ۱۵۔ His Loveliness
☆ : ۱۶۔ نیچی نگاہ والیاں
☆ : ۱۷۔ اپنا سنگار دکھاتے پھرنا
☆ : ۱۸۔ ایک نفس پرستی میں مبتلا ہے
☆ : ۱۹۔ ایک آنر پرستی میں مبتلا ہے
☆ : ۲۰۔ ہاتھ
☆ : ۲۱۔ جنبش۔ ٹھیک ہینڈ۔ ہاتھ ہلانا۔ ہاتھ ملانا

☆ : ۲۲	”ہلسے“ ”Huxly“
☆ : ۲۳	آپس کی خانہ جنگی مراد ہے۔ نہ وعظ مذہب
☆ : ۲۴	جہاز میں پندرہ ویلور پین کماؤد عرف ہو گئے مرد۔ عورت۔ بچے
☆ : ۲۵	Welfare
☆ : ۲۶	افسوس
☆ : ۲۷	Good Day اور Good Night
☆ : ۲۸	Muse
☆ : ۲۹	Please Excuse
☆ : ۳۰	کلمیں
☆ : ۳۱	ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے
☆ : ۳۲	حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے یہ اظہم حسب فرمائش جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کے نکھی اس کا ترجمہ انگریزی ہوا اور ڈاکٹر صاحب کے یہاں فریم میں لگا ہوا ہے۔ نواب سید محمد خاں صاحب انسپٹر جنرل رجسٹری بنگال کے ذریعہ سے مراسلت ہوئی (۱۵ دسمبر ۱۹۰۹ء کو آپریشن ہوا تھا)
☆ : ۳۳	یہ اشعار حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے حسب فرمائش شیخ محمد حسین صاحب سکندر پوری ضلع بلایا مصالحہ دار نظامۃ العالیہ مرشد آباد صدر دوکار کہنگرا پٹی کلکتہ نمبر ۳۔ موجد بادامی روغن وشماہی کیوڑہ وغیرہ کے کیوڑے کی تعریف میں موزوں فرمایا۔ ۲ محمد عبدالرحمن قیس
☆ : ۳۴	کتب خانہ
☆ : ۳۵	حضور شاہنشاہ ایڈورڈ ہفتم مرحوم
☆ : ۳۶	رگ گردن
☆ : ۳۷	ایک خوش الحان خوبصورت پردہ کی چڑیا

☆ : ۳۸ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۹ء کو حضرت مصنف کی آنکھ پر بمقام
کلمتہ آپریشن ہوا۔ معا ایک مضمون ان کے دل میں پیدا ہوا اور
اسی وقت یہ اشعار موزوں کر کے لکھوا دیئے۔ یہ نظم پرچہ نظام
البتا نچ دہلی میں بہت مدح کے ساتھ چھپی

☆ : ۳۹ واقعہ

☆ : ۴۰ موتیا بند

☆ : ۴۱ نجات

☆ : ۴۲ حسب فرمائش سید ہاشم مرحوم

☆ : ۴۳ Wool اول

☆ : ۴۴ دق کرنا Bother

☆ : ۴۵ قانون Law

☆ : ۴۶ اشارہ مرگ ہاشم

☆ : ۴۷ ۱۹۰۹ء میں آنکھ پر آپریشن ہوا تھا اور مجھ کو ہدایت تھی کہ

بات نہ کروں۔

☆ : ۴۸ اس شعر پر ڈاکٹر اقبال نے انگریزی میں ایک آرٹیکل لکھا

ہے او فلا سفر ہیگل پر اس طرز بیان میں مصنف کو ترجیح دی ہے۔

☆ : ۴۹ یہ شعر پر یکی صاحب احمد آبادی کے نام خط مورخہ ۱۳

جنوری ۱۹۲۱ء میں نے پایا۔

(چوہدری) نذیر احمد خاں

☆ : ۵۰ نواب صاحب پر یا نوان

☆ : ۵۱ مصنف خود ان توانی کو بالکل ٹھیک نہیں سمجھتا۔

☆ : ۵۲ بضرورت قافیہ

☆ : ۵۳ مطبوعہ کلیات میں یہ جگہ اسی طرح خالی ہے۔

☆ : ۵۴ رد کرنا

☆ : ۵۵ منتخب کرنا

- ☆ : ۵۶ تعمیر کرنا
- ☆ : ۵۷ نام اخبار
- ☆ : ۵۸ اڈیٹر لیڈر
- ☆ : ۵۹ اڈیٹر مشرق
- ☆ : ۶۰ رئیس جاس اودہ۔ وکیل آلہ آباد
- ☆ : ۶۱ فرزند حضرت اکبر
- ☆ : ۶۲ تعداد از دواج
- ☆ : ۶۳ اس بچے کا تاریخی نام سید ظفر امام تھا
- ☆ : ۶۴ ڈپٹی کمشنر جبل پور
- ☆ : ۶۵ یہ اشعار حضرت مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی کی
- بابت اس وقت لکھے گئے تھے جب کہ وہ اپنے موجودہ رنگ
- سے بہت دور تھے
- ☆ : ۶۶ ایک چٹت صاحب کی فرمائش پر لکھی گئی۔
- ☆ : ۶۷ اخبار الہلال مکملہ
- ☆ : ۶۸ اخبار توحید خواجہ حسن نظامی صاحب کی ایڈیٹری میں میرٹھ
- سے نکلتا تھا۔

-----THE END-----انختام-----